عمران سیریز

جلد نمبر
29

ہلاکت خیز

100 - ہلاکت خیز

101 - زیبرا مین

102 - جنگل کی شہریت

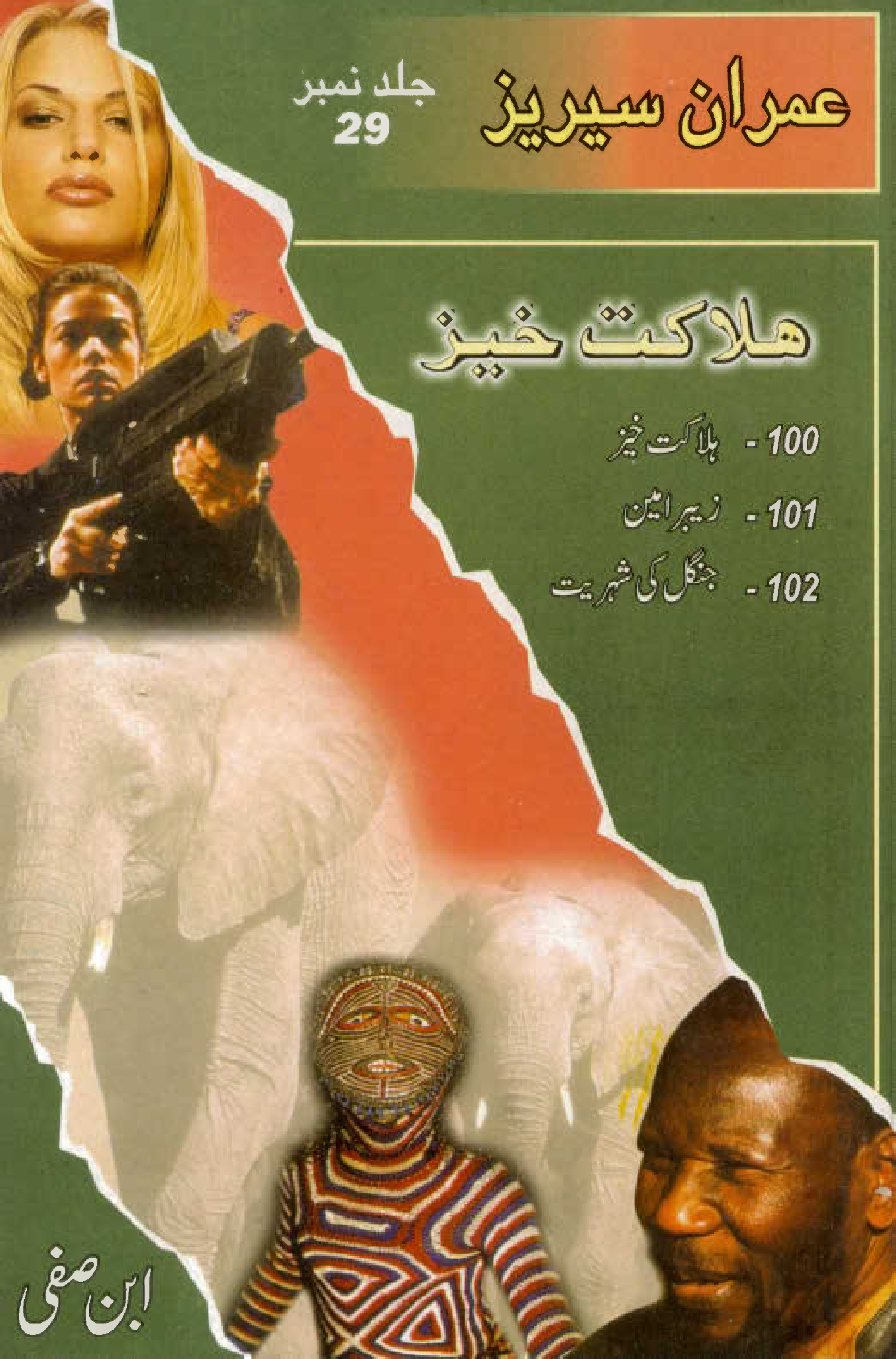

ابن صفی

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر .... خالد سلطان
پرنٹر .... یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

ابن صفی کی شخصیت اوز فن پر ان کے فرزند ڈاکٹر ایثار احمد صفی اظہار خیال کرتے ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان کا مضمون پیش خدمت ہے۔

ابن صفی ——————

منظر نگاری اور تجسس کا امام

ڈاکٹر ایثار احمد صفی

اردو میں جاسوسی ادب کا طبع زاد ناول نگار ابن صفی کو مانا جاتا ہے۔ ابن صفی نے اس دور میں جاسوسی ادب کے اندر جدت طرازی کے اسلوب کو اپنایا جبکہ اردو میں صرف چند تراجم ہی ملتے ہیں۔

ابن صفی اپریل ۱۹۲۸ء میں الہ آباد کے قصبہ نارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم الہ آباد میں ہی حاصل کی۔ وہیں پلے بڑھے اور اپنی جدت پسند طبیعت کے باعث اردو کے جاسوسی ادب پر طبع آزمائی کی۔ چونکہ بنیادی طور پر شاعر تھے اور اسرار ناروی کے نام سے شاعری بھی کی اس لئے شاعرانہ مزاج نے اس میں چاشنی پیدا کردی اور جاسوسی ادب جیسا خشک مضمون بھی دلکش اور پر تجسس بن گیا۔ ان کے قلم سے نکلنے والی کہانی میں جو روانی ہوتی تھی اس میں وہ منظر کشی اور تجسس کے رنگ بھرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قاری ان کی کہانیوں میں گم ہو جاتا تھا اسی لئے کچھ نقادوں کا خیال ہے کہ وہ واحد مصنف تھے جن کے ناول ایک نشست میں ختم کیے جاتے ہیں۔

کسی بھی ادیب کو اپنی تحریر میں رنگ بھرنے کے لئے خوبصورت مناظر کا سہارا لینا پڑتا ہے، یہ بات بھی مسلم ہے کہ ان میں رنگ بھی وہی بھر سکتا ہے جس کی سوچ شاعرانہ ہو یا خود شاعر ہو۔ ابن صفی چونکہ بنیادی طور پر شاعر تھے اور بارہ برس کی عمر میں جگر اور داغ کے انداز کی شاعری کر لیتے تھے جس کی مثال یہ قطعہ ہے۔

ہمیں تو ہے مئے گل رنگ و گل رخاں سے غرض
بنائے کفر پڑی کس طرح خدا جانے
بس اتنا یاد ہے اسرار وقت مئے نوشی
کسی کی یاد بھی آتی تھی ہم کو سمجھانے

ابن صفی جب اپنی کسی کہانی کا پلاٹ ترتیب دیتے ہیں تو وہ مناظر، حالات کا بغور اور باریک

بینی سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس کو پڑھنے کے بعد قاری واقعات کے پس منظر میں کھو جاتا ہے۔
منظر کشی کے اصول کے تحت ایک تخلیق کار کو اس منظر کی تمام جزویات کا علم ہونا ضروری ہے۔ وہ اس کو اس خوبصورتی سے بیان کرے کہ قاری کا ذہن اسے فوراً قبول کر لے۔ اسی طرح کسی کے مزاج اور کردار کے بارے میں بیان کرنے لگے تو اس مخصوص طبیعت کے لوگوں کے مزاج کا بغور مشاہدہ کر لے تاکہ کوئی بات متضاد نہ لگے، حتیٰ کہ اسے ان کے سوچنے کا انداز بھی پتہ ہو۔ یہ بات اس وقت زیادہ اہم ہوتی ہے جب وہ کسی ایک خاص نقطہ نگاہ کے لوگوں کا نقشہ کھینچنا چاہتا ہو، یا کسی خاص ملک کے لوگوں کا رہن سہن ظاہر کرنا چاہتا ہو۔ اس ضمن میں، میں ذاتی طور پر ایڈلاوا سیریز کا حوالہ دینا ناگزیر سمجھتا ہوں۔ جس میں عمران ایک مشن پر اٹلی جاتا ہے۔ ان ناولوں میں جس خوبصورتی سے اطالوی معاشرے، مقامات اور لوگوں کی سوچ کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو ان میں رہا ہو۔ راقم الحروم کو کیونکہ اٹلی میں تعلیم کے دوران خاصا وقت گزارنے کا موقع ملا۔ اس لئے وہاں کے مقامات اور معاشرتی معاملات کو بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ شارع ویانومینیستانا ہو، یا تیسرے درجے کا ہوٹل، یا بازار یا کوموکی جھیل یا سسلی کے ساحل سمندر۔ کوئی بھی اس قدر عمدہ اور دلکش عکاسی کو دیکھ کر یہ یقین نہیں کر سکتا کہ اس ناول کا تخلیق کار کبھی اس ملک میں نہیں آیا! لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابن صفی نے پاکستان بننے کے بعد سوائے ہجرت کے کوئی سفر ملک سے باہر نہیں کیا۔ یہ ان کے اپنے علم کا طلسم تھا کہ وہ نقشہ اس خوبی سے کھینچتے تھے کہ قاری کو احساس ہوتا ہے کہ جیسے وہ خود اس ماحول میں ہو۔ (چاہے وہ عمران کا لندن کا سفر ہو یا افریقہ کے جنگلوں کا یا برازیل میں دریائے ایمیزن کے کنارے)

ابن صفی کی تحریروں کی دوسری بڑی خاصیت تجسس ہے۔ وہ کہانی کا جال کچھ اس انداز میں پھیلاتے ہیں کہ پڑھنے والے کا ذہن اس میں الجھ کر رہ جاتا ہے جس کا ازالہ وہ اس کو ایک نشست میں پڑھ کر کرتا ہے۔ جس زمانے میں دوسرے ناول کے لئے پڑھنے والے کو ایک ماہ کا انتظار کرنا پڑتا تھا وہ انتہائی کرب سے گزرتا تھا۔ ابن صفی کے مداح آپس میں بیٹھ کر کرداروں اور واقعات پر بحث کرتے تھے ان کے قلم کے سحر زدہ مداحوں کا انداز بھی کچھ اس طرح ہوتا جیسا کہ آج کل بیٹھ کر سیاست یا حالات حاضرہ پر بحث ہوتی ہے۔ کسی بھی ادیب کے لئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ لوگ اس کی تحریر کے منتظر رہیں۔ لوگ ان کو خطوط لکھ کر اور مل کر اپنی بے چینی کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ شائد لوگوں کے علم میں نہ ہو جو مصنف فکشن کے اعلیٰ مقام پر فائز تھا، جس کے تخیل پر بہت سی ایجادوں نے جنم لیا۔ جس کی سوچ ہمیشہ آسمانوں سے اونچی اڑتی تھی

ان کے تخیل کی پرواز طلسم ہوشربا کی ان جلدوں کے مرہون منت تھی جو سات برس کی عمر میں ان کی گھٹی میں اتر چکا تھا۔ ان کے کردار عمران، فریدی، سنگ ہی اور تھریسیا انہی کی طرح پر تجسس طور پر کام کرتے نظر آتے ہیں جیسے کہ کوئی طلسم ہوشربا کی داستان کے کردار ہوں۔ ہم

بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے طلسم ہوشربا کو دور جدید کے نئے زاویے میں لکھ ڈالا۔ جس نے ان کے کرداروں کو پڑھا وہ انہی کا ہو رہا۔ پھر کچھ دوسرے نقال لکھنے والوں نے بھی انہی خطوط پر لکھنا چاہا لیکن ابن صفی کا قاری اصل اور نقل کی کسوٹی پر پرکھنے لگا، وہ چند سطریں پڑھ کر بتا سکتا تھا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ یہ ابن صفی کے قلم کا کمال تھا کہ انہوں نے تین نسلوں کے ذہنوں پر حکومت کی۔ ابن صفی کے ناولوں میں تجسس کا ایک ایسا جال بنتا ہے کہ قاری خود کو اس کہانی کا کردار سمجھنے لگتا ہے۔ قاری کو پتہ ہے کہ کرنل فریدی کہانی میں کب داخل ہو گیا۔ اگر فریدی مجرموں سے برسرپیکار بھی ہے اور اس نے کوئی اور روپ دھار رکھا، قاری اس روپ کو پہچانتا اور اس کے کارناموں پر متحیر ہوتا ہے اور آخر میں دوسرے کرداروں پر یہ راز کھلتا ہے کہ وہ اصل میں فریدی تھا۔ قاری اپنے دل میں خوش ہوتا ہے کہ مجھے تو پہلے ہی معلوم تھا..... یہ اپنے دام میں حصار کرنے کے لئے وہ گر تھا جو صرف ابن صفی کے یہاں ملتا ہے۔ قاری کرداروں کے ساتھ قلبی رشتہ جوڑ لیتے ہیں۔ جاسوسی ناول ”زمین کے بادل“ میں فریدی اور عمران کو یکجا کر کے زیرولینڈ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ فریدی پسندوں کی شکایت تھی کہ عمران نے فریدی کے مرتبے کے اعتبار سے گفتگو نہیں کی۔ عمران پسندوں کو اعتراض تھا کہ یہ کیس فریدی صاحب کا نہیں تھا۔ انہوں نے یہ کیوں کہا کہ وہ ایک دن دنیا کو بتائیں گے کہ زیرولینڈ کہاں ہے؟ یہی وجہ تھی کہ ابن صفی نے ”زمین کے بادل“ کے بعد ان دو کرداروں کو کبھی اکٹھا نہیں کیا۔

عمران کا کردار اپنی نوعیت کا واحد کردار ہے۔ وہ ایسے کھلنڈرے مگر تعلیم یافتہ نوجوان کا کردار ہے جس کا ظاہری رویہ لاپرواہی اور مسخرہ پن کا مظہر ہے۔ جس کو اسکے باپ جو انٹیلی جنس سروس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اس کی حرکتوں کے باعث گھر سے الگ کر دیتے ہیں۔ لیکن اصل روپ کچھ اور ہے۔ فارن سیکریٹری کے تحت ایک سپر سیکرٹ سروس کا انچارج اور اعلیٰ عہدیدار ہے۔ جس کو اس کے ماتحت ایکس ٹو کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ ٹیلی فون پر ان سے رابطہ رکھتا ہے اس بات کا دعویٰ رکھتا ہے کہ اسے اسکے ماتحتوں کی پل پل کی خبر ہے اس آواز کی ہیبت سے ماتحت کانپتے ہیں۔ لیکن یہی عمران جب اپنی تمام تر حماقتوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو کوئی اسکو خاطر میں نہیں لاتا۔ بلکہ اسکو چٹکیوں میں اڑا کر محظوظ ہوتے ہیں۔

اس تمام منظر اور تذبذب کے عالم سے جو اصل میں محظوظ ہوتا ہے وہ ہے عمران کا قاری۔ جو کہ اس کی ذہانت اور باریک بینیوں پر نظر رکھتا ہے اگر عمران کسی مصلحت کے سبب اپنے اصلی روپ میں ظاہر نہیں ہوتا پھر بھی اپنی احمقانہ حرکتوں کی وجہ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ یہ ابن صفی کا قاری ہے۔ جو غیر ارادی طور پر اس ناول کا حصہ بن جاتا ہے اور اتنی دلچسپی کا مظاہرہ کرتا ہے جیسا کہ وہ تمام واقعہ کا عینی شاہد ہو۔ ایک طرف قاری ابن صفی کا ناول پڑھ رہا ہوتا ہے دوسری طرف اپنے طور پر کیس کو حل کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ لیکن کرداروں اور واقعات کی اونچ نیچ میں اتنا غرق ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ ناول ایک نشست میں مکمل کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ابن صفی کے ناولوں میں جہاں سچائی اور قانون کی بالا دستی دکھائی گئی ہے وہیں مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کے ذہنوں میں جھانک کر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ کیسے سوچتے ہیں؟ ان کی مجرمانہ ذہنیت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ اور وہ لوگوں کو اپنے افکار سے کیسے متاثر کرتے ہیں اور اپنے ہم خیال کس طرح بناتے ہیں؟ اور بین السطور یہ سبق بھی دیتے جاتے ہیں کہ ان لوگوں کی نشاندہی کی جائے اور ان کو قانون کے حوالے کیا جائے تاکہ معاشرہ سے جرائم اور لڑائی ختم ہو سکے۔ دوسرے الفاظ میں ابن صفی اپنے قاری کو ہر خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کو ہوش مند شہری بنانا چاہتے ہیں۔ ابن صفی کے قارئین یقیناً "علامہ دہشتناک" کا کردار نہ بھلا سکیں گے۔ اسی طرح کے منفی کردار سنگ ہی اور تھریسیا بھی ہیں۔ سنگ ہی ایک چالاک و عیار چینی نسل کا مجرم ہے جو اپنے مارشل آرٹ کی وجہ سے بہت پھرتیلا ہے۔ اس کے مخالف کیمپ کی تھریسیا ہے جو "ٹی تھری بی" کہلاتی ہے ایک الگ دنیا رکھتی ہے۔ انہوں نے ایک جزیرہ زیرو لینڈ کے نام سے بنایا ہے جہاں وہ مجرموں اور معصوم لوگوں کو قید کر کے جرائم کی تعلیم دیتے ہیں۔ زیرو لینڈ دنیا والوں کے لئے ناقابل تسخیر ہے۔ جرائم کی دنیا میں بھی اتحاد ہو جاتا ہے کبھی کبھی سنگ ہی اور تھریسیا مل کر بھی کام کرتے ہیں۔ مگر ان کا سب سے بڑا مسئلہ عمران ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی کونے میں کسی جرم کی ابتداء کرتے ہیں وہاں عمران کو کسی نہ کسی روپ میں اپنا مدمقابل پاتے ہیں۔ کیونکہ عمران ہر لمحے ان کے ارادوں کی خبر رکھتا ہے۔ تجسس کے ان تمام مراحل میں قاری عمران کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اس کا تجسس لمحہ لمحہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی تمام ہمدردیاں عمران کے ساتھ ہوتی ہیں کیونکہ عمران ایک نصب العین کے لئے کام کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن افسوس صرف اس وقت ہوتا ہے جبکہ تمام تر کارنامہ عمران کا ہوتا ہے اور اسی کا کوئی ماتحت بحکم ایکس ٹو اسے جل دیکر نکل جاتا ہے وہاں بھی قاری یہ سوچ کر مطمئن رہتا ہے کہ سارے ماتحت تو نکمے ہیں اگر عمران نہ ہوتا تو یہ کارنامہ انجام پذیر نہ ہوتا۔ وہ اپنے تئیں اس محکمے پر مہربانی سمجھ کر خوش ہوتا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں جہاں مصنف اپنے قاری کے اعصاب پر اس قدر سوار ہو، کیا وہ زندہ تحریریں نہیں ہیں؟ کیا یہ تجسس اور منظر نگاری کی انتہا نہیں ہے؟

اگر کوئی اہل علم یا نقاد اسے نہ مانے تو یہ اس کا انفرادی فعل ہوگا۔ انہوں نے اپنے مقام کا تعین خود ہی کر لیا تھا ان کا کہنا تھا کہ "میری کتابیں بک شیلف پر نہیں بلکہ قاری کے تکیے کے نیچے ملتی ہیں۔"

جہاں بھی اردو زبان بولنے والے یا سمجھنے والے پائے جائیں گے وہاں ابن صفی کے تذکرے کے بغیر اردو زبان کا ذکر نامکمل رہے گا۔

عمران سیریز نمبر 100

ہلاکت خیز

(پہلا حصہ)

پیشرس

غالباً دسمبر ۷۶ء کی بات ہے جب میں نے اس ناول کا اشتہار ترتیب دیا تھا اور "ہلاکت خیز" نام تجویز کرتے وقت اس کا وہم و گمان تک نہیں تھا کہ خود میری قوم کو کسی ہلاکت خیزی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اشتہار میں ہاتھی کا بھی ذکر تھا۔ سو آخر ہاتھی بھی نکل آیا۔ ہاتھی پھر ہاتھی ہے، خواہ پورسؔ کا ہو یا ابرہہؔ کا.... ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں پورسؔ کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کے بعد شاید اس بار ابرہہؔ کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ۱۹۶۵ء کے بعد سے اس وقت تک شاید ہم اسی کے منتظر تھے کہ دیکھیں ابرہہؔ کے ہاتھی کا کردار کس حسن و خوبی سے ادا کرتا ہے۔ اُوور ایکٹنگ تو نہیں کرتا... خدا کا شکر ہے کہ بَروقت "کٹ" کا نعرہ لگ گیا اور قوم تباہی سے بچ گئی۔

کچھ بھی ہوا ہو لیکن میں آپ سے بے حد شرمندہ ہوں کہ یہ کتاب ویسی نہ ہو سکی جیسی میں چاہتا تھا۔ جب ہم خود ہلاکت خیزیوں سے دوچار ہو کر ذہنی انتشار میں مبتلا ہو گئے ہوں تو مار دھاڑ سے بھرپور کہانی کس طرح لکھی جاسکتی ہے۔ (خصوصیت سے نوجوان

مجھے معاف کر دیں)۔

اب دوسری سنئے! آج ہی کے اخبارات میں یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی ہے کہ روس ایک ایسی ایٹمی شعاع بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے جو بین براعظمی میزائلوں کو فضا ہی میں تباہ کر دے گی...... لیکن میں پوری سچائی سے اعلان کرتا ہوں کہ زیرولینڈ والوں نے یہ شعاع آج سے ایک ہفتہ قبل استعمال کی تھی...... اور اس کے سلسلے میں عمران کو دل کھول کر اُلو بنایا تھا لیکن میری کون سنے گا۔ کریڈٹ روس ہی کو جائے گا۔ اللہ کی مرضی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ماشاء اللہ اس بار تنخواہوں میں ڈھیروں اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا ادھر بھی بات "چونی" کی نہیں رہے گی۔ یہ اضافہ مجھے اسی وقت کر دینا چاہئے تھا جب دوسروں نے کیا تھا۔ لیکن میرا آپ سے وعدہ تھا کہ آپ کی تنخواہوں میں اضافے سے قبل قیمت میں اضافہ نہیں کروں گا۔ خواہ گوشت کسی بھاؤ بک جائے۔

ابنِ صفی

۴؍ مئی ۱۹۷۷ء

جہاز پام کے درختوں سے گھرے ہوئے شہر دارالسلام پر چکر لگا رہا تھا.... ہدایت کے مطابق مسافروں نے حفاظتی پٹیاں کس لی تھیں۔ ذرا ہی سی دیر میں جہاز دارالسلام کے ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والا تھا۔ جیمسن نے کنکھیوں سے ظفرالملک کی طرف دیکھا جو بظاہر اونگھ رہا تھا.... لیکن حقیقتاً وہ بھی کنکھیوں سے اپنے برابر بیٹھی ہوئی یورپین لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا۔

جیمسن نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی آخر اتنے لمبے سفر کی زحمت کیوں گوارہ کی گئی تھی۔ سیاحت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ کیونکہ ظفر کی مالی حالت اُس پر اظہر من الشمس تھی.... پھر تنزانیہ کا سفر کیوں؟

لیکن اُسے یہ ضرور معلوم تھا کہ دارالسلام کے سب سے بڑے اور مہنگے ہوٹل .... کلیمنجارو میں اُن کا قیام ہوگا۔ وہاں دو کمرے پہلے سے ریزرو کرائے جا چکے تھے۔ جن کا کرایہ دو سو ساٹھ شلنگ یومیہ تھا اور یہ بھی متوسط درجہ کی بود و باش کے لئے تھا۔ ورنہ صرف قیام اور ناشتے کے لئے اُنھیں ایک سو اکیس شلنگ فی کس یومیہ خرچ کرنا پڑتا۔ بہر حال جیمسن اچھی طرح جانتا تھا کہ ظفر کی جیب اِتنی بھاری نہیں تھی۔ لہٰذا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ عیاشی سرکاری ہی خرچ کی مرہونِ منت ہوگی۔

اُن دنوں جیمسن بڑی خاموشی سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ زیادہ تر پڑھتا رہتا۔ زبان میں زہریلا پن بھی نہیں رہا تھا۔ خواہ مخواہ ہر ایک سے خوش اخلاقی برتنے کو جی چاہتا۔ وجہ یہ تھی کہ صوفیائے کرام کی زندگیاں زیرِ مطالعہ تھیں اور اُسے تزکیہ نفس کی سوجھی تھی.... خوبصورت عورتوں کو گھورنا ترک کر دیا تھا۔ بیئر تک نہیں پیتا تھا۔ مونگ کی دال اور لوکی غذا ٹھہری تھی۔ دنیاوی ترک و

احتشام کو حقارت سے دیکھنے لگا تھا.... کبھی کبھی ظفر کو بغور دیکھتا تو اُسے ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ ایک بے بس چوپائے کی طرح اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ کچھ دنوں پہلے آنکھوں میں ذہانت کی جو چمک نظر آتی تھی۔ اب وہی لاعلمی کی بے بصارتی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ سوچتا یہ شخص کیا جانتا ہے۔ کچھ بھی تو نہیں۔ سرکس کے ایک اداکار کی طرح اپنے شب و روز گذار رہا ہے۔ ہنستا ہے تو اُسے علم نہیں ہوتا کہ کیوں ہنس رہا ہے اور ایسوں کو رونا کہاں نصیب ہوتا ہے۔ روتے تو عقل والے ہیں روتے ہوئے دنیا میں آتے ہیں اور زندگی بھر روتے رہتے ہیں۔

بہر حال ظفر الملک اس سفر کے دوران میں کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ اُس یورپین لڑکی کی توجہ کا مرکز بن سکے لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

جیمسن خاموش تماشائی بنا رہا تھا۔ ایک بار بھی اس مسئلے میں اظہار خیال کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ دراصل جیمسن کا خیال تھا کہ اُس کے دل کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ لہذا اُسے صرف لذت تماشاہی تک محدود رہنا چاہئے۔ تفسیر وہ خود کر سکتا ہے۔ اُس اداکار سے کیا پوچھے جو خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔

تو جیمسن تصوف کی چند کتابیں پڑھ کر خود کو ایسا ہی صاحبِ حال سمجھنے لگا تھا جہاز کے لینڈ کرتے ہی ذہن پر عجیب سا سناٹا طاری ہو گیا۔

یورپین لڑکی سیٹ سے اٹھی تھی اور ظفر حفاظتی پٹیاں ہی کھولتا رہ گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ گئی اور جیمسن نے کہا۔ ”خود کو قابو میں رکھئے یور ہائی نس.... ضروری نہیں کہ اُس کی اور آپ کی منزل ایک ہی ہو....!

”اوہ.... تم بولے تو....“ ظفر نے جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”میں نہیں.... کوئی اور بولا تھا....!“

”رَبش....! چلو.... آگے بڑھو....!“

یورپین لڑکی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

”اپنی گھڑی گرینج مین ٹائم سے تین گھنٹے آگے بڑھالو۔“! ظفر نے نکاسی کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”زبانی یاد رکھوں گا.... گھڑی کو نہیں چھیڑ سکتا۔ کیونکہ میری پیدائش گرینج مین ٹائم کے

مطابق ہی ہوئی تھی.... نواُ فنس یورہائی نس....!"

ایئر پورٹ سے وہ ٹیکسی میں سٹی ڈرائیو کی طرف روانہ ہوئے۔ کلیمنجارو کی دس منزلہ عمارت سٹی ڈرائیو ہی پر واقع تھی۔

ظفرالملک نے دو تین گہری سی سانسیں لیں اور بولا۔"عجیب سی مہک ہے فضا میں! بالکل ہی نئی دنیا معلوم ہوتی ہے....!

"اربوں سال پُرانی....!" جیمسن بُرا سامنہ بنا کر بولا "کفن اور کافور کی بو ہو گی"۔

"کیوں دماغ خراب کر رہے ہو میرا....!" ظفر جھنجھلا کر بولا۔

"میں آپ کو نجات کے راستے پر لگانا چاہتا ہوں....!"

"یہاں....اتنی دُور....خط استوا کے قریب....!"

"ماحول کی تبدیلی سے بڑی مدد ملے گی۔ گھر پر شائد ممکن نہ ہوتا۔!"

"اچھا بس.... میرے سر میں درد ہو رہا ہے....!"

"ایز یو پلیز... لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہم اتنے مہنگے ہوٹل میں کیوں قیام کر رہے ہیں"۔

"اپنی جیب سے نہیں کر رہے....جو کچھ کہا گیا ہے کرنا ہے....!"

"یہاں کونسی زبان بولی جاتی ہے....!"

"سواحلی اور انگلش....!"

"آپ کو آتی ہے سواحلی....!"

"نہیں....!"

"کاش مجھے آتی ہوتی.... یہاں کے عوام سے گفتگو کر سکتا....!"

"شکر ہے کہ وہ تمہاری بکواس سے محفوظ رہیں گے۔"

"لینگویج پلیز....!"

کلیمنجارو پہنچ کر ظفرالملک کی باچھیں کھل گئیں۔ عمارت کے سامنے ہی ایک عدد اُولمپک سائز سوئیمنگ پول نظر آیا تھا۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ ساحل بھی کچھ زیادہ دور نہیں تھا۔ بڑی خوشگوار ہوا سمندر کی جانب سے چل رہی تھی اور وہ عجیب سی مہک جو اُس نے جہاز سے اُترتے ہی محسوس کی تھی۔ یہاں بھی برقرار تھی۔

سورج غروب ہونے والا تھا اور وہ پانچویں منزل پر اپنے کمروں میں پہنچے تھے۔

"الگ الگ کمروں کی کیا ضرورت تھی یور ہائی نس....!" جیمسن نے اعتراض کیا۔

"میں نہیں جانتا.... ریزرویشن میں نے نہیں کرایا تھا۔" ظفر بیزاری سے بولا۔ "لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ہم یہاں آئے کیوں ہیں۔!"

"دراصل مجھے آج کل دوسرے سوال نے اُلجھا رکھا ہے....؟"

"وہ کیا ہے....؟"

"ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں....!"

"اچھا سوال ہے۔" ظفر سر ہلا کر بولا "اور اگر آئے ہی تھے تو جُمن سے جیمسن کیوں ہو گئے۔"

"نو پرسنل اٹیک پلیز....!"

"تیسرا سوال پیدا ہو گیا....!" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "یہ پرسنل کیا چیز ہے؟"

"کیا مطلب....؟"

"تصوف میں پرسنل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں بھی پڑھتا رہتا ہوں۔ اچھا اب اپنے کمرے میں جاؤ.... میں آرام کروں گا....!"

جیمسن کچھ کہے بغیر دروازے کی طرف بڑھا.... اُس کا کمرہ مزید دو کمروں کے بعد تھا۔ جھک کر قفل میں چابی لگا ہی رہا تھا کہ قریب سے ایک مترنم سی آواز آئی۔ "میں کوئی مدد کر سکتی ہوں....!"

وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ برابر والے کمرے کے دروازے پر ایک سفید فام عورت کھڑی مُسکرا رہی تھی۔ عُمر پچیس اور تیس سال کے درمیان رہی ہو گی۔ بال سنہرے تھے اور آنکھیں گہری نیلی....!

"کیا میں کوئی عجوبہ ہوں.... اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو....!" وہ ہنس کر بولی۔ اور جیمسن نے اندازہ کر لیا کہ کسی قدر نشے میں بھی ہے....!"

"یہ بات نہیں محترمہ....!" اُس نے خشک لہجے میں کہا۔

"پھر کیا بات ہے....!"

"پندرہ بیس سال بعد عورت نظر آئی ہے....!"

"کیا بات ہوئی....!"

”خود مجھے بھی نہیں معلوم....!“

”ایسے ہی معصوم نظر آتے ہو....!“ وہ پھر ہنس پڑی اور جیمسن نے بھی خواہ مخواہ دانت نکال دیئے۔

”آؤ کچھ دیر میرے ساتھ بیٹھو! میں اس وقت بہت اُداس ہوں....!“

”کوئی مضائقہ نہیں....!“ جیمسن سنک گیا۔ کنجی دوبارہ جیب میں ڈال لی۔ عورت پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوگئی تھی۔ وہ اُس کے کمرے میں داخل ہوا۔

سامنے ہی میز پر اسکاچ کی بوتل نظر آئی۔ جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا۔ زبان میں گدگدی سی ہونے لگی تھی۔ بہت دنوں سے چکھی تک نہیں تھی۔

”بیٹھو گے نہیں کیا....!“ عورت بولی۔

”شکریہ....!“ کہہ کر جیمسن بیٹھ گیا۔

”تمہاری ڈاڑھی بہت خوبصورت ہے۔ کہاں سے آئے ہو....!“

”ہنالولو سے....!“

”میرا نام لِسلی کارڈوبا ہے....!“

”اور میں ڈگم بگم ہوں....!“

”تمہاری ڈاڑھی سے مناسبت رکھتا ہے یہ نام....!“

”ڈاڑھی کو موضوعِ سخن بنانا پسند نہیں کرتا....!“

”میری کسی بات کا برا مت منانا میں بہت دکھی ہوں....!“

”تنہائی کی وجہ سے۔!“ جیمسن نے سوال کیا۔

”خدا جانے.... کیا تم نہیں پیئو گے۔ اپنی مدد آپ کرو....!“

”خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں انڈیلی....!“

”تنہا ہو۔ یا کسی پارٹی کے ساتھ....!“

”نہ تنہا ہوں اور نہ کسی پارٹی کے ساتھ....!“

”میں نہیں سمجھی....!“

”میرا باس دوسرے کمرے میں مقیم ہے....!“

"اُوہ...." یک بیک وہ اور زیادہ مغموم نظر آنے لگی۔ کچھ دیر بعد بولی "میں سمجھی تھی شائد میری ہی طرح تنہا ہو....!"

"تم کیوں تنہا ہو....!"

"بس یونہی.... یہاں سکون کی تلاش میں آئی ہوں....!"

"نیلے آسمان کے نیچے سکون کہاں.... مُردے تک قبروں میں مضطرب رہتے ہیں....!"

"قبروں کی بات کیوں نکالی....!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ لہجہ بھی اچھا نہیں تھا۔

"بر سبیل تذکرہ.... گورکن یا تدفین کرنے والی کسی فرم کا نمائندہ نہیں ہوں....!"

وہ خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔

"اگر میری بات سے تکلیف پہنچی ہو تو معافی چاہتا ہوں....!" جیمسن بولا۔

"مجھے کسی بات سے صدمہ نہیں پہنچا۔!" وہ اپنے لئے گلاس تیار کرتی ہوئی بولی "میں تو یہاں مرنے کے لئے آئی ہوں....!"

"کہاں سے آئی ہو....!"

"نیویارک سے....!"

"وہاں مرنے میں کیا دُشواری تھی....!"

ایک لمبا گھونٹ لے کر اُسے گھورتی ہوئی بولی "کیا تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو!"

"نہیں.... یہ ایک سادہ سا سوال تھا۔!"

"زہر پی کر مرنا گھٹیا سی بات ہے....!"

"ریوالور کیسا رہے گا....!"

"دھماکے سے میری جمالیاتی حس کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔!"

"نیویارک میں کوئی تیس یا چالیس منزلہ عمارت بھی آزمائی جا سکتی تھی....!"

"ایکروفوبیا کی مریضہ ہوں....!"

"سمندر کے بارے میں کیا خیال ہے....!"

"اِس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے کہ گندی مچھلیاں مجھے کھا جائیں....!"

"تو پھر یہاں کیا....!" یہ جیمسن جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

”یہاں کی موت بے حد شاندار ہو گی....!“ وہ پُر جوش لہجے میں بولی۔

”تم نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم کچھ ہی دیر پہلے ملے ہیں....!“

”تمہیں....!“ لسلی نے حیرت سے کہا ”تمہیں کیا تشویش ہو سکتی ہے....!“

”یہی کہ یہاں کی موت کس تدبیر سے شاندار ہو سکے گی....!“

”تم نہیں سمجھے۔“ وہ زور سے ہنس پڑی۔

جیمسن نے مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

”سنو....!“ وہ مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ ”میں ہمیشہ طاقت کی پجارن رہی ہوں۔ کیا سمجھے۔!“

”سمجھ گیا....!“

”کیا سمجھ گئے....؟“

”شائد ابھی نہیں سمجھا یونہی رواداری میں کہہ گیا تھا....!“

”تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا! اس انوکھے خیال نے صرف میرے ذہن میں جنم لیا ہے....اِس لئے میں امریکہ کی عظیم ترین ہستی ہوں....!“

”اس میں کیا شک ہے....!“ جیمسن نے سنجیدگی سے کہا۔

”خاموش رہو۔ تم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔!“ وہ کسی قدر تیز ہو کر بولی۔

”مجھے اس کا بھی اعتراف ہے۔!“

”مت بکواس کرو.... یہ بھی ہے! اور وہ بھی ہے....!“

”بالکل........!“ جیمسن سر ہلا کر بولا۔ ”نہ اِس کی حقیقت سے اِنکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اُس کی جو میرے تجربے میں آجائے وہی سچائی ہے۔ جس کا احاطہ میرا ذہن نہ کر سکے وہی سب سے بڑا جھوٹ....!“

”کیا تم میرا دماغ خراب کرو گے۔“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”نہیں! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مرنے کا وہ شاندار طریقہ کیا ہو گا۔!“

”اچھا.... اچھا!“ لسلی نے قہقہہ لگایا۔ پھر سنجیدہ ہو کر کچھ سوچتی رہنے کے بعد بولی۔ ”کیا میں تمہیں خوفزدہ نظر آرہی ہوں....!“

”ہرگز نہیں! تمہارے چہرے پر تو عزم و استقلال کی بارش ہو رہی ہے!“

"شکریہ۔ بس یہی معلوم کرنے کیلئے میں تمہیں یہاں لائی تھی۔ اگر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"تمہارا کام تو ہو گیا۔ لیکن ابھی میرا نہیں ہوا....!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"شاندار موت کا طریقہ....!"

"اچھا تو سنو....! میں کسی گھنے جنگل میں جا گھسوں گی اور کوئی دھاڑتا ہوا شیر مجھے چٹ کر جائے گا.... شیر طاقت کی علامت ہے۔ اور میں ہوں طاقت کی پجارن....!"

"واقعی بہت گریٹ ہو۔ لیکن شیر کا ہاضمہ چوپٹ ہو جائے گا۔ الکوحل کے مارے ہوئے گوشت کا تجربہ اُسے ہرگز نہ ہوا ہوگا۔!"

"اب تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اُس نے ہاتھ جھٹک کر کہا اور گلاس میں انڈیلنے لگی۔

"جنگل کی طرف روانگی کے وقت مجھے ساتھ لینا مت بھولنا....!"

"کیوں؟ تمہیں کیوں ساتھ لے جاؤں گی....!"

"تمہاری اور شیر کی تصویریں اُتاروں گا....!"

"شٹ اَپ.... اینڈ گٹ آؤٹ۔!" وہ حلق کے بل چیخی! اور جیمسن بوکھلا کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

عجیب چیز ہاتھ لگی تھی۔ اُس نے سوچا کیوں نہ ظفر الملک کو بھی اطلاع دے دی جائے۔ خاصے کی چیز معلوم ہوتی ہے یہ عورت بھی.... کچھ دل چسپی ہی رہے گی۔

وہ تیزی سے اُس کے کمرے کے سامنے پہنچا اور دروازے پر دستک دی۔

"کم اِن....!" اندر سے ظفر کی آواز آئی۔

اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ ظفر آرام کرسی پر نیم دراز سگریٹ پی رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے۔!"

"خودکشی کا ارادہ رکھنے والی عورت اُردو میں کیا کہلائے گی۔" جیمسن نے بڑے اَدب سے پوچھا۔

"کیا بکواس ہے....!"

"بکواس نہیں عورت ہے! کمرہ نمبر ایک سو تین میں خودکشی کرنے کے لئے نیو یارک سے

آئی ہے۔ اُس کے تئیں زہر پینا گھٹیا بات ہے۔ پستول کے دھماکے سے اُس کی جمالیاتی حِس کو ٹھیس لگے گی۔ کسی اونچی عمارت سے چھلانگ اِس لئے نہیں لگا سکتی کہ ایکروفوبیا میں مبتلا ہے۔ سمندر اِس لئے ناپسند ہے کہ گندی مچھلیاں اُس کی لاش پر منہ ماریں گی....!"

"تم جاتے ہو یا....!"

"لہذا اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی گھنے جنگل میں جا گھسے گی۔ جہاں کوئی شیر یا چیتا اُسے پھاڑ کھائے گا۔ کہتی ہے کہ وہ ایک شاندار موت ہوگی۔!"

"اُوہ....!" ظفر مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا.... اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "کمرہ نمبر کیا بتایا تھا....!"

"ایک سو تین.... لل.... لیکن۔!" جیمسن ہکلا کر رہ گیا۔

"میرے ساتھ آؤ!" ظفر دروازے کی طرف جھپٹا! سچ مچ جیمسن بوکھلا گیا۔ اس قسم کے کسی ردِ عمل کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ بہر حال وہ ظفر کے پیچھے پیچھے کمرہ نمبر ایک سو تین تک پہنچا۔

"یہی ہے نا....!" ظفر نے مڑ کر آہستہ سے پوچھا۔

"ہے تو یہی....!" جیمسن اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ اُس کا یہ رویہ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ تو اُسے صرف ایک عجوبہ عورت کی موجودگی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اُس کے بارے میں سنتے ہی اِس طرح اُس کی جانب دوڑ پڑے گا۔

ظفر نے دروازے پر دستک دی۔

"کم اِن۔!" اندر سے آواز آئی۔ ظفر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ ظفر کے پیچھے جیمسن کو دیکھ کر دھاڑی "تم پھر آ گئے....!"

"میرے باس بھی تمہاری زیارت کرنا چاہتے تھے۔" جیمسن جلدی سے بولا۔ اور ظفر نے آگے بڑھ کر کہا۔ "شیر دانتوں کو بُرش نہیں کرتا....!"

"اوہ....!" لِسلی کارڈوبا نے طویل سانس لی.... مُسکرائی اور آگے بڑھ کر مصافحہ کرتی ہوئی بولی! "تم سے مل کر خوشی ہوئی.... لیکن کیا اِس ڈاڑھی والے کی موجودگی ضروری ہے....!"

"میرا اسسٹنٹ ہے....!"

"میری دانست میں اس کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔" لِسلی نے کہا۔

"تم اپنے کمرے میں جاؤ....!" ظفر مڑ کر جیمسن سے بولا۔ اور جیمسن کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی.... کیا خوب....! زیارت ہی نہیں شائد قوالی بھی ہونے والی تھی لیکن کیا بات ہوئی؟ وہ اُسی جگہ کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ آخر ظفر نے اُسے باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا تھا۔

ٹھیک اُسی وقت اُس نے راہداری میں کسی کو ہنستے سُنا! بھنا کر پلٹا.... یہ ایک سیاہ فام آدمی تھا.... جیسے ہی جیمسن سے نظر ملی خاموش ہو گیا۔ لیکن مسکراہٹ بدستور قائم رہی۔ پھر اُس نے اشارے سے جیمسن کو اپنی طرف بلایا تھا۔

جیمسن آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ یہ سیاہ فام آدمی بھی ایک کمرے ہی سے برآمد ہوا تھا۔

"میں تین دن سے دیکھ رہا ہوں" وہ آہستہ سے بولا "ہر ایک سے ایسا ہی برتاؤ کرتی ہے۔ خود ہی بُلا کر کمرے میں لے جاتی ہے اور پھر دھکے دے کر نکال دیتی ہے۔"

"تمہیں بھی تجربہ ہو چکا ہے۔" جیمسن نے پوچھا۔

"تبھی تو کہہ رہا ہوں! لیکن ابھی تک اُس نے کسی جنگل کا رخ نہیں کیا۔ یہیں دھری ہے۔"

"اُوہ.... لیکن تمہیں کیوں باہر نکال دیا تھا!" جیمسن نے پوچھا۔

"میں سمجھ ہی نہیں سکا! میں تو اُسے یہ سمجھانے کوشش کر رہا تھا کہ مایوسی وقتی چیز ہے.... بادلوں کی طرح ذہن پر چھاتی ہے۔ پھر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ بپھر گئی اور مجھے کمرے سے نکال دیا۔ تم نے کیا کہا تھا۔!"

"میں نے کہا تھا کہ شیر کا ہاضمہ خراب ہو جائے گا۔ تمہارا گوشت الکوہلک ہو گیا ہے!"

سیاہ فام آدمی نے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ستم ظریف معلوم ہوتے ہو۔! یا پھر تم بھی نشے میں ہو....!"

"تنہا پیتی رہی تھی۔ مجھے آفر نہیں کی تھی....!"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"ہنالولو....!"

"بزنس....؟"

"نہیں تفریحاً۔!"

"میرا نام مسوما ہے....!"

"جیمسن!" کہتے ہوئے اُس نے مصافحہ کیا۔ اور مسوما نے اُسے اپنے کمرے میں آنے کی دعوت دی!۔

"شکریہ!ضرور.... مجھے دوستوں کی ضرورت ہے....!" جیمسن نے کہا۔

"لیکن میں تمہیں شراب آفر نہیں کر سکوں گا....!" مسوما کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "مسلم ہوں....!"

"میں بھی نہیں پیتا۔!" جیمسن نے کہا "میں بھی صوفی ہوں....!"

"تب تو ہم بہت اچھے دوست ثابت ہونگے۔ تمہاری ڈاڑھی بہت خوبصورت ہے۔"

"اُس عورت نے بھی یہی کہا تھا اور پھر کمرے سے نکال دیا تھا۔!"

"ارے نہیں۔!" مسوما ہنس پڑا۔

"تو وہ تین دن سے یہاں ہے۔!" جیمسن نے کہا۔

"ہاں.... میں اُس سے پہلے مقیم ہوں۔ زنجبار میں میرا بزنس ہے، آتا جاتا رہتا ہوں....!"

"تصوف سے دلچسپی ہے۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"میری چار بیویاں ہیں۔ اس لئے کسی پانچویں چیز سے دلچسپی لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

جیمسن نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ اس نے بھی اِسے محسوس کر لیا۔ اور ہنس کر بولا "کیوں کیا بات ہے....!"

"اکٹھی چار بیویاں کر لیں۔!"

"پھر اور کیا کرتا کوئی گیم وغیرہ بھی تو نہیں کھیلتا۔!"

"آخر بزنس کیلئے کیسے وقت نکال لیتے ہو۔"

"بزنس تو ہوتا ہی رہتا ہے!"

"کمال ہے.... ایک میں ہوں کہ اِسی فکر میں مَرا جارہا ہوں کہ کہیں شادی نہ ہو جائے۔!"

"ہائیں.... تو کیا تمہاری شادی نہیں ہوئی۔"! مسوما اُچھل پڑا۔

"نہیں.... ایک بھی نہیں....!"

"یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔!" مسوما نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

”میرے لئے اچھی ہے!۔“

”میں تمہاری آنکھوں میں مایوسی اور بے بسی دیکھ رہا ہوں۔ ذرا اپنا داہنا ہاتھ تو آگے بڑھانا!“

”میں پامسٹری میں یقین نہیں رکھتا....!“

”تمہیں یقین آ جائے گا جب تمہیں پچھلی زندگی کے بارے میں بتاؤں گا۔!“

”تم کیسے مسلم ہو کہ پامسٹری پر یقین رکھتے ہو....!“

”اوہاں.... سچی بات تو یہی ہے۔ لیکن یہ ایک علم ہے....!“

”اسلامی نکتہ نظر سے دریا بُرد کر دیا جانے والا علم....!“

”تم اسلام کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہو....!“

”کیوں نہ رکھوں.... میں بھی مسلم ہی ہوں....!“

”تو پھر یہ جیمسن....!“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم بھی تو مسوما ہو.... یہ عربوں کا سا نام تو نہیں ہے۔“

”تم تو قائل ہی کر دیتے ہو.... زنجبار میں میری پامسٹری دانی کی دُھوم ہے۔ اب میں کیا کروں گا....!“

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسلسل اُس امریکی عورت کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔ اور پھر ظفر کا رویہ۔ تو.... لیکن ظفر کا رویہ ہی کیوں؟ وہ تو خود اُسی عورت نے اُسے روکا تھا۔ پوری سچویشن اُسے یاد آ گئی۔ ظفر نے یہی تو کہا تھا کہ شیر دانتوں میں بُرش نہیں کرتا۔ اس پر وہ بُری طرح چونکی تھی اور پھر خود جیمسن کو وہاں نہیں ٹھہرنے دیا گیا تھا۔ شیر دانتوں کو بُرش نہیں کرتا۔ کیا بات ہوئی؟

”تم کیا سوچنے لگے.... کافی منگواؤں۔!“ مسوما بولا۔

”کوئی مضائقہ نہیں.... ہاں کیا وہ عورت تنہا ہی ہے۔!“

”اُس کا خیال دل سے نکال دو مجھے تو وہ پاگل ہی معلوم ہوتی ہے!“۔

”پاگل پن ہی کی وجہ سے تو اُس میں دل چسپی لے رہا ہوں۔!“

”لیکن میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اُس سے دور رہو.... اب تک کئی آدمیوں کو اپنے کمرے میں لے جا کر باہر نکال چکی ہے....!“

مسوما نے فون پر رُوم سروس سے کافی طلب کی تھی۔

"یہاں دار السلام کی فضا میں عجیب سی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔!" جیمسن نے کہا۔

"اُوہو.... خوشبوؤں کا تجربہ کرنا ہے تو میرے ساتھ زنجبار چلو.... ہواؤں میں لونگ کی خوشبو ہر وقت رچی بسی رہتی ہے۔ بس ایسا لگتا ہے جیسے تم مسالوں کے جزیرے میں داخل ہو گئے ہو.... یہاں سے صرف بیس منٹ کی فلائٹ ہے۔! لیکن وہاں تمہیں نیم عریاں یا شیشے جیسا لباس پہننے والی عورتیں نظر نہیں آئیں گی۔ ہم لوگ اس کا سختی سے نوٹس لیتے ہیں۔ سفید فام عورتوں کو بھی اپنا پورا جسم ڈھکنا پڑتا ہے۔!"

"تب پھر وہاں جانے سے کیا فائدہ....!" جیمسن نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تو بہت زور شور سے مسلم بن رہے تھے۔!"

"دنیا کے دوسرے مسلموں سے مختلف نہیں ہوں۔ جہاں اپنے نفس کو ذبح کرنا پڑتا ہے۔ وہاں ہم اسلام کا نام ہی نہیں لیتے۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔!"

"بات ہو یا نہ ہو.... ہوتا یہی ہے....!"

"خیر.... تو ہم زنجبار کی بات کر رہے تھے....!"

"فرصت ملی تو دیکھ لیں گے زنجبار بھی....!"

"فرصت کی بات کرتے ہو!" مسومانے حیرت سے کہا۔ "ارے تفریح ہی کیلئے تو آئے ہو!"

"جہاں عورتیں پورا لباس پہنتی ہوں۔ وہاں تفریح کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا...."

"امریکی تہذیب کے مارے ہوئے لگتے ہو۔!"

"بیچارہ امریکہ مفت میں بدنام ہے! ارے اسپورٹس اور اُولمپک کے نام پر عورت کا ننگا پن عالمی تہذیب بن چکا ہے....!"

"اب شائد تم سیاست پر اُتر آؤ گے.... میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں....!"

اِتنے میں روم سروس کا ویٹر کافی لے آیا تھا اور بات خود بخود ختم ہو گئی تھی۔

وہ کافی پیتے رہے۔ پھر اچانک باہر سے شور سنائی دیا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی پیالیاں میز پر چھوڑ کر اٹھ گئے۔ راہداری میں آئے۔ یہاں لسلی اپنے دروازے میں کھڑی چیخ رہی تھی۔ اور ظفر الملک لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ جیمسن نے ظفر کی جانب سے منہ پھیر لیا۔

"احمق.... اُلو.... غیر مہذب...."لِسلی چیختے جا رہی تھی "کسی میں اتنا سلیقہ نہیں ہے کہ دُکھی لوگوں کا دل رکھ سکے....!"

پھر اُس نے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا تھا۔ کئی اور لوگ بھی اپنے کمروں سے نکل آئے۔!

"تمہارے بعد اور کوئی بیوقوف بھی پھنسا تھا۔!" مسوما نے جیمسن سے کہا۔ "چلو کافی ختم کریں....!"

"یہ عورت میری سمجھ میں نہیں آرہی۔!"جیمسن بڑبڑایا۔

وہ پھر کمرے میں واپس آکر کافی پینے لگے تھے۔ مسوما نے کہا تھا"مگر سوال یہ ہے کہ وہ کب جائے گی کسی شیر سے ملاقات کو....!"

"کسی چکر میں ہے....!"

"کیا چکر ہو سکتا ہے....!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شیر کے دانتوں میں بُرش کرنے کی کوشش نے کوئی دوسرا رُخ تو نہیں اختیار کر لیا۔ وہ جلد سے جلد ظفرالملک تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کافی ختم کر کے اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا دوست! بہت بہت شکریہ! پھر ملاقات ہوگی....!"

"زنجبار چلنے کے بارے میں سوچنا۔"! مسوما نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!"

وہ مسوما کے کمرے سے نکل کر تیر کی طرح ظفر کے کمرے کی طرف گیا تھا۔ دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ....!"اندر سے آواز آئی۔

ظفر اُسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ جیمسن دروازے کے قریب ہی کھڑا اُسے عجیب نظروں سے دیکھتا رہا۔

"کیا بات ہے....؟"

"کچھ نہیں یور ہائی نس.... دیکھ رہا تھا کہ کہیں آپ نے اُسے زندہ رہنے پر تو مجبور نہیں کر دیا....!"

"کل صبح ہم دونوں مسانی ویلیج جا رہے ہیں....!"

"لیکن وہ تو اس طرح چیخ رہی تھی جیسے آپ نے کوئی بد تمیزی کی ہو....!"

"دکھاوے کی بات تھی....!"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اپنے عام رویئے میں فرق نہیں آنے دینا چاہتی تھی....!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا جناب والا....!"

"ہم یہاں اسی عورت کے لئے آئے ہیں....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم میں سے شیر کون ہے....!"

"بکواس مت کرو.... وہ ہمیں ایسی ہی گفتگو سے شناخت کر سکتی....!"

"اور اُس نے شناخت کر لیا....!"

"بالکل کر لیا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے شیر کے دانتوں اور بُرش کا حوالہ دیا تھا....!"

"اِس ملاقات کیلئے یہی جگہ کیوں منتخب کی گئی۔!"

"یہاں ہمیں ایک آدمی کو تلاش کرنا ہے....!"

"وہ عورت ہے کون اور کہاں سے آئی ہے....!"

"میں نہیں جانتا اور اُسے بھی علم نہ ہونا چاہئے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں....!"

"اتنی رازداری.... لیکن میں تو اُسے بتا چکا ہوں....!"

"کیا بتا چکے ہو....؟" ظفر چونک کر بولا۔

"یہی کہ وطن مالوف ہنالولو ہے....!"

"اُوہ....!" ظفر نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو گے۔ صرف میں اُس کے ساتھ جاؤں گا....!"

"خدا کا شکر ہے! اُس نامعقول عورت کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں گذار سکتا! ویسے وہ مسانی ویلیج ہے کدھر....؟"

"یہاں سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ماہی گیروں کی بستی ہے اور کچھ قدیم عمارات

اور مقابر بھی ہیں وہاں....!"

"نہ مجھے قدیم عمارات سے دلچسپی ہے اور نہ مقبروں سے۔ لیکن کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ آپ کو مسانی ویلیج جانا ہوگا....!"

"نہیں.... وہ عورت لے جائے گی۔ ہمیں صرف اُس عورت سے تعاون کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے....!"

"اور اُسی سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کس آدمی کو تلاش کرنا ہے....!"

"ہاں.... یہی بات ہے....!"

"واپسی کب تک ہوگی....!"

"کام ہو یا نہ ہو....! رات یہیں بسر ہوگی....!"

"اُسی کے کمرے میں یا اپنے کمرے میں....!"

"فضول بکواس نہیں بھاگ جاؤ....!"

"اگر میں یہ جانتا کہ مجھے تمہارے جانا پڑے گا تو ہرگز یہاں نہ آتا۔!"

"تم اپنی مرضی کے مالک ہو....!" ظفر الملک نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا تو ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں۔ آخر ہم ہی کیوں.... دوسرے بھی تو تھے....!"

"جاؤ.... خدا کے لئے میں بڑی تھکن محسوس کر رہا ہوں....!"

"ایک منٹ۔!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا یہ ضروری ہے کہ آپ واپس ہی آ جائیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"جس معاملے میں اتنی راز داری برتی گئی ہے وہ کوئی بہت ہی اہم معاملہ ہوگا۔ اور راز داری اُسی وقت برتی جاتی ہے جب دوسرے کی پہنچ کا بھی خدشہ موجود ہو۔!"

"ہوں.... تو پھر۔!"

"عرض ہے کہ ایسی صورت میں آپ قطعی نہیں کہہ سکتے کہ رات یہیں بسر ہوگی!"

"کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"میرے حصے کا بجٹ میرے حوالے کیجئے! اور مجھے ہدایت فرمایئے کہ اگر آپ کی واپسی نہ ہو تو مجھے کیا کرنا ہوگا....!"

"میں اتنی دور کی بات سوچنے کے موڈ میں نہیں ہوں....!"

"اس کی بھی وجہ ہے....!" جیمسن مسکرا کر بولا "اگر شریک سفر کوئی بوڑھا بد صورت مرد ہوتا تو آپ قیامت تک کی خبر لاتے....!"

"میں کہتا ہوں چلے جاؤ....!"

"جارہا ہوں لیکن یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ پر صرف ہونے والی رقم میرے حوالے کر دیجئے ورنہ پردیس میں کہاں بھیک مانگتا پھروں گا....!"

"اچھی بات ہے.... لیکن تم اخراجات کے معاملے میں محتاط رہو گے....!"

"نہ میں جواری ہوں اور نہ عادی قسم کا شرابی۔ کبھی کبھار تفریحاً پی لیا کرتا تھا۔ ادھر جب سے تصوف میں پڑا ہوں بیئر تک نہیں پی۔ محض مستی وجود پر قناعت کر رہا ہوں....!"

"ٹھیک ہے جاؤ....!"

"اگر اجازت ہو تو آپ سے دور رہ کر نگرانی کرتا رہوں....!"

"ہرگز نہیں....وہ تمہیں پہچانتی ہے....!"

"اوکے یور ہائی نس....!" جیمسن نے کہا اور دروازہ کھول کر راہداری میں نکل آیا۔

مسوما پر نظر پڑی وہ کہیں جانے کے لئے اپنے کمرے سے نکلا تھا۔ اُسے دیکھ کر رُک گیا۔

"تمہارا کمرہ تو شائد اُدھر ہے....!" اُس نے کہا۔

"ہاں....اس کمرے میں میرا باس ہے....!" جیمسن بولا۔

"باس....اُس نے حیرت سے کہا۔ "لیکن تم نے پہلے تو نہیں بتایا تھا....!"

"اُس کی بات ہی نہیں نکلی تھی....!"

"اور میرا خیال ہے کہ وہ آدمی اِسی کمرے میں داخل ہوا تھا جسے کچھ دیر پہلے اُس عورت نے اپنے کمرے سے نکالا تھا۔!"

"ہاں وہ میرا باس ہی تھا! بہت رحم دل آدمی ہے۔ اُسے خودکشی سے باز رکھنے کی کوشش اُس نے بھی کی ہوگی....!"

"یہ عورت میرے لئے دردِ سر بن گئی ہے....!" مسوما نے کہا۔

"کیوں؟ تمہارے لئے کیوں....؟"

"اسی انتظار میں یہاں مقیم ہوں کہ اس کا حشر دیکھ لوں.... ورنہ بے حد مصروف آدمی ہوں....!"

"اچھا تو چلو.... کہیں بیٹھ کر کوئی تدبیر سوچیں....!"

"تمہارا باس ہنالولو میں کیا کرتا ہے....!"

"ایک شپنگ کمپنی کا پریذیڈنٹ ہے....!"

"اُوہ اچھا...."

"اور ایک تجارتی معاہدے کے سلسلے میں یہاں آیا ہے۔ لیکن میں آزاد ہوں۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے.... تب تو تم زنجبار چل سکو گے....!"

"ہو سکتا ہے.... میں بھی ذرا آسمان دیکھنا چاہتا ہوں لیکن کہاں جاؤں....!"

"میرے ساتھ چلو.... میں باہر ہی جا رہا تھا...." سوما نے کہا۔

جیمسن نے سوچا موقع اچھا ہے نکل بھاگے۔

وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچے تھے.... سوما بہت خوش معلوم ہوتا تھا جیمسن نے محسوس کیا جیسے ساری خوشی اِس طرح مل بیٹھنے ہی کی ہو۔ سوما کے انداز سے یہی مترشح ہوتا تھا۔

"آج کی رات کو ہم یادگار بنادیں گے۔" سوما نے کہا "تم میرے مہمان ہو....!"

"بہت بہت شکریہ!" جیمسن بولا.... "میں خوش قسمت ہوں کہ ایک اجنبی دیس میں اچانک اتنی ڈھیر ساری محبت مل گئی۔!"

"زانا کی اسٹریٹ میں زنجبار گیسٹ ہاؤز ہے۔ پہلے وہیں چلتے ہیں۔ وہاں مرغ بہت شاندار پکتا ہے.... پھر وہاں سے کہیں اور چلیں گے۔ میری گاڑی بھی وہیں ہے۔"

"جہاں دل چاہے لے چلو.... میں تو دنیا دیکھنے نکلا ہوں....!"

اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اور دارالسلام رنگارنگ روشنیوں سے جگمگانے لگا تھا۔ وہ ایک ٹیکسی میں زانا کی اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

لئے اٹھنا پڑا۔ اُس کی دانست میں جیمسن کے علاوہ اور کون ہوتا۔ اِس لئے جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہونا

لازمی ٹھہرا۔ سختی سے دانت بھینچ کر قفل کے سوراخ میں کنجی گھمائی تھی۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی جبڑے ڈھیلے چھوڑ دینے پڑے تھے۔ وہ جیمسن نہیں لسلی کارڈوبا تھی۔

"تت.... تم....!"

"ہاں مجھے اندر آنے دو...." وہ اُسے دھکیلتی ہوئی بولی۔ پھر کمرے میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ بند کیا تھا اور قفل میں کنجی گھمائی تھی۔

"تم کچھ پریشان سی نظر آ رہی ہو۔" ظفر نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہاں۔ ایک نئی بات ہوئی ہے۔" وہ کُرسی پر بیٹھ کر ہانپتی ہوئی بولی "ابھی ابھی میں نے ایک گمنام کال ریسیو کی ہے....!"

ظفر الملک خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔

"گمنام آدمی نے فون پر کہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک ایسے شیر کا انتظام کر سکتا ہے جو بے حد شائستہ ہے اور نوکیلے دانت رکھتا ہے! جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں اگر کہو تو شیر کو تمہارے کمرے ہی میں پہنچا دیا جائے....!"

"پھر تم نے کیا کہا۔؟"

"میں کیا کہتی! خود اُسی نے کہا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد پھر رنگ کرے گا۔ اِس دوران میں مجھے فیصلہ کر لینا چاہئے....!"

"کس بات کا فیصلہ....!"

"ظاہر ہے کہ جنگل کا رخ کرنا پسند کروں گی یا اُس کی پیشکش کے مطابق کمرے میں شیر....!"

"بس....!" ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم جس قسم کی باتیں لوگوں سے کرتی رہتی ہو۔ اُس کا یہی انجام ہونا چاہئے۔ اَب کوئی چھیڑنے پر تُل گیا ہے۔!"

"لیکن آج ہی کیوں! میں تو کئی دنوں سے ایسی باتیں کرتی رہی ہوں....!"

"ہاں.... اسے سوچنا پڑے گا!"

"تم سے ملاقات کے بعد ہی ایسا کیوں ہوا۔ اور پھر میں جب کسی سے اِس قسم کی باتیں کرتی تھی تو ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتی تھی جیسے میں بہت زیادہ نشے میں ہوں....!"

"عجیب طریقہ کار تھا۔!" ظفر بولا۔ "اس طرح تو تم نے اپنی اچھی خاصی پبلسٹی کر ڈالی۔...."

"مجھے کب اچھا لگتا تھا لیکن اگر میں یہ نہ کرتی تو تم سے کیسے ملاقات ہو سکتی.....!"

"جن لوگوں سے تمہیں ہدایات ملتی ہیں وہ بھی اِتنے احمق تو نہیں ہو سکتے.....!"

"یہی میں بھی سوچتی رہی ہوں.....!"

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں.........!"

"کیا سوچ رہے ہو.....!"

"مجھے افسوس ہے کہ میں غیر متعلق باتیں نہیں کر سکتا...."

"لیکن میں غیر متعلق باتیں ضرور کروں گی۔ جو کچھ میرے ذہن میں ہے۔ اُسے کسی طرح بھی نہیں روکے رکھ سکتی۔ کیونکہ تم بہر حال اپنے ہی کیمپ کے آدمی ہو ورنہ ہماری ملاقات کیوں ہوتی.....!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اُس نے چاروں طرف دیکھ کر کہا "کیا تم مجھے کچھ پلاؤ گے بھی نہیں.....!"

"میں خود بھی نہیں پیتا.....!"

"کمال کرتے ہو..... خیر مجھے تو پلواؤ.....!"

ظفر نے فون پر روم سروس سے رابطہ قائم کر کے لِسلی ہی کے مشورے پر کونیاک طلب کی تھی۔ لِسلی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"اُس آدمی کی نشاندہی ہو جانے کے بعد میں تنہا بھی اُسے تلاش کر سکتی تھی۔ آخر تم اتنی دور سے میرا ساتھ دینے کیوں آئے ہو۔!"

"ہاں یہ بات بھی غور طلب ہے۔!"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا کیمپ کچھ نامعلوم لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو۔"

"ممکن ہے.....!"

"مجھے یہی ہدایت ملی تھیں کہ میں کلیمنجارو میں قیام کرنے والوں سے اس قسم کی باتیں کروں اور انہی باتوں کے توسط سے تم سے اچانک ملاقات ہو جائے گی۔"

"اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ دانتوں اور برش کا حوالہ دینے والا ہی وہ آدمی ہو گا جس سے مجھے مل بیٹھنا ہے.....!"

”اب تم خود سوچو کہ مجھے صرف تمہارے کمرے کا نمبر نہیں بتایا جا سکتا تھا۔“

کسی نے دروازے پر دستک دی۔ غالباً روم سروس کا آدمی تھا۔ ظفر نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ویٹر سے شراب اور اس کے لوازمات لے کر دروازہ بند کیا اور لسلی سے بولا ”کیوں نہ اِس سامان سمیت تمہارے کمرے میں چلیں....!“

”کیوں یہاں بیٹھنے میں کیا خرابی ہے....!“

”آدھے گھنٹے بعد اُس نامعلوم آدمی کی کال آئے گی نا....!“

”اُسی سے بچنے کے لئے تو میں یہاں آئی ہوں....!“ لِسلی نے کہا اور اُس کے ہاتھ سے بوتل لے کر اُس کی سیل توڑنے لگی۔

”تو پھر تم یہیں بیٹھو میں تمہارے کمرے میں اُس کی کال کا انتظار کروں گا۔!“

”یہ کیسے ممکن ہے.... ایسے حالات میں ہم دنوں میں سے کسی کا بھی تنہا رہنا مناسب نہیں ہے....!“

”سوال یہ ہے کہ تمہارے آدمیوں نے تمہیں تنہا کیوں بھیج دیا....!“

”تم اس قدر سوالات قائم کرتے ہو کہ مجھے الجھن ہونے لگتی ہے۔!“

”حالانکہ یہ صرف دوسری ملاقات ہے۔!“

”تم سے زیادہ دلچسپ تمہارا اسسٹنٹ ثابت ہوا تھا۔ پہلا آدمی تھا جس نے ہمدردی ظاہر کرنے کی بجائے پوچھا تھا کہ نیویارک ہی میں کیوں نہیں مر گئی تھیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کے معاملے میں کبھی بھی سنجیدہ نہیں رہا۔“ لسلی نے اپنے لئے شراب انڈیلی تھی اور چسکیاں لینے لگی تھی۔

”یہ تو ذرا اچھا نہیں لگتا کہ تنہا پیئوں....!“ اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

”مجبوری ہے۔!“ ظفر الملک نے کہا۔ اور آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھایا۔ ہوٹل کے ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”کاشن پلیز نوٹ اِٹ ڈاؤن.... روم نمبر ایک سو تین کی کال روم نمبر ننانوے میں ڈائرکٹ کر دینا.... شکریہ.... نہیں صرف تا اطلاع ثانی....!“

"تم باز نہیں آؤ گے....!" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"یہ دیکھنا ضروری ہے۔" ظفر نے کہا۔"اگر ہم نے اپنے رویئے سے کسی کی توجہ ہی اپنی جانب مبذول کروائی ہے تو وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ براہِ راست چھیڑ چھاڑ کر بیٹھے....!"

وہ کچھ نہ بولی.... پھر وہ پیتی رہی تھی اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہی تھیں.... آدھے گھنٹے سے زیادہ گذر گیا لیکن فون کی گھنٹی نہ بجی۔

ظفر الملک گھڑی دیکھتا ہوا بولا "میرا پہلا ہی خیال درست تھا۔ کسی نے چھیڑا تھا تمہیں.... تم خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گئیں....!"

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں واپس جاؤں....!"

"ظاہر ہے....!"

"تم اخلاقاً بھی رکنے کو نہ کہو گے....!"

"اگر ڈیوٹی پر نہ ہوتا تو ضرور درخواست کرتا....!"

"عجیب آدمی ہو....!"

"عجیب نہیں! صرف بااصول.... کبھی اُس وقت مل کر دیکھنا جب ڈیوٹی پر نہ ہوں۔"

وہ بُرا سا منہ بنا کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"یہ بوتل بھی لیتی جاؤ.... میرے لئے بیکار ہے....!" ظفر نے کہا۔

"رکھو.... میں دوسری بار آؤں گی تو تمہیں منگوانی نہیں پڑے گی۔" اُس نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔!

ظفر نے ہوٹل کے ایکسچینج کو مطلع کر دیا کہ اب کمرہ نمبر ایک سو تین کی کالیں براہِ راست وہیں جائیں گی۔

پھر سونے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازہ پیٹ کر رکھ دیا۔ بھنا کر دروازے کی طرف بڑھا۔! اس بار اُسے یقین تھا کہ جیمسن ہی ہو گا۔ لیکن دروازہ کھولنے پر پھر لِسلی کارڈوبا نظر آئی۔ ظفر نے طویل سانس لی اور ہونٹ بھینچے اُسے دیکھتا رہا۔

"کسی نے میرا کمرہ اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"اندر آجاؤ....!" ظفر ہنستا ہوا بولا۔

"لل.... لیکن....!"

"اب آہی جاؤ ورنہ کہیں کوئی تمہیں بھی الٹ پلٹ کر نہ رکھ دے....!"

"کک.... کیا مطلب....؟" وہ بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

ظفر دروازہ بند کر کے اُس کی طرف مڑا اور بولا "پتا نہیں اُن لوگوں نے کیا سمجھ کر تمہارا انتخاب کیا تھا....!"

"مم.... میں نہیں سمجھی....!"

"تم مجھے فیلڈ ورکر نہیں معلوم ہوتیں....!"

"تمہارا خیال درست ہے....!" وہ طویل سانس لے کر بولی اور بیٹھ گئی۔

"تمہارے کاغذات کہاں ہیں....؟"

"وہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہی رہتے ہیں! اُس وقت بھی تھے جب میں یہاں تمہارے پاس تھی۔ اور اَب بھی ہیں....!"

"شاید کسی کو تمہارے کاغذات ہی کی تلاش تھی۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"اَب مجھے سچی بات بتادو....!"

"کیا مطلب....؟"

"کیا ہمیں سچ مچ مسانی ویلیج میں کسی کو تلاش کرنا ہے....!"

وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی اور ظفر اُسے جواب طلب نظروں سے دیکھتا رہا۔

"تمہیں اِس قسم کے سوالات کرنے کا اختیار نہیں....!" وہ کسی قدر طیش میں آکر بولی۔

"کام کی نوعیت مجھے نہیں بتائی گئی تھی! اِس لئے ایسے سوالات کرنے کا حق پہنچتا ہے....!"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ مجھے تم کو مسانی ویلیج تک لے جانا ہے....!"

"اور کسی آدمی کی تلاش....!"

"وہ میرا اپنا اضافہ تھا۔!"

"بس اَب کچھ نہیں پوچھوں گا....!"

"اُوہ.... تو کیا میرا جواب اتنا ہی واضح تھا....!"

"ہاں مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کر چکا۔ نہ تم فیلڈ ورکر ہو۔ اور نہ کوئی اہم کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے.....!"

"اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے.....!"

"میں ایک تجربہ کار فیلڈ ورکر ہوں اس لئے مجھے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی پڑیں گی!"

"تم نے کس بات سے اندازہ لگایا کہ میں فیلڈ ورکر نہیں ہوں!"

"فیلڈ ورکر ہوتیں تو محض اتنی بات پر دہشت زدہ نہ ہو جاتیں کہ کسی نے تمہارا کمرہ اُلٹ پلٹ کر دیا ہے! تم زیادہ سے زیادہ ایک معمولی کاپی ٹائپسٹ ہو سکتی ہو.....!"

"واقعی بہت تجربہ کار ہو۔!" وہ مسکرا کر بولی۔

"اس طرح تمہارا سیاحت کا شوق بھی پورا ہو گیا اور شائد اُن لوگوں کا کام بھی بن جائے گا!"

"میں نہیں سمجھی۔"

"اَب شائد مسانی ویلیج تک لے جانے کی بھی ضرورت باقی نہ رہے۔ میری یا تمہاری طرف کے فیلڈ ورکرز اُس کے پیچھے لگ گئے ہوں گے۔ جس نے تمہارے کمرے کی تلاشی لی تھی.....!'

"مجھے اس قسم کے نتائج اخذ کرنے کو نہیں کہا گیا تھا.....!"

"تمہیں تو اس کا خیال بھی نہیں آسکتا۔ نتائج کیا اخذ کرو گی۔!"

"سنو..... مجھے واقعی خوف محسوس ہو رہا ہے اِس لئے اب میں اُس کمرے میں واپس نہیں جاؤں گی.....!"

"تو جاؤ..... بیڈ روم میں سو جاؤ.....!" ظفر سامنے والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا

لسلی نے میز پر سے بوتل اٹھائی اور بیڈ روم میں چلی گئی۔ ظفر صوفے پر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر بیڈ روم کے دروازے میں نظر آئی اور ظفر سے بولی "تم بھی یہیں آجاؤ نا.....!"

"کہہ دیا میں ڈیوٹی پر ہوں۔!"

وہ "ڈیوٹی" کی شان میں کسی قدر گستاخی کر کے واپس چلی گئی۔

ظفر دوبارہ لیٹنے ہی جا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی..... اُس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے جیمسن کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "روانگی سے قبل میری رقم ایک لفافے میں بند

کر کے کاؤنٹر کلرک کے حوالے کر دیجئے گا۔!"

"تم کہاں ہو.....!" ظفر نے پوچھا۔

"اوپنگا روڈ پر پام بیچ ہوٹل سے بول رہا ہوں۔ مرغ زنجبار گیسٹ ہاؤز میں کھایا تھا....!"

"وہاں کیسے پہنچے۔ فوراً واپس آؤ.....!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ اتنی جلدی واپسی کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ صبح ہو جائیگی۔!"

"کیا بکواس ہے۔!"

"آپ کی اجازت سے باہر نکلا تھا یور ہائی نس.... ضروری نہیں کہ اب واپسی بھی آپ ہی کے حکم کے مطابق ہو جائے۔!"

"بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔!"

"مناسب یہ ہو گا کہ آپ اپنی خوابگاہ میں تشریف لے جائیں ورنہ وہ پھر آپ کی ڈیوٹی کو کوئی گندی سی گالی دے گی.....!"

"کیا مطلب.....! تم کیا جانو۔!"

"آپ کیا سمجھتے ہیں.... میں یہاں اس وقت ایک ایسے بُزرگ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جو مجھے آپ دونوں کی آوازیں سنواتے رہے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"صاف بات ہے کہ میں اِتنے فاصلے سے آپ دونوں کی آوازیں سُنتا رہا ہوں افریقہ کے کالے جادو کے بارے میں سنتا ہی رہا تھا۔ لیکن آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ عجیب و غریب بزرگ ہیں۔!"

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ریسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا تھا اور کمرے کی ایک ایک چیز اُلٹنے پلٹنے لگا تھا۔ جلد ہی تین عدد چھوٹے چھوٹے الیکٹرونک بکس دریافت کر لئے۔ لیکن انہیں جوں کا توں رہنے دیا۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسی قسم کے بکس لِسلی کے کمرے میں بھی موجود ہوں گے اور ان کی ساری گفتگو کہیں اور سنی گئی ہو گی۔ وہ سوچ رہا تھا لیکن یہ جیمسن آخر کن ذرائع سے کسی ایسی جگہ پہنچ گیا۔ بہر حال اس کا مطلب تھا کہ وہ گیا ہاتھ سے.... پتا نہیں کیا معاملہ تھا.... اُس نے لِسلی

کو اپنے بارے میں جو کچھ بھی بتایا تھا اُس میں شمہ برابر بھی جھوٹ نہیں تھا۔

جیمسن سمیت تنزانیہ پہنچنے کے احکامات براہِ راست اپنے چیف ایکس ٹو سے ملے تھے۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں پہنچ کر اُسے کیا کرنا ہے۔ وہ عورت بھی مل گئی تھی۔ لیکن اُس کی توقعات کے خلاف وہ خود بھی اُسی کی طرح اگلے مراحل سے لاعلم ثابت ہوئی۔ بس دارالسلام سے مسانی ویلیج تک جانا تھا۔ اُس کے بعد ٹوٹل بلیک آؤٹ.... وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ پھر کیا ہوگا اور مسانی ویلیج جانے کے بارے میں بھی اُسی نے بتایا تھا ظفر الملک کو پہلے سے علم نہیں تھا.... دفعتاً وہ چونک پڑا۔ ایک نئے خیال نے ذہن میں سَر اُبھارا تھا! کیا ضروری ہے کہ یہ حقیقتاً وہی عورت ہو جس سے اُسے ملنا تھا۔ نہ اُس نے ابھی تک اس کا پاسپورٹ دیکھا ہے اور نہ دوسرے کاغذات۔ کمرے میں گڑ بڑ کی خبر سُن کر اُس نے اُس کے کاغذات کے بارے میں پوچھا ضرور تھا۔ لیکن طلب کر کے دیکھے تو نہیں تھے۔ یہ اُس سے بنیادی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ پہلی ہی ملاقات پر کاغذات دیکھے بغیر مطمئن نہ ہو جانا چاہئے تھا۔ محض شناختی علامات کافی نہیں ہوتیں اور پھر ایسی صورت میں جبکہ وہ محض زبان سے ادا کئے جانے والے الفاظ ہوں۔ اگر وہ اس کا نام معلوم کرنے کا مجاز تھا تو کاغذات بھی طلب کر سکتا تھا۔ اُسے کوئی اعتراض نہ ہوتا بہر حال اگر اب وہ کاغذات دکھانے میں ہچکچاہٹ ظاہر کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا جس عورت سے انہیں ملنا تھا یہ ہرگز نہیں ہو سکتی! دوسری صورت میں یہی ہوا ہوگا کہ متعلقہ افراد نے اُسے غائب کر کے اُس کی جگہ اس عورت کو دی ہوگی۔!

ظفر نے آگے بڑھ کر بیڈ روم کے دروزے پر دستک دی۔

"آؤ.... آجاؤ....!" اندر سے آواز آئی۔ "تکلف کی کیا ضرورت ہے۔!"

ظفر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ آرام کرسی پر نیم دراز نظر آئی۔ بستر پر نہیں لیٹی تھی۔!

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ اپنے کمرے میں واپس جاؤ۔ میزبانی میرے ذمے۔!"

"اس کی فکر نہیں! اپنی رقم میں ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتی ہوں۔!"

"تو پھر اٹھو کہیں چلتے ہیں۔!"

لِسلی نے کرسی کی پشت گاہ سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا اور چلنے کے لئے تیار ہو گئی۔

وہ سڑک پر آئے اور لسلی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا تم پہلے بھی کبھی یہاں

آ چکے ہو!؟"

"نہیں.... پہلی بار آیا ہوں....!"

"میں بھی پہلی بار آئی ہوں.... کہیں اِس طرح باہر نکلنے میں پریشانی نہ ہو چلو زیبرا بار میں چل کر بیٹھیں....ماحول بدل جائے گا۔!"

"یہ کہاں ہے۔؟"

"اسی عمارت میں.... تنزانیہ روم کے برابر....!"

"مگر سنو! ہم سے ایک غلطی ہوئی ہے! جو کچھ تمہارے کمرے میں ہوا ہے اُس کی اطلاع ہوٹل کی انتظامیہ کو دینی چاہیئے تھی۔!'

"کون.... ان بکھیڑوں میں پڑے.... خواہ مخواہ پولیس کو کیوں متوجہ کیا جائے۔"

"تمہارے ملک کا سفارتخانہ شائداسی سڑک پر ہے۔!"

"ہاں.... این بی سی بلڈنگ میں.... کیوں....؟"

"چلو اپنے کاغذات وہاں امانتاً جمع کرادو....!"

"کاغذات.... اُو.... ہاں....!" وہ اپنی جیبیں ٹٹولتی ہوئی بولی"اُوہ کاغذات.... خدا کی پناہ .... انہیں میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہونا چاہیئے تھا۔ کہیں تمہارے بیڈ روم میں تو نہیں گر گئے۔ وہیں میں نے اپنا کوٹ اتارا تھا۔

"چلو دیکھیں....!" ظفر نے بھی کسی قدر بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ پھر لفٹ کی طرف واپس آئے۔ لِسلی بہت زیادہ پریشان نظر آرہی تھی چال میں لڑکھڑاہٹ بھی پیدا ہوگئی تھی۔ پانچویں منزل پر پہنچ کر وہ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ ظفر کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

بیڈ روم میں اُس کے گمشدہ کاغذات نہ مل سکے! ایسا لگتا تھا جیسے وہ بیہوش ہو کر گر جائے گی۔

"اچھی طرح ذہن پر زور دو۔ کہیں وہ تمہارے ہی کمرے میں تو نہیں رہ گئے تھے۔!"

"خدا جانے! میں نے کوٹ کی جیب ہی میں رکھے تھے....!"

"اور رقم....!"

"وہ بھی نہیں ہے....!"

"تو چلو تمہارے کمرے میں دیکھیں....!"

وہ کراہ کر اٹھی اور اُس کے ساتھ چل پڑی۔ ظفر نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ اُسے یقین سا ہو چلا تھا کہ یہ وہ عورت ہرگز نہیں ہو سکتی جس سے اُسے ملنا تھا۔!"

لسلی کے کمرے میں سچ مچ اَبتری نظر آئی۔ سارا سامان اِدھر اُدھر بکھرا ہوا تھا ایک ایک چیز اُلٹ پلٹ ڈالی گئی تھی۔ وہ دیوانہ وار اپنے کاغذات تلاش کرنے لگی۔ شائد کچھ رقم بھی کمرے میں موجود تھی جس کا حوالہ بار بار دے رہی تھی۔

"بتاؤ....اب میں کیا کروں....!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

ظفر سوچ رہا تھا کہ اب اس کمرے میں الیکٹرونک بکس کی موجودگی ناممکن ہے اِس ڈرامے کے ساتھ ہی انہیں بھی ہٹا لیا گیا ہوگا۔ لیکن آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں....؟ غالباً یہ حرکت اسی لئے کی گئی ہے کہ کہیں میں کاغذات نہ طلب کر بیٹھوں۔ یقیناً اصل عورت پر اُن نامعلوم افراد نے قابو پالیا ہے اور اُس کی جگہ یہ عورت لسلی کارڈوبا کا رول ادا کر رہی ہے۔!

"تم کیا سوچ رہے ہو۔ بتاؤ اب میں کیا کروں۔"! وہ پھر بولی۔

"سچی بات بتادو۔!" ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔!"

"پہلے تم نے مسانی ویلیج میں کسی کی تلاش کا ذکر کیا تھا۔ پھر کہا کہ تم نے اپنی طرف سے اضافہ کیا تھا....!"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے! میں اَب بھی اپنے اسی بیان پر قائم ہوں! مسانی ویلیج تک تو جانا ہی ہے....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

"اچھی بات ہے۔ اب آرام کرو.... میں اپنے کمرے میں جارہا ہوں۔!"

"تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے....!" وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو پکڑتی ہوئی بولی۔

"مجھے اِس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی...." وہ اُس سے بازو چھڑا کر نکلا چلا آیا تھا....!

جیمسن اور مسومانے زنجبار گیسٹ ہاؤز میں مسالے دار مُرغ مُسلّم اڑایا تھا۔ قہوے کی دو دو پیالیاں چڑھائی تھیں۔ اور وہاں سے بھی نکل کھڑے ہوئے تھے۔!

"دوست جیمسن۔!" مسوما بولا "تمہیں بین الاقوامی سیاست سے بھی دلچسپی ہے، یا نہیں۔"

"مجھے نہ اپنی قوم کی سیاست سے دلچسپی ہے اور نہ بین الاقوامی سیاست سے دلچسپی ہے۔!"

"تب تم اس صدی کے عجوبے ہو۔!"

"نہیں مین صرف ایک ایسا آدمی ہوں جسے دو وقت کی روٹیوں کی تلاش رہتی ہے۔ اِس کے علاوہ ساری مصروفیات ضمنی ہیں۔!"

"بڑی غیر مذہبی باتیں کر رہے ہو۔!"

"میرے تصوف کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے کہ آدمی پیٹ کاٹتا ہے....!"

"خیر چھوڑو.... آؤ.... عورتوں کی باتیں کریں....!" مسوما ہنس کر بولا۔

"خدا کی پناہ، چار عدد رکھنے کے باوجود بھی عورتوں کی باتیں کرنا چاہتے ہو۔"

"میں بہت دکھی ہوں.... جیمسن بھائی۔!"

"ظاہر ہے.... چار کو اگر دس ہزار سے ضرب دیں تو حاصل ضرب چالیس ہزار ہوگا....!"

"یہ بات نہیں ہے! مجھے ابھی تک ایسی عورت نہیں مل سکی جیسی میں چاہتا ہوں۔"

"اس لئے بہت دُکھی ہو....!" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... میرے بھائی۔!"

"یہ آفاقی دُکھ ہے بھائی مسوما.... آج تک نہ کسی مرد کو اُس کی پسند کی عورت ملی ہے اور نہ کسی عورت کو اُس کی پسند کا مرد ملا ہے۔!"

"نہیں ایسا تو نہیں ہے!"

"ایسا ہی ہے بھائی مسوما۔!" جیمسن اپنی آواز میں بلا کا درد گھولتا ہوا بولا "اگر پسند کی کوئی لڑکی مل بھی جاتی ہے تو کچھ ہی دنوں کے بعد اُس میں سے بھی کیڑے نکلنے لگتے ہیں۔!"

"تم کیا جانو.... تمہاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔!"

"ہمیشہ سے صوفی نہیں رہا ہوں....پانچ سو پچھتر عورتوں کا تجربہ ہے مجھے۔!"

"پھر شائد میں بھی کچھ دنوں کے بعد صوفی ہو جاؤں۔" مسوما نے مایوسی سے کہا۔

اُس نے زنجبار ریسٹ ہاؤز کے گیراج سے اپنی گاڑی نکالی تھی! اور اب ان کا سفر اُسی میں جاری تھا۔

"عورتوں کی باتوں نے بھی بور کر دیا۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "آؤ اب مجھ سے میرے خوابوں کی باتیں سُنو.... بچپن ہی سے پُر اسرار افریقہ کے بارے میں لٹریچر پڑھتا رہا ہوں۔ لہٰذا یہ میرے خوابوں کی سر زمین بن گئی ہے! یہاں کے جادو گروں کی باتیں میرے لئے ہمیشہ بہت چارمنگ رہی ہیں۔!"

"اونہہ جادو گر.... قصے کہانیوں کی باتیں ہیں۔ پہلے ہوتے رہے ہوں گے اب تو صرف شعبدہ باز رہ گئے ہیں۔ سیاحوں کا جی بہلاتے ہیں اور وہ بیچارے یہی سمجھتے ہیں کہ سچ مچ کا جادو دیکھ رہے ہیں۔"

"چلو.... ایسی ہی کسی جگہ دل بہلائیں۔"

"اُن کا ٹھکانہ معلوم کرنا پڑے گا....!"

"کہاں سے معلوم ہو گا۔"

"میرا ایک دوست جانتا ہے۔ کہیں سے اُسے فون کر کے معلوم کر لوں گا۔"

"اور پھر اُس نے ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی تھی۔ دونوں اُتر کر ڈرگ اسٹور میں داخل ہوئے۔ اُن کے پیچھے کئی اور آدمی بھی اسٹور میں داخل ہوئے تھے۔ مسوما کاؤنٹر پر اپنے کسی دوست کو فون کرنے لگا۔ وہ اُس سے کہہ رہا تھا کہ اپنے ایک سیاح دوست کو کالا جادو دکھانا چاہتا ہے۔ وہ اس سلسلے میں اس کی رہنمائی کرے۔ اُدھر سے جواب ملنے پر ریسیور رکھ کر مڑا ہی تھا کہ پیچھے کھڑے ہوئے ایک زرد فام مخلوط نسل والے آدمی نے کہا "شعبدہ بازوں کے پھیر میں نہ پڑو۔ اگر واقعی کالا جادو دیکھنا چاہتے ہو تو پام بیچ ہوٹل چلے جاؤ۔ سوٹ نمبر گیارہ میں. موا کازی کالے جادو کا مظاہرہ کرتا ہے۔!"

"تم نے دیکھا ہے۔!"

"ہاں مسٹر۔ میں اپنے تجربے ہی کی بنا پر مشورہ دے رہا ہوں۔ سیاحوں کے لئے اُس سے بہتر جادو گر فی الوقت اور کوئی موجود نہیں۔!"

"اچھا تو پھر وہیں چلتے ہیں۔!" مسوما نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو مجھے بھی لفٹ دے دیجئے۔!" زرد فام بولا۔

"کوئی حرج نہیں۔" مسوما نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئے

تھے۔ زرد فام پچھلی سیٹ پر تھا۔

"کیا تمہیں بھی وہیں جانا ہے۔!" سوما نے اُس سے پوچھا۔

"ہاں مسٹر۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر کہو گے تو میں ہی تمہیں مواکازی کے پاس لے چلوں گا۔ میں ایک ٹورسٹ گائیڈ ہوں....!"

"اچھا.... اچھا....!" سوما نے انجن اسٹارٹ کیا۔ اور جیمسن سے بولا "چلو شائد سچ مچ تمہاری یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ ظفرالملک اور اُس عورت کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔ زرد فام مخلوط النسل آدمی سوما سے کہہ رہا تھا "مواکازی حیرت انگیز ہے جناب عالی وہ بڑی عجیب پیش گوئیاں بھی کر رہا ہے اُسے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اُس کے گاہک کون لوگ ہیں اور کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ سچی اور کھری بات لگی لپٹی کے بغیر کہتا ہے۔!"

"آخر کیسی باتیں کرتا ہے....!" سوما نے پوچھا۔

"خود ہی سُن لیجئے گا جناب.... مگر سوال شرط ہے۔ آپ اُس سے براعظم افریقہ کے مستقبل کے بارے میں پوچھئے گا۔"

"وہ بھی سیاسی ہی باتیں کرے گا۔!" سوما ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم مجھ سے آہستہ آہستہ عورتوں کی باتیں کرو۔ اُسے بکنے دو....!" جیمسن اُس کی طرف جھک کر دھیرے سے بولا۔

"پام بیچ میں بڑی خوبصورت رقاصائیں ہیں....!"

"تو پھر کالے جادو پر لعنت بھیجو.... ہم وہاں فلور شو دیکھیں گے۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن رقص میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں ڈالتا۔!"

"ابھی تو رقاصاؤں کی تعریف کر رہے تھے۔!"

"تم سمجھے نہیں۔ دراصل پینے کو جی چاہتا ہے رقص دیکھ کر....!"

"تو پی لینا....!"

"تم پتا نہیں کیا سوچو۔ حالانکہ سال میں ایک آدھ بار ہی پیتا ہوں۔!"

"فکر نہ کرو.... میں نے بھی قسم نہیں کھا رکھی.... ایک آدھ پگ میں کیا مضائقہ ہے۔"

"اب واقعی تم نے جی خوش کر دیا۔ دراصل اتنی نہ پینی چاہئے کہ عقل خبط ہو جائے۔"

"بس دوست اِس کے آگے کچھ نہ کہو....!"

"کیوں؟ کیوں۔؟"

"کہیں تم یہ نہ کہہ بیٹھو کہ اتنی نہ پینی چاہئے کہ نماز میں گڑبڑ ہو جائے.... یا بس نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔!"

"ارے نہیں بھائی.... میں اتنا کمینہ نہیں ہوں کہ اپنی کسی خامی کا جواز مذہب میں تلاش کروں۔!"

"بس تو پھر ٹھیک ہے....!"

"پہلے کالے جادو کا مظاہرہ دیکھیں گے۔ اُس کے بعد رقص۔!"

زرد فام آدمی انہیں جادوگر کے کمروں تک لے گیا تھا۔ یہاں پہلے سے کئی لوگ موجود تھے۔ جادوگر مواکازی بھی سیاہ فام افریقی تھا اور اس وقت شائد وہ پیشگوئیاں ہی کر رہا تھا۔

"تم نہیں جانتے۔!" وہ آنکھیں بند کئے کہہ رہا تھا "وہ جو تم میں کبھی نہیں آئے۔ وہ آئیں گے۔ تب تم اُن سے ایک حیرت انگیز خبر سنو گے.... پورے افریقہ میں روشنی پھیل جائے گی اور وہ جو سیاہ فاموں پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں انہیں اُن کی زمین پر اور اُن کے آسمان کے نیچے غلام بنائے رکھا ہے وہ منہ کے بل گر پڑیں گے۔ تب پھر تم اُن پر رحم نہ کرنا۔ ان کی فریاد مت سننا۔ اُن کے لہو سے اپنے کھیتوں کو ضرور سینچنا۔!"

جیمسن نے رومال سے چہرے کا پسینہ خشک کیا اور مسوما کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر جادوگر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اتنے میں ایک آدمی اُن کے قریب آکر آہستہ سے بولا۔ "میرے ساتھ آیئے جناب۔" وہ انہیں دوسرے کمرے میں لے گیا تھا۔!

"محض تفریح یا کوئی خاص ضرورت۔" اُس نے مسوما سے سوال کیا۔

"ضرورت کیا ہوتی.... تفریح ہی سمجھو۔ میں اپنے دوست کو کالا جادو دکھانا چاہتا ہوں۔!"

"ہماری مرضی پر منحصر ہو گا یا آپ کوئی تجویز پیش کریں گے۔!"

"ٹھہرو.... پوچھ کر بتاتا ہوں۔!" مسوما نے کہا اور جیمسن سے پوچھا "کیا دیکھنا چاہتے ہو۔!"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا باس کیا کر رہا ہے۔!"

مسوما اُس آدمی کو سواحلی میں بتانے لگا تھا کہ اُس کا دوست کیا چاہتا ہے۔

"اس کیلئے چالیس شلنگ ہونگے۔!"

مسوما نے رقم جیب سے نکال کر اُس کے ہاتھ پر رکھ دی....!

"اچھا آپ دونوں یہیں تشریف رکھئے....!" کہہ کر وہ کمرے سے چلا گیا۔ جیمسن نے معنی خیز نظروں سے مسوما کی طرف دیکھا تھا۔ مسوما اپنے شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ آدمی واپس آیا۔ اور اُن سے اُسی کمرے میں چلنے کو کہا جہاں کچھ دیر پہلے وہ مواکازی کو پیشگوئیاں کرتے سُن چکے تھے۔!

اُس نے ان دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "اگر تمہارا باس سویا ہوا نہیں ہے تو تم اُس کی آواز بھی سُن سکو گے۔ لیکن اِس کیلئے تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ اِس وقت تمہارا باس کہاں موجود ہے۔؟"

"کلیمنجارو ہوٹل۔ کمرہ نمبر ننانوے۔" ! جیمسن نے بڑے ادب سے کہا۔ جادوگر مواکازی انگلش ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

اِس وقت کمرے میں صرف یہی تینوں تھے۔ مواکازی نے آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ لا یعنی سے الفاظ اُس کی زبان سے نکلے تھے اور کمرے کی فضا پر عجیب سا سناٹا مسلط ہو گیا تھا۔!"

دفعتاً جیمسن نے ظفرالملک کی آواز سُنی۔ پھر لِسلی کی آواز آئی.... وہ ظفر سے بیڈ روم میں آنے کو کہہ رہی تھی۔ ظفر نے "ڈیوٹی" پر ہونے کا حوالہ دیا تھا۔ لِسلی ڈیوٹی کو گالیاں دینے لگی۔! اور اس کے بعد پھر سناٹا چھا گیا۔ مواکازی نے آنکھیں کھول دیں اور بولا "اپنے باس کی خبر لو.... ورنہ وہ سفید فام کتیا اُسے غرق کر دے گی"۔

"واقعی آپ باکمال ہیں جنابِ عالی....!" جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

وہ اُس کے کمرے سے نکل آئے۔ جیمسن الجھن میں پڑ گیا تھا۔ صد فی صد انہی دونوں کی آوازیں تھیں۔!

"میں نے تمہارے باس کی آواز تو سنی نہیں۔!" مسوما بولا "لیکن عورت کی آواز۔!"

"عورت کی آواز....! جیمسن بھی اُسی کے الفاظ دہرا کر رہ گیا۔

"کیا وہ لسلی کارڈوبا کی آواز نہیں تھی۔"

"میری دانست میں اُسی کی آواز تھی۔ اُوہ.... کیوں نہ میں فون پر اُس کی تصدیق کرلوں۔!"

"کیا کرو گے۔؟ ہو سکتا ہے وہ تمہارے باس پر مہربان ہی ہو گئی ہو۔!"

"کوئی حیرت انگیز واقعہ نہ ہو گا۔ عورتیں اُس کے پیچھے دوڑتی ہی رہتی ہیں مجھے اُس جگہ لے چلو جہاں سے فون کر سکوں۔!"

ہوٹل ہی کے ایک بوتھ سے اُس نے فون پر ظفر سے گفتگو کی تھی اور مسوما کی طرف پلٹ آیا تھا۔

"کیا رہی....!"

"لفظ بہ لفظ وہی.... کمال ہے....." جیمسن رومال سے اپنی پیشانی خشک کرتا ہوا بولا۔ "وہ باس ہی کے کمرے میں موجود ہے۔!"

"تب تو مجھے بھی کالے جادو کا قائل ہونا ہی پڑے گا۔" مسوما نے کسی حیرت زدہ بچے کے سے انداز میں کہا۔

لیکن جیمسن کی الجھن بڑھتی رہی تھی۔ وہ کالے نیلے پیلے کسی قسم کے بھی جادو پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہ آواز وہاں تک کیسے پہنچی تھیں۔ کیا وہ اُس مخلوط النسل زرد فام آدمی کے توسط سے خاص طور پر وہاں پہنچائے گئے تھے۔ کیونکہ وہ انہیں مواکازی کے کمرے تک پہنچا دینے کے بعد پھر نہیں دکھائی دیا تھا۔!

"تم کچھ بُجھے بُجھے سے نظر آنے لگے ہو۔" مسوما نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔!"

"اگر اپنی محرومی پر افسوس ہو تو مجھے بتاؤ۔ یہاں لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ اِسی ہوٹل میں بہتر سے بہتر مل جائے گی۔!"

"نہیں بھائی مسوما میری ڈکشنری میں لفظ محرومی کا گذر نہیں ہو سکا! بے فکر رہو۔ چلو میں تمہاری تفریحات میں دل کھول کر حصہ لوں گا۔ لیکن ٹھہرو.... ذرا میں ایک کال اور کرلوں۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

وہ پھر ٹیلی فون بوتھ میں داخل ہوا.... اور ظفر الملک سے رابطہ قائم کر کے بولا۔ "کیا خیال

ہے....؟"

"اس مسئلے پر یہاں سے گفتگو نہیں کر سکتا۔" ظفر کی آواز آئی۔

"کیا میں واپس آجاؤں۔!"

"نہیں فکر نہ کرو۔ تمہیں لفافہ کاؤنٹر پر مل جائے گا۔ عیش کرو....!"

"تو آپ صبح کو جائیں گے....!"

"ہاں۔ میں جاؤں گا....!"

"مجھ سے ملے بغیر....!"

"اگر روانگی سے قبل تم یہاں پہنچ گئے۔ تو ملاقات بھی ہو جائے گی....!"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں....!"

"میں جانتا ہوں کیا کہو گے....!"

"آپ کو یقین ہے۔!"

"کیا تم میرے اندازِ گفتگو سے اندازہ نہیں لگا سکتے۔!"

"او کے.... یور ہائی نس....!"

ریسیور رکھ کر اُس نے ہونٹ سکوڑے تھے! آنکھیں بھینچی تھیں اور پھر سر ہلاتا ہوا بوتھ سے باہر آگیا تھا۔

"چلو پہلے بال روم میں چلتے ہیں۔" مسومانے کہا "شائد تمہیں رقص کے لئے کوئی پارٹنر مل جائے۔ تم بہت اُداس ہو۔!"

جیمسن خاموشی سے اس کے ساتھ بال روم میں چلا آیا تھا۔ یہاں بڑی رونق تھی۔ زیادہ تر غیر ملکی جوڑے نظر آرہے تھے۔ مقامی خال خال ہی دکھائی دیئے۔ رقص کی موسیقی جاری تھی.... اور رقاص فرش پر تھرکتے پھر رہے تھے۔!

انہیں کوئی خاص میز نہ مل سکی.... البتہ کاؤنٹر کے قریب کئی اسٹول خالی تھے اور یہ کاؤنٹر بار کا تھا۔ بار کے کاؤنٹر کے قریب وہ منہ باندھ کر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ وہ دونوں اُدھر ہی بڑھے تھے۔ مسومانے جیمسن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا خیال ہے۔"

"مارٹینی چلے گی....!" وہ آہستہ سے بولا۔ دفعتاً اُس کی نظر اُسی زرد فام آدمی پر جا ٹھہری تھی

جو انہیں مواکازی کے پاس لے گیا تھا۔ ایک مقامی لڑکی اُس کی ہم رقص تھی۔ دونوں رقص میں مگن تھے۔!

مسوما نے بھی جیمسن کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔ پھر دونوں ساتھ ہی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔!

"مجھے وہ آدمی شروع ہی سے کچھ عجیب سا لگتا رہا ہے۔!" مسوما نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو.....!" جیمسن بولا۔

"صرف لفٹ لینے کے لئے ہمیں ادھر لے آیا تھا۔!"

"لیکن وہ جادوگر فراڈ نہیں ہو سکتا۔!" جیمسن نے کہا۔

"ہاں.... یہ تو ہے.... میں نے عورت کی آواز صاف پہچانی تھی۔"

جیمسن نے مسوما کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "تم اِس آدمی کے بارے میں اور کیا سوچ رہے ہو۔!"

"اور کیا سوچنا چاہئے....!" اُس نے ہونقوں کی طرح کہا۔

"کچھ نہیں.... لو یہ مارٹینی.... پیئو۔" جیمسن نے گلاس اُس کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

بارمین نے دو گلاس کاؤنٹر پر رکھ دیئے تھے۔!

پھر شائد اُس زرد فام آدمی نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا.... مسوما اپنا گلاس اٹھا ہی رہا تھا کہ اُس کی نظر ان دونوں پر پڑی۔

"خدا غارت کرے.... وہ پھر اِدھر ہی آ رہا ہے۔" مسوما بڑبڑایا۔

زرد فام اپنی ہم رقص سمیت اُن کی جانب کھنچا چلا آیا تھا۔ جیمسن نے خواہ مخواہ دانت نکال دیئے لیکن مسوما کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

"کہو پسند آیا کالا جادو....!" زرد فام نے جیمسن سے پوچھا۔

"بہت زیادہ....!"

"کیا اُس نے دھوئیں میں کچھ دکھایا تھا۔!"

"نہیں میں نے ایک آدمی کی آواز سننے کی فرمائش کی تھی جو پوری ہوگئی واقعی حیرت انگیز۔"

"اگر تم اُس آدمی کو دیکھنے کی خواہش کرتے تو وہ تمہیں دھوئیں کے مرغولوں میں اُس کی

شکل دکھاتا.... بہتیرے لوگ تو دور دراز کے مناظر اسی طرح دیکھ چکے ہیں۔!"

"اب کیا دکھانا چاہتے ہو۔" مسوما نے خشک لہجے میں پوچھا۔!

"کک.... کچھ نہیں.... میں گائیڈ ہوں.... اگر میری خدمات کی ضرورت ہو تو۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!" مسوما غرایا "میں مقامی آدمی ہوں! اپنے دوست کو خود ہی سب کچھ دکھادوں گا۔ چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

زرد فام کی ہمرقص بُرا سامنہ بنا کر فوراً وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

"کیا بات ہے مسٹر!" زرد فام مسوما کو گھورتا ہوا بولا۔ "تم آپے سے باہر کیوں ہو رہے ہو۔!"

"جاتا ہے یا ٹھوکر رسید کروں۔!"

"اُوہ.... نہیں....!" جیمسن دونوں کے درمیان آتا ہوا بولا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔ تم جاؤ بھائی۔ کیوں خواہ مخواہ میرے دوست کو غصہ دلا رہے ہو۔"

"آدمیت بھی کوئی چیز ہے۔!" زرد فام نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا اور خود بھی وہاں سے کھسک گیا۔!

"دوغلا کتا....!" مسوما دانت بھینچ کر بڑبڑایا۔ "پھر کوئی چکر چلانا چاہتا تھا تمہیں شائد علم نہ ہو۔ اِس نے کلیمنجارو ہی سے ہمارا تعاقب شروع کر دیا تھا۔"

جیمسن چونک پڑا۔

"ہاں۔ یقین کرو....!" مسوما سر ہلا کر بولا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"اوہ۔ تم نہیں سمجھے۔ میرے بھائی۔ یہ عورتوں کا دلال معلوم ہوتا ہے۔!"

"اچھا۔!" جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا۔!

"کیوں؟ کیا میرا رویہ مناسب تھا۔!"

"ارے نہیں۔!" جیمسن ہنس کر بولا "بکاؤ مال سے کبھی رغبت نہیں رہی!"

"تو پھر رقص کے لئے پارٹنر تلاش کئے جائیں۔!"

"دراصل میں جلد واپس جانا چاہتا ہوں....!"

"ارے واہ.... ابھی تو کوئی خاص تفریح بھی نہیں ہوئی۔!"

"میرا باس خطرے میں ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ میرے باس کو کہیں لے جانا چاہتی ہے....!"

"کیا فون پر اُس نے تمہیں یہی اطلاع دی ہے۔!"

جیمسن نے پُر تفکر انداز میں سر کو مثبت جنبش دی۔ اور ٹھہر کر بولا۔

"دراصل ہمارا ایک کاروباری حریف ہمارے خلاف طرح طرح کی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔!"

"کیسی حرکتیں۔!"

"مثال کے طور پر میرا باس بزنس ٹور پر آیا ہے۔ کاروباری حریف یہاں بھی ہمارے کاموں میں رخنے ڈال سکتا ہے....!"

"اوہ.... تب تو مجھے بھی سوچنا پڑے گا۔ خصوصیت سے اس کالے جادو کے بارے میں۔!" مسوما نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "وہ دوغلہ ہوٹل ہی سے ہمارا پیچھا کر تا رہا تھا۔ اُوہ....!"

دفعتاً اس نے خاموش ہو کر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کوئی خاص نکتہ۔!" جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یقیناً تمہارے کاروباری حریف کا داؤ چل گیا ہے.... ورنہ یہ کالا جادو.... میرا خیال ہے کہ تمہارے باس کے کمرے میں الیکٹرونک بکس چھپا دیئے گئے ہیں۔ اُنہیں کے توسط سے ان دونوں کی آوازیں یہاں تک پہنچی ہوں گی۔!"

"مائی ڈیئر مسوما....!" جیمسن اُسکے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "تم تو جی نی یس ہو۔!"

"نہیں بھائی۔ کامن سنس کی بات ہے! تمہارے کاروباری حریف نے مواکازی سے ساز باز کی ہے.... یہ زرد فام دوغلہ ہمیں ہر حال میں مواکازی تک پہنچاتا....!"

"اور وہ عورت کل صبح میرے باس کو مسانی ویلیج لے جائی گی۔"

"اوہ.... جلدی ختم کرو اپنی مارٹینی۔!" مسوما نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

جیمسن نے پھر اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں مسوما بھی تو گڑ بڑ آدمی نہیں ہے۔! اُنہوں نے اپنے گلاس خالی کئے تھے۔ اور قیمت ادا کی تھی بال روم سے نکلتے وقت مسوما آہستہ سے بولا۔ "گاڑی میں بیٹھ جانے کے بعد ہم کسی قسم کی گفتگو نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے

کہ اُس ولدالحرام نے گاڑی میں بھی کوئی بگ نہ لگادیا ہو۔ وہ لفٹ لینا ہی چاہتا تھا ورنہ تعاقب تو اُس نے ٹیکسی میں بیٹھ کر کیا تھا!"

"بھائی مسوما۔ بہت ہوشیار آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"کامن سینس۔ مائی ڈیئر....!" مسوما ہنس کر بولا "کہیں رُک کر گاڑی کی تلاشی لیں گے۔ پھر آگے بڑھیں گے اور تم اس پر نظر رکھنا کہ ہمارا تعاقب دوبارہ تو نہیں شروع کردیا گیا۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جیمسن پچھلی نشست پر اس طرح بیٹھا تھا کہ عقب میں نظر رکھ سکے۔ اُس نے زرد فام آدمی کو بھی ہوٹل سے برآمد ہوتے دیکھا۔ ہر قص ساتھ نہیں تھی۔ گاڑی اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھی۔

زرد فام نے ایک موٹر سائیکل سنبھالی تھی.... جیمسن خاموشی سے دیکھتا رہا.... مسوما نے بھی کچھ نہیں پوچھا تھا۔ کار تیزی سے راہ طے کرتی رہی.... جیمسن کو اندازہ تھا کہ مسوما عقب نما آئینے میں اُس موٹر سائیکل کو ضرور دیکھ رہا ہوگا۔ وہ شہر کے روشن حصوں سے گذر رہے تھے۔!

دفعتاً ایک عمارت کے سامنے مسوما نے گاڑی روک دی اور موٹر سائیکل آگے نکلی چلی گئی۔

مسوما جیمسن کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی اتر گیا۔

پھر وہ دونوں گاڑی سے خاصے فاصلے پر جا کھڑے ہوئے تھے۔

"تم نے دیکھا وہی سُور تھا۔!" مسوما آہستہ سے بولا۔

"پتا نہیں کیا چکر ہے۔!" جیمسن بڑبڑا کر رہ گیا۔

"آؤ....!" وہ عمارت کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ کال بل کا بٹن دبا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتا رہا تھا۔

کسی نے دروازہ کھولا۔ روشنی اُن دونوں پر پڑی۔ دروازہ کھولنے والی ایک بھاری بھرکم نیگرو عورت تھی۔ مسوما کو دیکھ کر اُس نے احتراماً خم ہونے کی کوشش کی تھی۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ مسوما نے سواحلی میں اُس سے کچھ پوچھا تھا۔ اور اُس سے جواب پاکر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ جیمسن خاموشی سے اُس کا ساتھ دیتا رہا۔

ایک کمرے میں داخل ہوکر مسوما نے فون کا ریسیور اٹھایا اور صرف ایک نمبر ڈائیل کر کے

ماؤتھ پیس میں بولا "گاڑی باہر کھڑی ہوئی ہے۔ اُسے گیراج میں لے جاکر تلاشی لو۔ الیکٹرانک بگ دریافت کرنا ہے۔ نہایت خاموشی سے تلاش کرو۔ مل جائے تو خاموشی ہی سے میرے پاس لاؤ۔!"

ریسیور رکھ کر وہ جیمسن کی طرف مڑا.... جیمسن اُسے عجیب نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔

"کیا بات ہے....!" مسومانے مسکرا کر پوچھا۔

"بے حد پُراسرار لگ رہے ہو۔!"

مسومانے منہ اُوپر اٹھا کر زور سے قہقہہ لگایا۔ جیمسن نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس خانے میں فٹ کروں۔!"

"خود ہی فیصلہ کرو....!"

"تمہی نے اُس زرد فام دوغلے پر نئے زاویئے سے روشنی ڈالی تھی۔!"

"اگر یہ محسوس نہ کرتا کہ وہ شروع ہی سے ہمارے پیچھے لگا رہا تھا تو کبھی اپنی زبان نہ کھولتا۔!"

"تو کبھی اپنی زبان نہ کھولتا کا مطلب سمجھاؤ۔!"

"دُشواری میں ڈال دیا تم نے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اصل معاملے سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو۔!"

"کیوں الجھاتے چلے جارہے ہو۔!"

"لسلی کارڈوبا وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔!"

"مزید الجھاوا۔!"

"اس عورت نے لسلی کارڈوبا کی جگہ لی ہے۔ اصل عورت غائب کردی گئی۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دیدہ و دانستہ مجھ سے مل بیٹھے تھے۔!"

"میں ہر اس آدمی سے مل بیٹھتا تھا جسے وہ اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ اب تم سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہارے باس کو مسانی ویلیج لے جانا چاہتی ہے۔ جس کا ہمارے پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔!"

"ایک بات بھی تو میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے باس کو اُس کے ساتھ مسانی ویلیج جانے دو۔ ہم اُن

پر نظر رکھیں گے۔ اپنے مزید اطمینان کے لئے یہ دیکھ لو۔!"

اُس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ پر بہت واضح تحریر میں "X - 2" چھپا ہوا تھا۔

جیمسن کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ یہ ایکس ٹو کے بیرونی ایجنٹوں کا شناختی کارڈ تھا۔

"اب اگر تم اس کے جواب میں صحیح الفاظ ادا نہ کر سکے تو میں تمہیں یہیں دفن کرا دوں گا۔!" مسوما نے کہا۔ ساتھ ہی اُس کی جیب سے پستول بھی نکل آیا تھا جس کا رخ جیمسن ہی کی طرف تھا۔

"ہم نے اُسے آج تک نہیں دیکھا۔!" جیمسن مسکرا کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔!" مسوما نے آہستہ سے کہا اور ریوالور کو دوبارہ جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "اپنے رویے پر معافی کا خواستگار ہوں۔!"

جیمسن ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ اب بھی مسوما ہی کو دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا "بات ابھی تک واضح نہیں ہو سکی۔!"

"کیا سمجھنا چاہتے ہو۔!"

"لسلی کارڈوبا حقیقتاً وہ عورت نہیں ہے! جس سے ہم کو ملنا تھا وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی.... لیکن دوسری عورت کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اُسے کیا کہنا ہے اور ہم سے کیا سننا ہے۔!"

"سامنے کی بات ہے۔!" مسوما سر ہلا کر بولا۔ "اُنہوں نے اسے قابو میں کیا اور سب کچھ معلوم کر لیا۔!"

"اگر پہلی عورت یعنی حقیقی لسلی کارڈوبا تمہاری متعین کردہ تھی تو تم نے اُس پر نظر بھی رکھی ہو گی۔!"

"رکھی تھی! لیکن بالآخر ہمارے آدمی دھوکا کھا گئے.... اس لئے ہم نے اس کا سراغ کھو دیا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اب کہاں ہے۔!"

"دوسری بات۔" جیمسن آنکھیں بند کر کے ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ "آخر پھر یہ مواکازی جادوگر کھل کر کیسے سامنے آ گیا۔ کیا وہ ہمیں اتنا ہی احمق سمجھتے ہیں کہ ہم کالے جادو کے چکر میں آ جائیں گے۔ میں نے اپنے ساتھی سے فون پر گفتگو کر کے اندازہ لگا لیا تھا کہ اُس نے اپنے

کمرے میں الیکٹرونک بکس دریافت کر لئے ہیں۔"

"اُوہ....!" مسوما کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔

جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ اس نے الیکٹرونک بکس دریافت کر لئے ہیں۔!"

"اُس کے اندازِ گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔ بہر حال ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ مواکازی سے اُس کی آواز سنوانے کی حماقت کیسے سرزد ہوئی۔ اس طرح تو اُس نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے۔!"

"کہیں نہ کہیں کوئی پیچ ضرور ہے۔" مسوما سر ہلا کر بولا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... مسوما نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ سُنتا رہا۔ پھر بولا.... اُسے بیکار کر دو....!.... اُوہ.... جلدی کرو....!"

جیمسن نے محسوس کیا جیسے مسوما اچانک بوڑھا ہو گیا ہو! ریسیور رکھ کر اُس نے جیمسن کی طرف دیکھا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"کیا بات ہے....!"

"بم۔!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "ریڈیائی لہروں سے پھٹنے والا بم....!"

"گاڑی میں۔!"

مسوما نے سر کو مثبت جنبش دی اور جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کرنے لگا۔

فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔

"ہلو.... اچھا.... جلدی کرو.... پتا نہیں.... میں نہیں جانتا۔!"

ریسیور رکھ کر اُس نے جیمسن سے کہا۔ "میرے آدمی نہیں جانتے اُسے کس طرح بیکار کیا جا سکے گا۔ لہذا ہمیں یہ عمارت فوراً چھوڑ دینی چاہئے۔ وہ اِس کا خطرہ بھی مول نہیں لے سکتے کہ اُسے گاڑی ہی میں رکھ کر کہیں اور چھوڑ آئیں۔ لہذا جتنی جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔!"

جیمسن اُٹھ گیا اور وہ پھر سڑک پر نکل آئے۔

"عمارت کے دوسرے لوگ....!" جیمسن نے سوال کیا۔

"فکر نہ کرو۔ وہ سب نکل جائیں گے۔!"

اس عمارت کے آس پاس کوئی دوسری عمارت نہیں تھی۔ اور یہ حصہ نیم روشن سا تھا۔

"جتنا تیز چل سکتے ہو چلو.....!" مسوما نے کہا۔ "اِدھر تو ٹیکسی بھی نہیں ملے گی۔!"

قریباً دس منٹ تک وہ یکساں رفتار سے چلتے رہے تھے۔ اور اس دوران میں انہوں نے کوئی دھماکہ نہیں سُنا تھا۔ مسوما نے رفتار کم کردی اور ہانپتا ہوا بولا۔ "ہم لوگوں نے اپنی کوششوں سے واقعی یہ رات یادگار بنادی ہے۔!"

"اب سمجھ میں آئی ہے بات۔!" جیمسن بولا۔

"کونسی بات۔!"

"مواکازی والی۔ اُسے یقین تھا کہ ہم اُس کی سازش کا شکار ہو جائیں گے۔ یعنی کسی کو اُس کے کالے جادو سے آگاہ کردینے سے قبل ہی مر جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ جادو کے مظاہرے کے بعد فوراً ہی ہمیں کلیمنجارو کی طرف روانہ ہونا چاہئے تھا۔ ہو سکتا ہے میرے ساتھی کی آواز اسی لئے سنوائی گئی ہو کہ ہم فوراً روانہ ہو جائیں یہ دیکھنے کیلئے کہ کہیں میرے ساتھی کے کمرے میں الیکٹرانک بکس تو موجود نہیں ہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔!"

"اب کیا خیال ہے۔!"

"وہ ہمیں مار ڈالنا چاہتے ہیں! تمہارے ساتھی کی زندگی بھی خطرے میں ہے۔"

"تو پھر کیا کریں۔ کہاں سے ٹیکسی ملے گی۔ یہاں تو دور تک ویرانہ ہی ویرانہ ہے۔"

مسوما کچھ نہ بولا۔ جیمسن نے کہا "کہیں سے فون ہی کر سکتے۔!"

الیکٹرانک بکس دریافت کرلینے کے بعد ظفر الملک نے جیمسن کی ایک اور کال ریسیو کی تھی اور اشاروں میں اُسے بتانے کی کوشش کی تھی کہ اُس کا اندیشہ درست ہے۔!

اُس کے بعد پھر جیمسن کی کوئی کال نہیں آئی تھی اور وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلتا رہا تھا۔!

فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ لیکن دوسری طرف سے لسلی کارڈوبا کی

آواز آئی۔!

"میں بہت پریشان ہوں۔اب کیا ہوگا۔!"

"میں کیا بتاؤں۔" ظفر بولا۔

"کاغذات کے بغیر کیا کرسکوں گی....!"

"اسی لئے تو میں نے مشورہ دیا تھا کہ ہوٹل کی انتظامیہ کو اس واقعے سے آگاہ کردو....!"

"میں تمہیں کیا بتاؤں کہ اس میں کیا دشواریاں ہیں۔!"

"میں اِس مسئلے پر مزید گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔کیا تمہارے کمرے میں آجاؤں۔!"

"جتنی جلدی ممکن ہو۔!" دوسری طرف سے کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ ظفرالملک اپنے کمرے سے نکل آیا۔

دروازے پر دستک دیئے بغیر اس نے ہینڈل گھمایا تھا اور دروازہ کھل گیا تھا۔ لسلی سامنے ہی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ بہت نڈھال نظر آرہی تھی۔ اُسے دیکھ کر اٹھتی ہوئی بولی "مجھے کمرے ہی میں رک کر اُس نامعلوم آدمی کی دوسری کال کا انتظار کرنا تھا....!"

"جو نہیں ہوسکا اُس کے بارے میں سوچنا ہی فضول ہے....!"

"لیکن اب کیا کروں۔!"

"آخر ہوٹل کی انتظامیہ کو مطلع کردینے میں کیا حرج ہے! اِس طرح یہ بات کم از کم ریکارڈ میں تو آجائے گی۔اور تم بوقت ضرورت اس کا حوالہ دے سکوگی۔"

"میں کیا کروں۔کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"اپنے سربراہ کو کس طرح مطلع کروگی۔!"

"اِس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔!"

اس کا یہ مطلب ہوا کہ آنکھیں بند کر کے جھونکا گیا ہے تمہیں!۔"

وہ چند لمحے ظفر کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی "تم ہی اپنے سربراہ کو ان حالات سے آگاہ کردو۔!"

"ایک منٹ....!" ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟۔"

"مجھے بھی اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی....!"

وہ عجیب سے انداز میں ہنس پڑی۔ اور ظفر اپنی گردن سہلاتا ہوا بولا۔ "ایسے حالات میں شائد ہمیں اپنی عقل استعمال کرنی چاہئے۔"

"میری عقل قابلِ استعمال نہیں رہی۔!"

"کیا صبح ہوتے ہی ہم مسانی ویلیج کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی جیسا تمہارا دل چاہے۔!"

ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ لسلی نے لپک کر ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف کی بات سنتی رہی اور پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر ظفر سے سرگوشی کی۔

"وہی ہے....!"

"کیا کہہ رہا ہے۔!"

"اُسے یہاں بلالو۔ میں باتھ روم میں چلا جاؤں گا۔"

"ڈر لگتا ہے۔!"

"پرواہ مت کرو۔ میں تو موجود ہی ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔!" اُس نے کہا اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ "یہاں میرے کمرے میں آجاؤ.... اُوہ.... میں سوچ میں پڑ گئی تھی کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔! اچھا....!"

وہ ریسیور رکھ کر تیزی سے ظفر کے قریب پہنچی اور بولی "پانچ منٹ کے اندر اندر یہاں پہنچ جائے گا۔!"

"کیا اپنے قول کے مطابق شیر کو یہیں لا رہا ہے۔"

"نہیں اس بار اتنا ہی کہا ہے کہ شیر کے بارے میں گفتگو کرے گا۔!"

"دروازہ مقفل کر دو....!"

"کیوں؟ کیوں؟" وہ خوفزدہ انداز میں بولی۔

"اُوہ.... تاکہ جتنی دیر میں تم دروازہ کھولو۔ میں اپنے چھپنے کا انتظام کرلوں۔"

"مم.... میں سمجھی شائد کچھ اور....؟"

"کچھ اور کیا کر سکوں گا....!" ظفر نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔!

"میں کچھ نہیں جانتی۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا۔!"

"لیکن اسے شبہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ کوئی تیسرا بھی موجود ہے۔"

"کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ تم تو باتھ روم میں....!"

"ضرور شبہ ہو جائے گا۔ اگر تم اُس سے باتیں کرتے وقت نظریں چُرا چُرا کر باتھ روم کی طرف دیکھتی رہیں۔!"

"میں کیوں دیکھوں گی....!"

"اِسی لئے کہ اِن معاملات میں بالکل اناڑی ہو....!"

"اب تم نے توجہ دلا دی ہے تو احتیاط برتوں گی....!"

"بہتر ہو گا کہ تم اپنی پُشت باتھ روم ہی کی طرف رکھو۔!"

"میں ایسا ہی کروں گی۔!"

"دوسری بات.... اگر اس نے تمہیں کہیں اور لے جانا چاہا تو....؟"

"تو.... تو.... ہاں بتاؤ.... پھر میں کیا کروں گی۔!"

"خدا کی پناہ.... کیا کیا بتاؤں۔!"

"سُنو....!" وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیوں نہ اُسے دیکھ کر بیہوش بن جاؤں۔!"

"اِس سے بڑی بیوقوفی شائد پھر کبھی سرزد نہ ہو سکے تم سے....!"

"پھر بتاؤ.... کیا کروں گی....!"

"چلی جانا اُس کے ساتھ....!"

"یہ کیا بات ہوئی۔ پتا نہیں کہاں لے جائے۔!"

"میں تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا۔ فکر نہ کرو۔!"

"نہیں۔ میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی.... اور ظفر تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر بہ آہستگی اندر داخل ہوا.... اور پھر بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

اُس نے بھاری قدموں کی چاپ سُنی تھی۔ دروازہ بند ہوا تھا اور کسی نے کہا تھا "کیا تم اس وقت بھی نشے میں ہو۔!"

"غاؤں....!"لسلی کی آواز آئی "میں ڈنمارک کی شہزادی ہوں.... مچھلیاں مجھے وہسکی پلاتی ہیں.... تم کاؤن ہو....!"

"واقعی بہت زیادہ پی گئی ہو.... میں تمہارے لئے کیا کروں....!"

"تم میرے لئے شلجم کی کاشت کرو....!"

"فون پر گفتگو کرتے وقت تو نشے میں نہیں تھیں۔!"

"فون.... کیسا فون.... کس کا فون....!"

"اچھا.... اچھا.... میں جارہاہوں.... صبح بات ہوگی....!"

"کیوں آئے تھے... کیوں جارہے ہو.... صبح تو کبھی نہیں ہوگی یہ تاریک براعظم ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!"

پھر بھاری قدموں کی آواز آئی تھی اور دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا ظفر جوں کا توں کھڑا رہا۔ پھر باتھ روم کے دروازے پر ہلکی سی دستک سُنی۔ لسلی آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔ "کہو کیسی رہی.... بھگادیا آخر.... صبح تک کچھ نہ کچھ سوچ ہی لیں گے....!"

ظفر نے دروازہ کھولا۔ اور باتھ روم سے نکل ہی رہا تھا کہ وہ تینوں سامنے آگئے۔ تینوں کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ہوئے پستول تھے۔ ظفر نے بوکھلا کر لسلی کی طرف دیکھا اور وہ آنکھ مار کر بولی۔ "کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے....!"

"کیسا ہوتا ہے....!" ظفر نے جی کڑا کر کے آنکھیں نکالیں۔

"خاموش رہو....! یا اپنی آواز اتنی بلند نہ ہونے دو کہ باہر سنی جاسکے۔!" اُن تینوں میں سے ایک بولا۔

"ٹھیک ہے.... میں آہستہ بولوں گا.... یہ مجھے یہاں لائی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اِس ہوٹل کی طوائفیں اس طرح لوٹ لیتی ہیں....!" ظفر نے کہا۔

"باتھ روم میں کیا کررہے تھے۔!" لسلی ہنس کر بولی۔

"باتھ روم میں کیا کیا جاتا ہے۔!" ظفر نے شیر ہونے کی کوشش کی۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے۔" اُسی آدمی نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔ تفریحاً کسی طرف نکل گیا ہوگا۔!"

ظفر سے پوچھ گچھ کرنے والا سفید فام تھا اور اُس کے دونوں ساتھی مقامی تھے اور انہوں نے اسی ہوٹل کے ملازمین کی سی وردیاں پہن رکھی تھیں۔!"

دفعتاً مقامی آدمیوں میں سے ایک ظفر کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور سامنے سے گفتگو کرنے والے نے کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

"آخر کیوں۔؟" ظفر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور اُس کے پیچھے کھڑے ہوئے سیاہ فام آدمی نے اپنے پستول کا دستہ پوری قوت سے ظفر کی گردن پر رسید کر دیا۔ آنکھوں میں تارے ناچ گئے تھے۔ اور پھر اندھیرا.... کسی شہتیر کی طرح منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

سفید فام آدمی نے پستول جیب میں ڈال لیا اور میز پر رکھے ہوئے ہینڈ بیگ کو کھول کر ہائپوڈرمک سرنج نکالی۔

ذرا ہی دیر بعد وہ کسی قسم کا سیال ظفر الملک کے بازو میں انجیکٹ کر رہا تھا.... دونوں سیاہ فام آدمی اِس دوران میں کمرے سے چلے گئے تھے۔

لسلی نے سفید فام آدمی سے پوچھا "اب کیا کرو گے۔؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔!" سفید فام نے بہت بُرے لہجے میں کہا۔

"کک.... کیا.... مطلب....!"

"خاموش رہو۔ تمہیں اس سے کیا کہ اب کیا ہو گا۔!"

دروازے کا ہینڈل گھوما تھا اور وہ دونوں اُس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے دونوں سیاہ فام آدمی پھر دکھائی دیئے۔ وہ ایک صندوق نما بڑی سی ٹرالی لائے تھے جس پر واضح حروف میں "لانڈری" لکھا ہوا تھا۔

ظفر الملک کو فرش سے اٹھا کر اسی ٹرالی میں ڈال دیا گیا اور اُس کے اوپر میلے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ پھر وہ ٹرالی کو دھکیلتے ہوئے راہداری میں نکال لے گئے۔

❖

میرا خیال ہے کہ صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔!" مسومانے جیمسن سے کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مسانی ویلیج جانے کا....!" جیمسن بولا۔

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو....!"

"مسانی ولیج جاتے تو مجھے کاؤنٹر سے اپنے لئے ایک لفافے کی اطلاع ضرور ملتی۔ اگر کمرے کی کنجی کاؤنٹر پر جمع کرائی تھی تو لفافہ کہاں گیا۔!"

یہ دونوں اس وقت زنجبار گیسٹ ہاؤز کے ایک کمرے میں بیٹھے بور ہو رہے تھے۔ مسوما نے جیمسن کو کلیمنجارو ہوٹل کی طرف نہیں جانے دیا تھا۔ گیسٹ ہاؤز ہی سے فون پر ظفرالملک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی۔ ظفرالملک کے کمرے سے جواب نہ ملنے پر جیمسن نے کاؤنٹر سے پوچھ گچھ کی تھی۔ اُس کے مطابق کمرہ نمبر ننانوے کی کنجی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں تھی۔ جس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ ظفر ہوٹل میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اُس نے کوئی لفافہ اس کی تحویل میں نہیں دیا تھا۔

"لِسلی کے کمرے کا نمبر شائد ایک سو تین ہے۔" جیمسن نے مسوما سے پوچھا۔

"ہاں.... یہی نمبر ہے....!"

"لہذا دیکھنا چاہئے کہ وہ بھی کمرے میں موجود ہے یا نہیں۔!"

"اُسے مت چھیڑو.... اُس کی نقل و حرکت کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔ اور یقین کرو کہ اگر تمہارا باس بھی ہوٹل سے نکل کر کہیں گیا ہوتا تو مجھے اطلاع مل جاتی۔ پچھلی رات کو وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر سڑک تک ضرور آئے تھے۔ لیکن پھر ہوٹل ہی میں واپس چلے گئے تھے۔ چلو ایک بار پھر اُن دونوں کے بارے میں اپنے آدمیوں سے رپورٹ لیتا ہوں....!"

"تمہارے آدمی ناکارہ معلوم ہوتے ہیں۔!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا "انہیں حقیقی لِسلی کارڈوبا کے غائب ہو جانے کا علم کب ہو سکا تھا۔"

"اُس وقت وہ معاملے کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔ اب ہوشیار ہو گئے ہیں۔ اُن کی کارکردگی پر شبہ مت کرو....!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسوما نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے تھے اور سواحلی میں گفتگو کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی اور جیمسن سے بولا۔ "اُن دونوں میں سے کوئی بھی ہوٹل میں باہر نہیں نکلا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب تم اُس عورت سے فون پر گفتگو کر ہی لو۔!"

"اب کیوں اس پر آمادہ ہوگئے ہو۔!"

"اُس سے گفتگو ضروری ہے ورنہ وہ سمجھے گی کہ تم ہوشیار ہوگئے ہو۔"

"یہی چیز میرے ذہن میں بھی تھی لیکن اگر وہاں سے بھی جواب نہ ملا تو پھر کیا کریں گے۔"

"مجبوراً بذریعہ پولیس تمہارے باس کا کمرہ کھلوانا پڑے گا۔ لیکن اس طرح ہم کھل کر سامنے آجائیں گے۔ یہی میں نہیں چاہتا....!"

"خیر.... میں دیکھتا ہوں۔!"

جیمسن نے کلیمنجارو کے ایکس چینج کے نمبر ڈائیل کئے اور کمرہ نمبر ایک سو تین سے کنکٹ کرنے کو کہا۔ دوسری طرف سے لسلی کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہلو.... کون ہے....؟"

"ہنالولو.... والی ڈاڑھی....!"

"کیا اپنے کمرے سے بول رہے ہو....!"

"نہیں.... باہر سے.... کلیمنجارو سے خاصا دور ہوں۔!"

"تمہارا باس جواب نہیں دے رہا۔ کئی بار دروازہ پیٹ چکی ہوں۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہمیں کہیں جانا تھا....!"

"جواب مجھے بھی نہیں مل رہا۔ اس لئے تمہیں رنگ کیا ہے۔!"

"فوراً یہاں پہنچو۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔!"

"اس قسم کے احکامات میرا باس ہی دے سکتا ہے۔ اُس کا حکم ہے کہ اُس سے دُور رہوں۔ صرف فون پر رابطہ رکھ سکتا ہوں۔!"

"تم ہو کہاں۔!"

"یہ بھی کسی تیسرے کو نہیں بتا سکتا۔!"

"سنو! مجھے اُس کی طرف سے بہت زیادہ تشویش ہوگئی ہے۔ پچھلی رات اُس نے ضرورت سے زیادہ پی لی تھی.... ایسے حالات میں کبھی کبھی بے خبری ہی میں ہارٹ فیلیور ہو جاتا ہے۔!"

"ہارٹ فیلیور ہو جانے کی صورت میں میرا باس کمرے کی کنجی کاؤنٹر کلرک کے حوالے کیسے کرتا۔!"

"کیا کہہ رہے ہو۔!"

"کنجی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں ہے....!"

"اُوہ.... تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ مجھے بتائے بغیر کہیں چلا گیا....!"

"صبح ہونے سے پہلے ہی۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"میں کیا بتاؤں؟۔"

"کنجی رات کی ڈیوٹی والے کلرک نے وصول کی تھی۔!"

"انہونی بات سنا رہے ہو۔ اُس نے مجھ سے کہیں اور جانے کا وعدہ کیا تھا۔!"

"تنہا ہی نہ چلا گیا ہو۔!"

"ناممکن.... قطعی ناممکن.... تنہا وہ کیا کر سکے گا....!"

"تو پھر کہیں اور جا کر ہارٹ فیلیور کرا بیٹھا ہو گا۔!" جیمسن نے کہا اور ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اپنی اور رسلی کی گفتگو سے مسوما کو آگاہ کرتا ہوا بولا۔ "میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔!"

"کچھ سمجھ کر کیا کرو گے.... جو ہونا تھا ہو گیا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں نہیں جانتا تھا کہ اتنی جلدی ہاتھ صاف کر دیا جائے گا۔ میرا خیال تھا کہ تم دونوں کے سلسلے میں ایک ساتھ کارروائی ہو گی۔ اسی لئے تمہیں وہاں سے ہٹا لایا تھا۔!"

"میرا خیال ہے کہ میری موجودگی میں اس کی نوبت نہ آنے پاتی۔!"

مسوما کچھ نہ بولا۔ یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ آخر وہ کر ہی کیا لیتا۔ دونوں کے کمرے الگ الگ تھے۔ ایک کو دوسرے کی خبر ہی نہ ہو پاتی۔

فون کی گھنٹی بجی.... مسوما نے کال ریسیو کی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سنتا رہا پھر سواحلی میں خود بھی کچھ کہتا رہا تھا۔ اس کے بعد ریسیور رکھ کر جیمسن کی طرف مڑا۔

"یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔!"

"کونسی تدبیر....؟"

"پچھلی رات والے ڈیوٹی کلرک سے پوچھ گچھ کرائی تھی۔ وہ کہتا ہے یہ بتانا دشوار ہے کہ کنجی کب اُس کے پاس پہنچی تھی۔ بے شمار لوگ آتے جاتے رہتے ہیں! کبھی کبھی لوگ خود کاؤنٹر پر

آنے کی بجائے عملے کے کسی آدمی سے کنجی بھجوا دیتے ہیں! اور کوئی لفافہ کسی کے لئے اُس کی تحویل میں نہیں دیا گیا تھا۔!"

"بات بنتی نظر نہیں آتی.... آخر یہ گھڑاگ شروع کیسے ہوا تھا۔!"

"میں نہیں جانتا۔" مسوما بولا۔ "اُوپر سے ملنے والے احکامات کے تحت کام کر رہا ہوں۔!"

"یعنی ایکس ٹو سے ملنے والے احکامات کے تحت!"

"نہیں.... میں اپنے یہاں کی بات کر رہا ہوں.... براہِ راست ایکس ٹو کا ایجنٹ نہیں ہوں۔ یہ کارڈ مجھے صرف اسی مہم کے لئے ملا ہے۔!"

"میں اب بالکل کنگال ہوں۔ دراصل مجھے اُس لفافے میں باس کی طرف سے ایک رقم ملنے والی تھی....!"

"رقم کی پرواہ مت کرو۔ تم میرے ساتھ ہو! اور ایک معقول رقم خرچ کرنے کا اختیار مجھے بھی دیا گیا ہے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ اَب بھی مسوما کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ حالات ہی ایسے تھے۔ پہلے وہ زنجبار کے ایک تاجر کی حیثیت سے ملا تھا۔ بھانت بھانت کی باتیں کی تھیں اور پھر اچانک ایکس ٹو کا کارڈ نکال بیٹھا تھا۔

"تم کیا سوچنے لگے....!" مسوما اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"یہی کہ ہم یہاں کیوں آئے تھے.... اور اَب مجھے کیا کرنا ہے۔!"

"اب تمہیں جو کچھ کرنا ہے.... شائد کچھ دیر بعد معلوم ہو جائے۔!"

"مواکازی کے سلسلے میں کیا کر رہے ہو۔؟"

"فی الحال صرف نگرانی.... بس اتنا ہوا ہے اس سے کہ ایک اور مشتبہ آدمی سامنے آگیا ہے۔! ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ بم اُسی نے میری گاڑی میں رکھوایا ہو گا۔!"

"بم کا کیا حشر ہوا....!"

"عمارت کا ایک حصہ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔!"

"اور تم مواکازی کی صرف نگرانی کر رہے ہو۔!" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"اور پھر کیا کریں۔!"

جیمسن صرف منہ بنا کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ اتنے میں پھر فون کی گھنٹی بجی مسوما نے ریسیور اٹھایا۔ سنتا رہا۔ خود بھی کچھ کہا تھا اور پھر ریسیور رکھ کر جیمسن سے بولا تھا۔ "تم اب اُس عورت سے مل سکتے ہو۔ اور طریق کار کا تعین بھی خود ہی کرو گے....!"

"یہ حکم کس سے ملا ہے۔؟"

"بھائی جیمسن.... اِس قسم کے سوالات نہ کرو۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم دونوں کے علاوہ تمہی میں سے کوئی اور بھی یہاں موجود ہے۔ تم سے بڑے رینک والا۔"

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو۔؟"

"میرے اوپر والے شائد اُسی کے مشورے سے تم لوگوں کیلئے احکامات صادر کر رہے ہیں۔!"

"وہم ہے تمہارا.... اگر ایسا ہوتا تو میرے علم میں ضرور آتا....!"

مسوما کچھ نہ بولا اور جیمسن سوچنے لگا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اُس عورت سے ہوٹل کلیمنجارو میں نہیں ملنا چاہتا تھا۔

"میں کلیمنجارو نہیں جاؤں گا۔" اُس نے مسوما سے کہا۔ "اُسے کہیں اور بلانا چاہتا ہوں۔ تم کوئی جگہ تجویز کر دو۔!"

"تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔" مسوما بولا۔ "کوئی کھلی جگہ ہونی چاہئے جہاں میرے آدمی بہ آسانی تم دونوں پر نظر رکھ سکیں۔ اس کے لئے مناسب ترین جگہ منازی موجہ پارک ہوگی۔ اُس سے کہو کہ تم اُوہورو ٹارچ کے قریب اس کا انتظار کرو گے۔"

"یہ کہاں ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لاعلمی ظاہر کرے گی۔ بیچاری نیویارک سے آئی ہے نا۔"

"کتیا کی بچی!" مسوما بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر پتہ پوچھے تو کہہ دینا کہ ٹیکسی ڈرائیور سے منازی موجہ پارک کہہ دے گی تو وہ پہنچا دے گی!" جیمسن نے فون پر لسلی سے ایک بار پھر رابطہ قائم کیا۔

"اُوہ تم ہو....!" دوسری طرف سے عورت کی آواز آئی۔ "کہو کیا بات ہے۔!"

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے۔!"

"تو آجاؤ نا.... میں پہلے بھی کہہ رہی تھی۔ تمہارا باس ابھی تک واپس نہیں آیا۔"

"میں وہاں نہیں آسکتا! ہم کہیں اور کیوں نہ ملیں۔!"

"اس کی کیا ضرورت ہے! یہیں چلے آؤ نا....!"

"اصولی بات ہے۔ باس نے تا حکم ثانی کلیمنجارو میں داخل ہونے پر پابندی لگائی تھی۔ لہذا وہاں نہیں آسکتا۔ خواہ باس زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ کسی دوسری جگہ ملنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔!"

"تو پھر کہاں مل رہے ہو۔!"

"منازی مموجا پارک آجاؤ۔ اُو ہوروٹارچ کے قریب منتظر رہوں گا۔!"

"کیا ٹیکسی ڈرائیور سے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا۔!"

"بالکل.... بس میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے.... منازی مموجا پارک.... اور اوہوروٹارچ....!"

"ہاں ہاں....اچھا....!" کہہ کر جیمسن نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اور پھر مسوما نے اُسے کچھ رقم دی تھی۔

"اُس سے کس قسم کی گفتگو کرنے کا ارادہ ہے۔!" اُس نے سوال کیا۔

"عقل مندی کا تقاضہ یہی ہوگا کہ کام کی بات کے علاوہ اور کسی قسم کا ذکر نہ چھیڑا جائے۔!"

"تم نے میری دل کی بات کہہ دی! لیکن وہ کام کی بات ہوگی کیا۔!"

"بس یہی کہ باس کی عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا کام جاری رہنا چاہئے۔ جس کام کے لئے باس کو کہیں لے جانا چاہتی تھی اب مجھے لے جائے۔!"

"ٹھیک.... بالکل.... اور پھر میں دیکھوں گا کہ وہ لوگ کتنے چالاک ہیں!۔"

جیمسن نے دل میں کہا ضرور دیکھنا کچھ تھوڑی دیر پہلے دیکھتے رہے ہو۔ کچھ اب دیکھنا۔ یہاں والوں کی کارکردگی مایوس کن نہ ہوتی تو باہر سے مدد طلب کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی۔!

اس نے مسوما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ میرا بھی وہی حشر ہوگا جو میرے باس کا ہوا ہے۔!"

"ناممکن.... میرے آدمی اُس ناکامی کے بعد سے پوری طرح چوکنے ہو گئے ہیں۔ اگر اس بار اُن سے غفلت ہوئی تو ایک ایک کو شوٹ کر دوں گا۔!"

"اور میں تو انہیں ریسیو کرنے کے لئے پہلے ہی سے عالم بالا میں پہنچا ہوا ہوں گا۔" جیمسن نے ہنس کر کہا۔

"اب مجھے مزید شرمندہ نہ کرو۔!" مسوما نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اگر ہمارے یہاں یہ واقعات پیش آئے ہوتے مسٹر مسوما۔" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "تو گاڑی میں بم دریافت ہونے کے بعد موا کازی کی شامت آجاتی۔"

"دیکھو بھائی جیمسن! میں نے رپورٹ دے دی تھی۔ اوپر سے جو احکامات ملے ان کے خلاف تو نہیں کر سکتا۔!"

"میں بھی تمہیں الزام نہیں دے رہا۔ اُوپر ہی والوں کی بات کر رہا ہوں۔ خیر.... اب تو مجھے چلنا چاہیئے۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ منازی مموجا پارک پہنچا تھا.... مشعلِ جمہوریت کے قریب لسلی کارڈوبا منتظر ملی۔ اُسے دیکھتے ہی مضطربانہ انداز میں آگے بڑھی تھی۔

"ابھی تک اس کا کوئی پتا نہیں۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

جیمسن بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "مجھے خوشی ہے کہ میرے لئے میدان صاف ہو گیا۔!"

"کک.... کیا مطلب....!" وہ ہکلائی۔

"تم میری دریافت ہو اُس کی نہیں....!"

"یہ تم نے کیا شروع کر دیا۔ میں تو اس کے لئے بہت پریشان ہوں۔!"

"مجھے ذرہ برابر بھی پریشانی نہیں۔ کیونکہ یہ اُس کی پرانی عادت ہے۔ خود ہی عورتوں سے رسم و راہ بڑھاتا ہے پھر خود ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے....!"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں! یہ رسم و راہ بڑھانے کا قصہ نہیں ہے۔!"

"کچھ بھی ہو۔ میرے لئے اسکی کوئی اہمیت نہیں کہ وہ اچانک غائب ہو گیا۔ چلو جہاں چلنا ہو۔!"

"تمہیں تو نہیں جانا تھا میرے ساتھ۔!"

"اگر وہ کسی وجہ سے نہ جا سکتا تو مجھے ہی جانا پڑتا۔ اصولی بات ہے۔!"

"لیکن اُس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔!"

"کام جاری رہنا چاہیئے مس کارڈوبا۔ یا اگر تمہارے پاس اس کے علاوہ اور کچھ ہدایات ہوں تو دوسری بات ہے۔!"

وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی "ہم دونوں کو مسانی ویلیج جانا تھا! وہاں ہمیں

کوئی تیسرا ملے گا۔اس کے بعد یہ طے کیا جائے گا کہ کس طرح کام شروع کرنا ہے....!"

"کام کی نوعیت تو تمہیں معلوم ہوگی۔"

"نہیں!وہی تیسرا آدمی کام کی نوعیت بھی بتائے گا۔!"

"تب پھر ہمیں دیر نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ میں کام شروع کردینے کیلئے بے چین ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔"تو پھر چلو۔!"

اس سفر کے لئے جیمسن نے ٹیکسی پر بس کو ترجیح دی تھی اور لسلی کارڈوبا نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔

"کیا تم اُس آدمی کو پہچانتی ہو۔!" جیمسن نے اُس سے سوال کیا۔

"نہیں۔ میں نہیں پہچانتی۔!"

"تو پھر کیا صورت ہوگی۔!"

"کوئی ہمیں پہچان کر خود ہی ہماری طرف آئے گا۔!"

"اتنے پُراسرار حالات سے میں پہلے کبھی دوچار نہیں ہوا۔"

"میں تو حیرت کے مارے مری جارہی ہوں۔!"

"کیوں....؟" جیمسن اُسے گھورتا ہوا بولا۔"تم پر کون سی بپتا پڑی ہے۔!"

"میں کیا بتاؤں.... فون پر کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔!"

"اوہو.... تو اب بتادو۔!"

"ابھی نہیں۔ کسی ایسی جگہ جہاں سے چاروں طرف نظر رکھی جاسکے کہ کوئی سن تو نہیں رہا۔!"

جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا!ذہن بُری طرح اُلجھ گیا تھا۔ آخر اب وہ اُسے کیا بتانا چاہتی ہے۔ بہر حال اَب وہ اُس وقت تک اپنی زبان بند ہی رکھنا چاہتا تھا۔ جب تک کہ لسلی کارڈوبا بولنے پر آمادہ نظر نہ آئے۔

پھر وہ مسانی ویلیج بھی پہنچ گئے.... یہاں کی فضا عجیب سی تھی۔ مقامی لوگ اپنے جھونپڑوں کے باہر بیٹھے کسی نہ کسی کام میں مصروف نظر آرہے تھے۔ کہیں ماہی گیری کے جالوں کی مرمت ہورہی تھی۔ کہیں چٹائیاں اور ٹوکریاں بُنی جارہی تھیں اور کہیں لکڑی پر نقاشی ہورہی تھی۔ غیر ملکی سیاح ادھر اُدھر ٹہلتے اور تصویریں کھینچتے پھر رہے تھے۔

وہ دونوں کھلے میں ایک گھنیرے درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور جیمسن بولا!" اب بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"انہوں نے اُس پر میرے کمرے ہی میں قابو پایا تھا۔!"

"کیا مطلب۔" جیمسن اُچھل پڑا۔

لِسلی نے نامعلوم آدمی کی فون کال سے ابتداء کرتے ہوئے کہانی شروع کردی۔ جیمسن نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے سنتا رہا۔ تیز نظریں لِسلی کے چہرے پر تھیں۔

"بہر حال....!" لِسلی بولتے بولتے کسی قدر رُک کر بولی۔ "وہ ایک آدمی نہیں تھا تین تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔ تمہارے ساتھی کو خفیف اشارہ بھی نہ دے سکی! وہ اندر آ گئے.... ایک یورپین تھا اور دو مقامی آدمی تھے۔ اور ان مقامیوں نے ہوٹل کے ملازمین کی سی وردی پہن رکھی تھی۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھی کو باتھ روم سے نکالا اور پستول کا دستہ سر پر مار کر بیہوش کر دیا۔ اور بڑی آسانی سے اٹھا لے گئے۔!"

"بھلا کس طرح....!" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

"لانڈری کی ٹرالی لے آئے تھے۔ اُسی میں ڈال کر اُوپر سے میلے کپڑے ڈال لے گئے ہوں گے۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکا ہو گا۔"

"اور تمہیں چھوڑ گئے۔!" جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سخت لہجے میں بولا۔

"اسی پر تو مجھے حیرت ہے....!"

"تمہیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہئے۔!"

"کیوں....!" لِسلی چونک کر بولی۔

"وہ تو انڈے بچے دے گا۔ تم کس مرض کی دوا ہوئیں۔!"

"بد تمیزی نہیں۔!"

"خیر.... خیر!" جیمسن خشک لہجے میں بولا۔ "اب وہ آدمی کہاں اور کس طرح ملے گا۔!"

"جو میں نہیں جانتی اُس کے بارے میں کیا بتاؤں! ٹھہرو اور انتظار کرو.... ادھر اُدھر گھومنے پھرنے والوں ہی میں سے کوئی ہو گا۔!"

"تو بیٹھی انتظار کرتی رہو.... آہا.... ذرا اُدھر دیکھنا کتنی دلکش لڑکی ہے! اگر کسی طرح اُس

سے تعارف حاصل ہو جائے تو میں اپنے باس پر بھی خاک ڈال دوں گا۔!"

"تم آخر کس قسم کے جانور ہو۔" وہ منہ بنا کر بولی "ایک عورت سے ایسی باتیں کر رہے ہو۔!"

"میں تمہیں عورت ہی نہیں سمجھتا۔!"

"خاموش رہو....!"

جیمسن کا سر اُسی طرف مڑتا چلا گیا جدھر وہ لڑکی اپنے ساتھیوں سمیت جا رہی تھی۔ شائد لڑکی نے بھی اُسے اس حالت میں دیکھ لیا تھا۔ اُس کی جانب مڑی اور سر کو جنبش دیکر آگے بڑھ گئی۔

"وہ مارا....!" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔ پھر لسلی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی تھی اور وہ اُس گروپ کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جس میں لڑکی شامل تھی.... گداز جسم والی کوئی یورپین لڑکی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ بیس بائیس سال رہی ہو گی۔ بال اخروٹ کی رنگت کے تھے اور شانوں سے نیچے تک پھیلے ہوئے تھے۔ لسلی بھی اُٹھ کر اسکے پیچھے جھپٹی! جیمسن لڑکی کے برابر پہنچ چکا تھا۔!

"ہائے....!"

"ہائے....!"

"تنہا ہو....!" لڑکی نے پوچھا۔

"نہیں ایک بدروح میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔!"

لڑکی زور سے ہنسی تھی۔ پھر اُس نے پوچھا! "کیا تمہاری بیوی ہے۔!"

"بیوی ہی تو نہیں ہے ورنہ پیچھا چھڑانا آسان ہوتا؟"

"بہت دلیر ہو کہ اس طرح چھوڑ کر میرے پیچھے چلے آئے ہو۔!"

"لیکن شائد وہ میرے پیچھے آرہی ہے۔!"

"میں مڑ کر نہیں دیکھوں گی۔ میرے ساتھ چلنا ہے تو اسی طرح چلتے رہو۔!"

دفعتاً جیمسن کا ذہن جھنجھنا اُٹھا۔ یہ آواز تو کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔ شائد چلنے کا انداز بھی کچھ مانوس سا تھا! اسی لئے شدت سے اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔!

"کک.... کیا ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں!" وہ احمقانہ انداز میں سوال کر بیٹھا۔

"یہ تو تمہی بتاؤ.... کیونکہ تم ہی دوڑ کر آئے ہو....!"

اتنے میں لسلی بھی جیمسن کے برابر پہنچ چکی تھی۔

"یہ تم کدھر جارہے ہو۔!" اُس نے کٹکھنے لہجے میں جیمسن سے پوچھا۔

"جدھر یہ جارہی ہیں۔!"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں۔!"

"کچھ دیر پہلے نہیں تھا۔ اب پوری طرح ہوش میں ہوں۔!"

اچانک اُسی گروپ کا ایک بوڑھا آدمی بھی چلتے چلتے رُک گیا اور ان کے قریب پہنچنے پر لڑکی سے پوچھا کیا قصہ ہے۔

"فوٹو گرافر....!" لڑکی نے کہا۔ جیمسن کے کاندھے سے کیمرہ بھی لٹک رہا تھا۔!

"فوٹو گرافر.... کیوں۔؟"

"جنابِ عالی۔ کچھ تصویریں بناؤں گا۔ مس کی آنکھیں بڑی پُر اسرار ہیں۔!"

"مس نہیں مسز....!" بوڑھا پیر پٹخ کر غرایا "میری بیوی ہے....!"

لسلی زور سے ہنس پڑی۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....!" بوڑھا اُس پر الٹ پڑا۔ اور وہ بوکھلا کر سنجیدہ ہو گئی۔

وہ وہیں رک گئے تھے۔ بقیہ لوگ آگے بڑھتے چلے گئے۔ جیمسن مسمسی صورت بنا کر بولا۔

"میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مسز....!"

"ڈونا بونارڈ....!" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مسز ڈونا بونارڈ کی آنکھیں بے حد پُر اسرار ہیں۔ بے اختیار جی چاہا کہ ان کے کچھ کلوز اَپ لئے جائیں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔!" بوڑھا خشک لہجے میں بولا۔ لہجے اور تلفظ کی بناء پر انگریز معلوم ہوتا تھا۔ چہرے پر بڑی دلآویز ڈاڑھی تھی۔ ریم لیس فریم کی عینک لگائے ہوئے تھا۔!

"میں مصنف بھی ہوں۔!" جیمسن نے کہا "اِن آنکھوں پر ایسا ادب لطیف لکھوں گا کہ لوگ چونک پڑیں گے۔!"

"فضول باتیں نہیں! تصویریں لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"ایسی بھی کیا بد اخلاقی ڈیئر.... مسز بونارڈ نے بوڑھے کا شانہ تھپک کر کہا "ہم انہیں لنچ پر مدعو کریں گے۔!"

"جو دل چاہے کرو۔!" اُس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "میں جارہا ہوں۔ مدعو کرنا ہے تو انہی کے ساتھ چلی آنا۔"

بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ مسز بونارڈ وہیں کھڑی رہی۔ جب وہ کچھ دور چلا گیا تو جیمسن کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی "کبھی کبھی بہت بور کرتے ہیں! تم کچھ خیال نہ کرنا۔ ریٹائرڈ فوجی ہیں۔ کرنل تھے....!"

"اوہ.... تو کرنل ڈونا بونارڈ یہی ہیں جنہوں نے لیبیا کے محاذ پر اطالویوں کے دانت کھٹے کردیئے تھے۔!"

"تمہارا خیال درست ہے۔ تم دونوں ہمارے ہی ساتھ لنچ کرنا۔ ہمارا جھونپڑا یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔!"

لسلی نے جیمسن کی طرف دیکھا لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بولا "تمہاری دعوت قبول کی جاتی ہے مسز بونارڈ....!"

لسلی کی آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں تھی۔!

جیمسن نے مختلف زاویوں سے تین چار پوز لئے اور بڑے ادب سے مسز بونارڈ کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن مستقل طور پر الجھن میں بھی پڑ گیا تھا کہ آخر اسے پہلے کہاں دیکھا تھا۔ البتہ کرنل بونارڈ جیسی کوئی شخصیت یادداشت کی سطح پر نہیں اُبھر سکی تھی۔

"کچھ دیر اور ٹہلیں گے۔ ابھی تو لنچ میں دیر ہے۔!" مسز بونارڈ نے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔!"

"کرنل بُرے آدمی نہیں ہیں! بس نہ جانے کیوں آج صبح ہی سے اُن کا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔!" اُس نے کہا۔

"فکر نہیں! عمر کا بھی تو کچھ کریڈٹ دینا ہی پڑتا ہے۔!" لسلی چبھتے ہوئے لہجے میں بول پڑی۔

"عمر کی بات نہ کرو۔ کرنل اب بھی ذہنی اور جسمانی طور پر آجکل کے نوجوانوں سے بہتر ہیں۔!" مسز بونارڈ نے کسی ناگواری کے بغیر کہا۔

"بیشک.... بیشک....!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"میں نے یہ بات یونہی کہہ دی تھی۔ کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔!" لسلی نے کہا۔ اور جیمسن اسے گھور کر رہ گیا۔

پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے تھے۔ لسلی اس طرح چاروں طرف دیکھتی جا رہی تھی جیسے کسی کی تلاش میں ہو۔!

"اگر تم بور ہو رہی ہو تو واپس جا سکتی ہو۔!" جیمسن نے اُس سے کہا۔

"قطعی نہیں.... ساتھ آئے تھے۔ ساتھ ہی واپس جائیں گے۔!" وہ ڈھیلے ڈھالے لہجے میں بولی۔

"مجھے تنزانیہ بہت پسند آیا ہے!" مسز بونارڈ نے کہا۔

"مجھے بھی....!" جیمسن بولا۔

"میں تو شدت سے بور ہو رہی ہوں۔" لسلی نے کہا۔ "عجیب طرح کی بدبوئیں فضا میں چکراتی رہتی ہیں....!"

"خوشبویات کے معاملے میں اقوام کے مزاج الگ الگ ہوتے ہیں۔!" جیمسن بولا۔

"اس کی تائید تو میں بھی کروں گی! مجھے تو ساری مسالوں کی سی خوشبوئیں لگتی ہیں۔!" مسز بونارڈ نے کہا۔

"خیال اپنا اپنا....!" لسلی بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"میں نے سنا ہے کہ زنجبار کی فضا میں لونگوں کی خوشبو بکھری رہتی ہے....!" وہ دونوں خاموش رہیں۔

ویسے لسلی بہت مضطرب نظر آ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اور جیمسن کا رویہ بالکل ایسا ہی ہو گیا تھا جیسے صرف اسی لئے یہاں آیا ہو۔

"تم لوگ کہاں سے آئے ہو....!" دفعتاً بونارڈ نے جیمسن سے سوال کیا۔

"لوگ نہیں... صرف میں ہنالولو سے آیا ہوں... یہ شائد یونائیٹڈ اسٹیٹ سے آئی ہیں۔!"

"شائد....!" مسز بونارڈ نے کہا "یقین کے ساتھ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔!"

لسلی نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی! اُس نے تو چپ ہی سادھ لی تھی!

"ہاں.... کلیمنجارو میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ میں بھی وہیں مقیم ہوں۔!"

مسز بونارڈ نے کنکھیوں سے لسلی کی طرف دیکھا۔ وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔

جیمسن فرنچ میں بڑبڑایا.... "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اس عورت سے پیچھا چھڑاؤں۔"

لسلی اُس کی طرف متوجہ تک نہ ہوئی۔ البتہ مسز بونارڈ نے اُسے گھور کر دیکھا تھا۔!

"کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو۔!" جیمسن نے فرنچ میں کہا۔

"کیوں نہیں! میں فرنچ جانتی ہوں۔!" مسز بونارڈ بولی۔

"خدا کا شکر ہے۔!"

دفعتاً لسلی نے کہا.... "تم شائد فرنچ بول رہے ہو! مجھے نہیں آتی۔ لہٰذا اصولاً تمہیں احتیاط برتنی چاہئے۔!"

"اُوہ.... ایسی کوئی بات نہیں۔!" مسز بونارڈ نے جلدی سے کہا "یہ تو انہوں نے اپنی فرنچ دانی کا رُعب ڈالا تھا مجھ پر..... لہٰذا میرا بھی کچھ نہ کچھ بولنا ضروری ہو گیا۔ اب ہم انگلش ہی میں گفتگو کریں گے۔!"

"پہلے کسی طرح اس عورت سے میرا پیچھا چھڑا دو۔!" جیمسن نے فرنچ ہی میں کہا۔

"نہیں.... براہِ مہربانی انگلش ہی میں گفتگو کرو!" مسز بونارڈ کسی قدر تیز لہجے میں بولی۔!

"جیسی تمہاری مرضی۔ انگلش بولتے بولتے تھک گیا ہوں۔!"

"پھر وہ ایک جھونپڑے کے سامنے جا رکے۔ جہاں ایک لمبا تڑنگا نیگرو کھڑا جیمسن کو گھورے جا رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں چھوٹی تھیں اور آدھا چہرہ گھنی ڈاڑھی میں غائب ہو گیا تھا۔

"کیا کرنل اندر ہیں۔!"

"نہیں مادام.... ابھی تشریف نہیں لائے....!"

"یہ میرے مہمان ہیں.... لنچ ساتھ ہی کریں گے....!"

"بہت بہتر مادام.... وہ کسی قدر خم ہوا۔ اور راستہ چھوڑ کر ہٹ گیا۔ یہ تینوں جھونپڑے میں داخل ہوئے۔!

"ایک ہفتے کے لئے ہم نے یہ جھونپڑا کرائے پر حاصل کیا ہے۔" مسز بونارڈ نے کہا۔ "کرنل کو لکڑی پر نقاشی سے دلچسپی ہے! خود بھی بڑے اچھے نقاش ہیں۔ یہاں کی روائیتی نقاشی نے

انہیں بہت متاثر کیا ہے لہذا۔۔۔!"

وہ جملہ پورا نہیں کرپائی تھی کہ وہی نیگرو جو باہر ملا تھا اندر داخل ہوا۔ اور بولا "معاف فرمایئے گا مخل ہوا ہوں۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے۔!" اُس نے ایک لفافہ مسز بونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مسز بونارڈ نے ان سے کسی قدر ہٹ کر لفافہ چاک کیا۔ پرچہ نکالا۔ اور اسے پڑھ لینے کے بعد نیگرو کی طرف بڑھادیا۔ اس کا مقصد شائد یہی تھا کہ اگر وہ چاہے تو خود بھی اس پرچے کو دیکھ سکتا ہے!۔

نیگرو نے بنظر غائر پرچے کو دیکھا تھا اور تہہ کر کے پتلون کی جیب میں ڈال لیا لیکن ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اُس میں سائیلنسر لگا ہوا پستول تھا!

"اب بتاؤ کہ تم دونوں کون ہو۔؟" مسز بونارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

جیمسن نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ لیکن لسلی جوں کی توں کھڑی رہی۔ اُس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا تھا۔

پھر دفعتاً وہ زور سے ہنس پڑی تھی اور بولی "اس سے کیا فائدہ! تم نے بہر حال ہمیں پہچان لیا۔ مسٹر جیمسن ہاتھ گرادو۔ یہ اپنے ہی لوگ ہیں۔ انہی سے ملنے ہم یہاں آئے تھے۔!"

"اب یہ نئی بکواس شروع کر دی تم نے۔!" جیمسن نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یقین کرو۔۔۔۔ وہی لوگ ہیں۔۔۔۔!"

"کون لوگ ہیں۔۔۔۔؟"

"وہی جو ہمیں کام بتائیں گے۔۔۔۔!"

"کیسا کام۔۔۔۔ کس کا کام۔۔۔۔ کیا اَب کوئی نیا چکر چلاؤ گی۔!"

"لہٰذا۔۔۔!" مسز بونارڈ ہاتھ اٹھا کر بولی۔۔۔۔ "بہت اونچی اڑان کی ضرورت نہیں۔ بتاؤ تم کون ہو۔۔۔۔؟"

مخاطب لسلی کارڈوبا ہی تھی۔ جیمسن نہیں تھا۔! اور اَب اُس نے ہاتھ بھی گرادیئے تھے اور نیگرو کے پستول کا رخ صرف لسلی کارڈوبا کی طرف تھا۔!

"کک۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

مسز بونارڈ نے کہا "تم دیکھ ہی رہی ہو کہ پستول میں سائیلنسر لگا ہوا ہے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی اور تم یہیں دفن کر دی جاؤ گی، جھونپڑے کا فرش کچا ہے۔!"

"پپ.... پتہ نہیں.... تم....!"

"ہاں ہاں، پتہ نہیں میں کیا کہہ رہی ہوں۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔ "کیا تم لسلی کارڈوبا ہو!"

وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

"لسلی کارڈوبا کہاں ہے....؟"

"مم.... میں لسلی کارڈوبا ہوں....!"

"اپنے کاغذات دکھاؤ....!"

"وہ.... وہ چوری ہو گئے.... اس کا ساتھی جانتا ہے....!"

"اس کا ساتھی تو غائب ہو چکا ہے۔ وہ کس طرح شہادت دے سکے گا۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی! آخر تم لوگ ہو کون....؟" وہ کسی قدر دلیر بننے کی کوشش کرتی ہوئی بولی....!" اور کس استحقاق کی بناء پر میرے کاغذات طلب کر رہے ہو۔!"

"اس استحقاق کی بنا پر....!" نیگرو پستول کو جنبش دے کر بولا "اگر سچی بات نہیں بتاؤ گی تو کتیا کی موت ماری جاؤ گی۔!"

"اوہ خدایا.... میں شائد پاگلوں کے ہتھے چڑھ گئی ہوں۔!" وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر بولی۔!

"بیوقوف عورت....!" مسز بونارڈ جیمسن کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی "اس کے ساتھی کی گرفتاری کے بعد سے تم بالکل تنہا رہ گئی ہو۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اب تمہیں اُن کی شکلیں نہیں دکھائی دیں گی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ابھی تک کسی نے تمہاری خبر کیوں نہیں لی۔!"

"میں نیویارک سے آئی ہوں۔ مجھے اِن دونوں سے ملنے کو کہا گیا تھا! یہاں کسی کو بھی نہیں جانتی....!"

"خیر.... خیر.... جس طرح وہ غائب ہوا ہے اُسی طرح اب تمہارا سراغ بھی کسی کو نہ مل سکے گا۔!"

پھر اُس نے جیمسن سے کہا" تم اسکے ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھ دو۔ رسی وہ ادھر رکھی ہے۔!"

لسلی نے بے بسی سے جیمسن کی طرف دیکھا اور جیمسن نے ہنس کر کہا" بہتر یہی ہے کہ اصل بات بتادو جان بچ جائے گی۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"یہ حقیقت ہے کہ اگر تم نے ہاتھ بندھواتے وقت شور مچایا تو گولی مار دوں گا۔" نیگرو نے دھمکی دی۔

لسلی نے آنکھیں بند کرلیں۔اس کے چہرے پر زردی چھائی تھی۔ جیمسن بغیر کسی دشواری کے اُس کے ہاتھ باندھ رہا تھا۔ پھر اُس کے ہونٹوں پر ٹیپ بھی چپکا دیا گیا کہ کسی مرحلے پر چیخ نہ سکے۔

"اب تم اپنی کہانی شروع سے دہراؤ۔ مسز بونارڈ نے جیمسن سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم لوگوں کے بارے میں پوری طرح اطمینان کر لینے سے قبل میری زبان نہیں کھل سکے گی۔!"

مسز بونارڈو نے ویسا ہی کارڈ اپنے پرس سے نکال کر جیمسن کی طرف بڑھا دیا۔ جیسا وہ مسوما کے پاس دیکھ چکا تھا۔

پھر اُس نے اپنی کہانی شروع کر دی تھی۔ ظفرالملک کو ہوٹل سے نکال لے جانے کا طریقہ بھی بتایا۔

"اوہ.... تو اسی لئے ہم دھوکا کھا گئے۔ ٹرالی لانڈری میں چلی گئی ہو گی اور پھر وہاں سے وہ کہیں اور منتقل کر دیا گیا ہو گا۔! مسز بونارڈ بولی۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"واپس جاؤ۔ لیکن اس عورت کے بارے میں تمہارا بیان اس سے مختلف ہو گا جو کچھ یہاں ہوا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"کسی کو بھی اصل بات نہ بتانا خواہ وہ اسی قسم کا کارڈ کیوں نہ رکھتا ہو۔!"

"پھر کیا کہوں۔!"

"اس سے بہتر بیان اور کوئی نہ ہو گا کہ لسلی تمہیں مسانی ویلیج میں تنہا چھوڑ کر پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی۔!"

"تو میں مسوما کو بھی اصل واقعہ نہ بتاؤں۔!"

"فی الحال مصلحتاً یہی کرنا۔ ۔ ۔ ۔!"

"تو پھر میں جاؤں۔!"

"یہی بہتر ہو گا۔ لنچ کہیں اور کر لینا۔!"

"اچھا۔ اگر میں بھی اسی طرح غائب ہو گیا تو پھر کہاں پایا جاؤں گا۔!"

"اس کی فکر نہ کرو۔ اب ہم پوری طرح جاگ رہے ہیں! لیکن تم اپنے ساتھی کی تلاش بدستور جاری رکھنا اور مسوما سے پُر تشویش گفتگو کرتے رہنا۔!"

"میں سمجھ گیا۔ ۔ ۔ ۔ لیکن کیا کرنل سے ملے بغیر رخصت ہو جاؤں۔؟"

"ہاں۔ ۔ ۔ ۔ میں نہیں چاہتی کہ ان کی موجودگی میں کوئی جوان آدمی میرے قریب آئے۔!" وہ مسکرا کر بولی۔

"چھپ چھپ کر ملتے رہنے میں کیا حرج ہے۔!"

"کیا میں اتنی ہی پسند آئی ہوں۔!"

"میرا خیال یہی ہے۔!"

"جاؤ نکلو۔ ۔ ۔ ۔!" نیگرو پھر پستول نکالتا ہوا غرایا۔

"ضرور۔ ۔ ۔ ۔ ضرور۔ ۔ ۔ ۔ لیکن تصویریں۔ ۔ ۔ ۔!"

"میں اس کیمرے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو چلے جاؤ۔"

پھر اس نے فرنچ میں کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ یہ عورت اُن لوگوں کی نشاندہی نہ کر سکے گی جن کے لئے کام کرتی رہی ہے۔ لیکن ہم انہیں تشویش میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔"

جیمسن سر ہلاتا ہوا چپ چاپ جھونپڑے سے باہر آ گیا تھا۔!

ظفر کو ہوش آیا تو وہ ایک چٹیل میدان میں پڑا ہوا تھا۔ اور استوائی دھوپ اُسے پگھلائے دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک تو سمجھ ہی نہ سکا کہ اُس پر کیا گذری ہے۔ پھر کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن ویرانے کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔

پچھلی رات کے واقعات ایک ایک کر کے یاد آنے لگے۔ لیکن اب جائے کدھر اُس نے سوچا۔ پتا نہیں دارالسلام سے کتنے فاصلے پر آپڑا ہے۔ اگر آس پاس کوئی دوسرا آدمی نہ ملا تو شائد اسی ویرانے میں سسک سسک کر مر جانا پڑے۔ پھر بھی اُس نے ہمت نہ ہاری۔ اٹھ کر ایک طرف چلنے لگا۔ دراصل اُس جانب سے اُسے کسی گاڑی کے ٹائروں کے نشانات دکھائی دیئے تھے۔ لیکن ان نشانات کی ابتداء اُسی جگہ سے نہیں ہوئی تھی جہاں اُس نے خود کو پڑا پایا تھا۔ بلکہ وہ مخالف سمت سے آئے تھے۔ اور اُس کے قریب سے گذرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔

چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں سے اچانک ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور ڈھلان بھی کیسی کہ اگر ذرا سی بھی لغزش ہو جائے تو سنبھلنا کارے دارد.... گہرائی میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی نظر آرہی تھی۔ جہاں ہر طرف جھونپڑے بکھرے ہوئے تھے۔

وہ سنبھل سنبھل کر ڈھلان میں اُترنے لگا.... اچانک بائیں جانب سے ایک گرجدار آواز آئی۔ "ٹھہرو.... کون ہے....؟"

انداز ایسا ہی تھا جیسے ملٹری کے مسلح پہرے داروں کا ہوتا ہے۔ اُس نے جلدی سے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور جہاں تھا وہیں رک گیا۔

وزنی قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور ایک مسلح باوردی آدمی سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ رائفل اسی طرح تان رکھی تھی جیسے ذرا سا بھی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا تو فوراً گولی مار دے گا.... ناک نقشے اور رنگت کے اعتبار سے مشرق بعید کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔

"تم کون ہو....؟" اُس نے سوال کیا "اور کیا سمجھتے ہو کہ کہاں جارہے ہو۔!"

"بھائی انہوں نے مجھے لوٹا.... مارا پیٹا.... اُدھر.... اُوپر.... پھینک کر چلے گئے.... میں بیہوش ہو گیا تھا۔!"

"تو ادھر کہاں جارہے ہو۔!"

"میں نہیں جانتا کہ کہاں ہوں۔ یہاں کا باشندہ بھی نہیں ہوں۔ سیاحت کی غرض سے آیا تھا!"

"اچھا چلو....!" اُس نے رائفل کی جنبش سے جھونپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

ظفرالملک اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے پھر نشیب میں اُترنے لگا۔ یہاں اترائی خطرناک

نہیں تھی۔ بہ آسانی چل سکتا تھا۔!

بالآخر وہ اُسے ایک جھونپڑے میں لایا تھا۔ جہاں اُسی جیسا ایک آدمی ایک ٹیبل کے قریب بیٹھا کچھ لکھتا ہوا نظر آیا۔

اُس نے سر اٹھا کر تیز نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔ مسلح آدمی نے ایڑیاں بجائیں اور بولا "جنابِ عالی.... یہ ڈھلان سے اُتر رہا تھا۔ اور کوئی تشفی بخش جواب نہیں دے سکا....!"

یہ جملہ اُس نے فرنچ میں ادا کیا تھا! ظفر الملک ایسا بن گیا جیسے اُس کے پلے کچھ پڑا ہی نہ ہو۔!

"تم کون ہو.... اور یہاں کیا کر رہے ہو....!" دوسرے آدمی نے اُس سے انگلش میں سوال کیا۔ اور ظفر نے وہی کچھ کہنا شروع کیا جو پہرے دار سے کہہ چکا تھا۔

"یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا۔!" اس نے سوال کیا۔

"دارالسلام میں....!"

"ہوش میں ہو یا نہیں۔ تم دارالسلام سے سینکڑوں میل دور سیرنگیٹی نیشنل پارک کے قریب ہو۔!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا۔!"

"انہوں نے تمہیں دارالسلام میں لوٹا اور اتنی دور چھوڑ گئے۔!"

"یقین کیجئے جناب....! میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔؟"

"اپنے کاغذات دکھاؤ....!"

"پورا ہینڈ بیگ ہی چھین لے گئے۔ اُسی میں کاغذات بھی تھے اور ساری رقم بھی۔!"

"سچی بات....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"دارالسلام میں میرے بیان کی تصدیق ہو سکے گی۔ ویزا فارم پر تصویر بھی ہوتی ہے۔ وہ کاغذات وہیں جمع کرا چکا ہوں۔ میرے بیان کی صداقت کیلئے کافی ہوں گے۔!"

"اچھی بات ہے۔ جب تک تمہارے بیان کی تصدیق نہیں ہو جاتی تم حراست میں رہو گے!"

"مجھے منظور ہے جناب....!"

ٹھیک اُسی وقت ایک بڑی دل کش سفید فام عورت جھونپڑے میں داخل ہوئی اور ظفر الملک پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی قریب ہی کی دوسری میز کے سامنے جا بیٹھی۔ اُس کے بعد اُس نے

پھر بہ نظر غائر ظفر الملک کی طرف دیکھا اور چونک پڑی تھی۔!

"یہ کون ہے....؟" اُس نے باوردی آدمی سے فرنچ میں پوچھا۔

وہ اُسے اُس کے بارے میں بتانے لگا۔

"نام کیا ہے....!" عورت نے پوچھا۔

"ابھی نہیں پوچھا۔!"

"تمہارا نام کیا ہے۔!" عورت نے براہِ راست ظفر الملک سے انگلش میں سوال کیا۔

"ظفر الملک۔!"

"خدا کی پناہ....!" عورت بے اختیارانہ انداز میں اٹھتی ہوئی بولی "تو میرا خیال غلط نہیں تھا۔ یعنی پرنس زوفر.... تم یہی تو کہلاتے تھے آکسفورڈ میں.... اور تمہارا اسکریٹری.... وہ ریچھ تھا۔ کیا نام تھا اُس کا؟۔"

"جیمسن....!"

"جیمسن.... جیمسن....!" وہ سر ہلا کر بولی.... اور باوردی آدمی سے کہا۔ "اٹھ کر کرسی پیش کرو۔!"

وہ متحیرانہ انداز میں کبھی ظفر الملک کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عورت کی طرف!

"شکریہ....!" ظفر کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ وہ پیش کی جانیوالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم شائد مجھے نہ پہچانتے ہو....!"

"مجھے افسوس ہے....!"

"دراصل میں الگ تھلگ زندگی گذارنے کی عادی تھی لیکن تم تو مشہور لوگوں میں سے تھے منڈولین اب بھی بجاتے ہو۔"

"کبھی کبھی۔!"

"لیکن مجھے حیرت ہے کہ تمہیں لوٹنے والے اتنی دور لا کر کیوں ڈال گئے۔ ظاہر ہے کہ تم اس طویل عرصے تک بیہوش ہی رہے ہو گے۔!"

"ظاہر ہے....!"

"تنزانیہ کی طرف کیسے آنکلے۔!"

"بس یونہی تفریحاً۔!" ظفر نے مسکرا کر کہا "اب اپنا نام بھی بتادو....!"

"پورشیا سنگلٹن.... میں یہاں پروجیکٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کررہی ہوں۔ ایک زرعی پروجیکٹ ہے!"

"فوج کی نگرانی میں۔!"

"اُوہ نہیں.... یہ لوگ فوجی نہیں ہیں۔! انتظامی عملہ ہے۔ باوردی اور مسلح اس لئے رہتے ہیں کہ بعض قبائل اس پروجیکٹ کی مخالفت کررہے ہیں۔!"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اُس نے باوردی آدمی سے کہا "ایک ہٹ ان کے لئے خالی کرادو۔ دو چار دن یہ میرے مہمان رہیں گے۔!"

"بہت بہتر....!" کہتا ہوا وہ اٹھا تھا اور جھونپڑے سے باہر نکل گیا تھا۔

"اگر شکار کھیلنا چاہو گے تو اس کا بھی انتظام کردیا جائے گا۔" پورشیا نے ظفر سے کہا۔!

"فی الحال تو آرام کروں گا....!"

"مگر.... واقعی بڑی عجیب بات ہے! وہ لوگ تمہیں اتنی دور کیوں پھینک گئے!"

"میں بھی اس اُلجھن میں ہوں۔ انہوں نے مجھ سے میرا وہ ہینڈ بیگ چھین لیا جس میں میرے کاغذات بھی تھے اور کرنسی بھی۔!"

"کرنسی کی فکر نہ کرو۔!" وہ مسکرا کر بولی "البتہ کاغذات سے متعلق تم ہی کچھ کر سکو گے۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اُس کو اُسی جھونپڑے میں بھجوادیا گیا جہاں آرام کرنا تھا۔ اب وہ اِس عورت کے علاوہ اور سب کچھ بھول گیا تھا۔ نہ اپنی موجودہ حالت کا احساس رہ گیا تھا اور نہ اسی کی فکر تھی کہ آئندہ کیا ہوگا۔

آدھے گھنٹے بعد ایک سیاہ فام عورت اُس کیلئے کھانا لائی تھی۔ اور اُسے سخت تاؤ آیا تھا کہ تنہا کھانا پڑے گا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ پورشیا کم از کم کھانا تو اُسی کے ساتھ کھائے گی۔

سیاہ فام عورت سرو کرنے کیلئے کھانے کے اختتام تک وہیں ٹھہری رہی تھی اس کے چلے جانے کے بعد وہ بستر پر آبیٹھا۔ پیٹ بھر جانے کے بعد اچانک نیند کا غلبہ ہوا تھا.... اتنا شدید کہ وہ بیٹھے بیٹھے ایک دم بائیں جانب لڑھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو سیاہ فام آدمی ایک اسٹریچر لئے ہوئے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔

اسٹریچر فرش پر رکھ دیا۔ ظفر کو بستر سے اٹھا کر اسٹریچر پر ڈالا اور اٹھا کر ایک طرف چل دیئے۔ لیکن ظفر الملک کی نیند کا سلسلہ کسی طرح نہ ٹوٹا۔

وہ ایک چھوٹی سی جدید طرز کی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے اور صدر دروازے سے گذرتے ہوئے ایک ایسے بڑے کمرے میں جا پہنچے جو اپنے سازو سامان کی بناء پر کسی ہسپتال کا آپریشن تھیٹر معلوم ہوتا تھا۔ ظفر الملک کو اسٹریچر سے ایک بڑی میز پر منتقل کر دیا گیا۔ اُس کی نیند اب بھی برقرار تھی۔

وہ دونوں کمرے سے نکل گئے.... اور کچھ دیر بعد پورشیا کمرے میں داخل ہوئی اُس نے ظفر کو دیکھ کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور میز کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ چہرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُس کی پلکیں اُلٹی تھیں۔ اور پتلیوں کو دیکھتی رہی تھی۔

میز کے اوپر ایک بڑے بلب والا لیمپ نصب تھا۔ وہ اسے کھسکاتی ہوئی عین اُس کے چہرے پر لائی۔ اور اتنا اوپر اٹھایا کہ چہرے سے اُس کا فاصلہ تین فٹ سے زیادہ نہ رہا۔ پھر ایک سوئچ آن کرتے ہی لیمپ روشن ہو گیا تھا۔ تیز قسم کی روشنی جیسے ہی اُسکے چہرے پر پڑی جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اور پلکوں کے نیچے آنکھیں گردش کرنے لگیں اب اُس نے ہاتھوں اور پیروں کو بھی جنبش دینی شروع کر دی تھی۔ لیکن اُسے عام بیداری نہیں کہا جا سکتا تھا۔ دفعتاً پورشیا اونچی آواز میں بولی "ظفر الملک! کیا تم مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو۔!"

اُس کے ہونٹوں میں جنبش ہوئی اور ایک طویل "ہاں" نکل کر رہ گئی۔

"میں کون ہوں۔!"

"تم پورشیا ہو.....!" بے خبر سوئے ہوئے ظفر الملک نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مجھ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔!"

"مل کر خوشی تو ہوئی تھی۔ لیکن تمہارے رویئے سے مایوسی بھی ہوئی ہے۔!"

"کس رویئے سے.....!"

"میں سمجھا تھا کہ ہم دونوں کھانے کی میز پر ساتھ ہوں گے۔!"

"میں مصروف تھی۔ اَب شکائت کا موقع نہیں ملے گا! اب تو خوش ہو۔!"

"بہت زیادہ.....!"

"تم تنزانیہ کیوں آئے ہو۔!"

"میرے چیف نے بھیجا ہے۔!"

"چیف کون ہے۔!"

"ایکس ٹو۔!"

"یہ تو اس کا کوڈ نام ہوا.... اصل نام بتاؤ۔!"

"کوئی بھی نہیں جانتا۔"

"اچھا.... حلیہ بتاؤ....!"

"اُسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں.... حلیہ کیا بتاؤں گا۔!"

پورشیا نے لیمپ بجھا دیا۔ ظفر الملک اب بھی سو رہا تھا۔ پورشیا نے اُس کی آستینیں شانوں تک سرکا دیں۔ ایک مشین سے دو تار الگ کئے اور اُن کے سروں کو اُس کے بازوؤں سے لگا کر ربڑ کے تسموں سے لپیٹ دیا۔ پھر لیمپ بھی روشن کیا تھا۔ اور ساتھ ہی مشین کا ایک اسکرین بھی روشن ہو گیا تھا۔ اسکرین کے وسط میں ایک چھوٹا سا سیاہ نکتہ تھرک رہا تھا۔

"ظفر الملک! کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔"! اُس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ہاں سُن رہا ہوں۔ ظفر نے جواب دیا۔"

اُس نے اسکرین کی طرف دیکھا سیاہ نکتہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔

"ایکس ٹو کا حلیہ بتاؤ....!"

"اُسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں۔!"

اُس نے پھر اسکرین پر نظر ڈالی۔ سیاہ نکتہ اُسی طرح گردش کرنے لگا تھا۔

"عمران کہاں ہے۔؟"

"میں نہیں جانتا.... ایک ماہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"تم یہاں کیوں آئے تھے۔؟"

"ایک عورت سے ملنا تھا۔"

"کیوں ملنا تھا۔؟"

"یہ نہیں بتایا گیا تھا۔ اُس عورت ہی سے معلوم ہوتا کہ ہمیں یہاں کیا کرنا ہے۔!۔"

"تو اُس عورت سے کیا معلوم ہوا....!"

"وہ فراڈ نکلی.... اُسی کے ساتھیوں نے مجھے بیہوش کر کے یہاں لا ڈالا ہے۔!"

"فراڈ سے کیا مراد ہے؟"

"اگر وہ وہی عورت ہوتی جس سے ہمیں ملنا تھا تو میں یہاں کیوں پایا جاتا....!"

"اب تم کیا کرو گے۔!"

"واپس جانے کی کوشش کروں گا.... یا پھر اپنے چیف کو حالات سے مطلع کر کے دوسرے احکامات کا منتظر رہوں گا۔!"

مسوما حیرت سے آنکھیں پھاڑے جیمسن کو دیکھے جا رہا تھا.... اور جیمسن بُرا سا منہ بنائے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" مسوما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ تمہارے آدمی ہم دونوں پر نظر رکھیں گے۔" جیمسن اُس کی طرف مڑ کر بولا۔

"سنو بھائی جیمسن.... میں صرف احکامات دے سکتا ہوں.... خود ہر ایک کے پیچھے نہیں دوڑ سکتا! بہر حال اُن سے جواب طلب کروں گا۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے اُس عورت کے بارے میں رپورٹ دیں۔ جب وہ تم سے الگ ہوئی ہو گی تو اس کا تعاقب ضرور کیا گیا ہو گا۔!"

"کتنے آدمی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔ میرے ماتحت نے ڈیوٹیاں لگائی ہوں گی....!"

"تم خود کچھ نہیں کرتے مسٹر مسوما....!"

"مائی ڈیئر مسٹر جیمسن! تم مجھے کیا سمجھتے ہو....! میں اپنے محکمے کے سربراہ کا ڈپٹی ہوں۔"

"اوہ....!" جیمسن ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا "اس کے باوجود بھی تم نہیں جانتے کہ ہم سب کیا کرتے پھر رہے ہیں۔!"

"میں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ جتنا کہا جائے اس سے ایک انچ نہ ادھر نہ اُدھر۔!"

"ذمہ داریوں کو محدود کرنے کا بہترین طریقہ.... واقعی بہت ذہین ہو....!"

"اور اب مجھے فکر ہے کہ تمہارے لئے کیا کروں.....!"

"کیا میرے لئے فکر کرنے کا حکم ملا ہے.....!"

مسوما نے دانت نکال دیئے۔ کچھ دیر ہنستا رہا پھر بولا "تم بہت اچھی گفتگو کر لیتے ہو۔ اسی لئے تمہاری طرف دل کھنچتا ہے۔!"

جیمسن اب کچھ اور ہی سوچ رہا تھا.... کہیں یہ مسوما فراڈ تو نہیں ہے۔ اس نکتے پر پہلے بھی سوچ چکا تھا۔ لیکن اب حالات مختلف تھے۔ ظفر غائب ہو چکا تھا۔ اور جس طرح غائب ہوا تھا اُس کا اظہار خود لسلی ہی کر چکی تھی۔ اس کے باوجود بھی مسوما اسکے بارے میں اتنی لاتعلقی سے باتیں کر رہا ہے۔ حالانکہ اس واقعے کے بعد لسلی پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت تھی۔!

فون کی گھنٹی بجی.... اور مسوما نے ریسیور اٹھایا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سنتا رہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کر ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"خیریت۔!" جیمسن آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ تم دونوں ہی اُسے جل دے کر کسی طرف غائب ہو گئے۔!" مسوما نے اپنی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کسی افیونی کی صحبت میں جا بیٹھا ہوگا۔" جیمسن نے شانے سکوڑ کر کہا۔

"بہر حال یہ تجربہ ہوا کہ میرے ماتحت سنجیدگی سے اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسوما کہتا رہا۔ "یہ اچھی بات نہیں ہے۔ کم از کم تین آدمی نگرانی پر لگانے چاہئے تھے۔ یہ شائد ایک ہی تھا اور کہیں کچھ کھانے بیٹھ گیا ہوگا۔ اور تم دونوں اُس پوائنٹ سے ہٹ گئے ہو گے جہاں تمہیں چھوڑ کر وہ کہیں گیا ہوگا۔!"

"ختم کرو مسٹر مسوما! ہمارے یہاں کے زیر تربیت لوگ بھی اتنے بھولے بھالے نہیں ہوتے۔!"

مسوما اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "بات دراصل یہ ہے مسٹر جیمسن.... ہمیں معاملات کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں رکھا جاتا کہ اسکی اہمیت کا احساس ہو۔!"

"میں نے کہا تھا ختم کرو.... اِس چکر کو.... اب کچھ تفریحی باتیں ہو جائیں.... آج رات کہاں گذارو گے.....!"

"گھر پر.....!" وہ چہرے پر زلزلے کے آثار پیدا کر کے بولا۔ میرا چھوٹا بچہ بیمار ہو گیا ہے۔

ماں سے زیادہ مجھ سے مانوس ہے....!"

"کل کتنے بچے ہیں....!"

"چاروں سے صرف تین عدد....!"

"مایوس کن.... ہماری طرف تو ایک ہی سے گھر بھر جاتا ہے.... خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ بتاؤ کہ اِس صورت میں میرا کیا ہو گا۔!"

"تم کلیمنجارو ہی واپس چلے جانا.... میرے آدمی نگرانی کریں گے....!"

"اور صبح کو تمہیں رپورٹ ملے گی کہ مجھے کوئی پری اٹھا لے گئی....!"

"اوہ.... نہیں اَب ایسا نہیں ہو گا....!" وہ جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "لیکن ٹھہرو۔ اپنے کمرے میں مت جانا.... میرا خط لے جانا۔ سپر وائزر تمہیں میرے کمرے کی کنجی دلا دے گا.... وہیں قیام کرنا....!"

"اچھی بات ہے....!" جیمسن کچھ سوچتا ہوا بولا تھا۔

اور پھر شام کو وہ کلیمنجارو کی طرف روانہ ہو گیا۔ مسوما نے .... ایک بند لفافہ اُس کے حوالے کیا تھا۔ اور ہدایت کی تھی کہ سپر وائزر کے علاوہ اور کسی کو نہ دے جیمسن نے راستے میں ایک ریستوران کے قریب ٹیکسی رکوائی۔ کرایہ ادا کیا اور اندر چلا گیا۔ ایک میز منتخب کی۔ بیٹھا ہی تھا کہ ویٹر سر پر مسلط ہو گیا۔

"پہلے مجھے باتھ روم کا راستہ بتاؤ.... پھر آرڈر پلیس کروں گا۔!" جیمسن نے اُس سے کہا۔!

"بہت بہتر جناب.... میرے ساتھ آیئے....!"

باتھ روم میں پہنچ کر اُس نے دروازہ بند کیا اور جیب سے لفافہ نکال کر اُسے کھول لینے کی کوشش کرنے لگا۔ زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ وہ اسی طرح کھلا تھا کہ دوسری بار بند کئے جانے پر اُس کی ہیئت نہ بگڑتی۔

اور پھر وہ متحیر رہ گیا۔ کیونکہ لفافے سے بر آمد ہونے والا پرچہ بالکل سادہ تھا۔ اُس پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔

جیمسن کی پیشانی پر سلوٹیں اُبھر آئیں۔ اس کا مطلب! تو کیا یہ مسوما سچ مچ؟.... یہ سادہ پرچہ کسی قسم کا اشارہ ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن محض اِسی سادہ پرچے کے حصول کی بناء پر سُپر وائزر اُسے مسوما

کے کمرے کی کنجی دینے والا تھا۔ تو گویا آج رات اُسے بھی لانڈری کی ٹرالی نصیب ہونے والی تھی۔ اُس نے سر ہلا کر دل میں کہا۔ اچھا بیٹے مسوما! تمہیں بھی دیکھوں گا۔ پتا نہیں تم نے ایکس ٹو کا کارڈ کہاں سے حاصل کیا ہے۔ اُس نے لفافے کو جیب میں رکھا اور ہال میں واپس آکر وہی میز سنبھال لی جو پہلے سے منتخب کر چکا تھا۔

ویٹر اس کا آرڈر لے گیا اور وہ سوچتا رہا۔ کیا اس وقت مسوما کے آدمی اُس کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ دفعتاً وہ چونک پڑا.... بائیں جانب تھوڑے ہی فاصلے پر کرنل بونارڈ کا نیگرو ملازم بیٹھا نظر آیا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں اور نیگرو دوسری جانب دیکھنے لگا۔ لیکن جیمسن نے اُس کی آنکھوں میں شناسائی کا اعتراف پڑھ لیا تھا۔

دونوں اپنی اپنی میزوں پر کھاتے پیتے رہے اور پھر دونوں نے اپنی اپنی میزوں کے ویٹرس کو ساتھ ہی طلب کیا تھا۔

"بل لاؤ....!" جیمسن نے ویٹر سے کہا۔

قریب قریب ساتھ ہی دونوں نے ادائیگیاں کی تھیں اور آگے پیچھے باہر نکلے تھے۔ دفعتاً نیگرو نے سر گھما کر اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور قریب ہی کی ایک پتلی سی گلی میں داخل ہو گیا.... اور پہلی بار جیمسن نے یہاں کی پتلی پتلی گلیاں دیکھیں۔ اسے اپنے ملک کے بعض شہروں کی گلیاں یاد آگئیں۔ لیکن دارالسلام کی گلیوں میں گندگی نام کو بھی نہیں تھی۔

انہی گلیوں میں جیمسن کو اندازہ لگانے کا موقع ملا تھا اُس کا تعاقب نہیں کیا گیا۔!

دفعتاً نیگرو ایک جگہ رک گیا اور مکان کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا "اندر چلو....!"

جیمسن نے خاموشی سے اس کے مشورے پر عمل کیا تھا.... دروازے سے گذر کر ایک لمبی اور نیم تاریک راہداری سے سابقہ پڑا.... لیکن ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ اچانک کئی آدمی اُس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ تو مطمئن تھا کہ شائد ایسے ہی لوگوں میں پہنچ گیا ہے جو حقیقتاً ایکس ٹو کے کارندے ہیں۔ لیکن یہ کیا ہوا۔ ہاتھ پیر ہلانے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی اور باندھ لیا گیا تھا۔

پھر وہ اُسے ایک کمرے میں لے گئے تھے اور کرسی پر بٹھا کر اس طرح جکڑ دیا کہ جنبش کرنا بھی محال ہو گیا۔

نیگرو اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ "اب ٹھیک ہے....!"

"کیا ٹھیک ہے۔!" جیمسن سرخ سرخ آنکھیں نکال کر غرایا۔

نیگرو نے مڑ کر دوسرے سیاہ فاموں کو کمرے سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"ٹھیک یہ ہے مسٹر کہ اب میں تمہاری اصلی شکل دیکھ سکوں گا۔" اُس نے اُن لوگوں کے چلے جانے کے بعد جیمسن سے کہا۔

"بکواس مت کرو.... میں اِس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتا....!"

نیگرو ایک الماری کھولنے لگا تھا۔ کچھ نہ بولا۔ لیکن جب دوبارہ مُڑا تو جیمسن نے اُس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی قینچی دیکھی.... اور اسکے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"مجھ سے دور رہنا.... تمہارے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے.... تم نشے میں۔!" جیمسن نے چیخ کر کہا۔

"شراب کی بو ضرور آرہی ہو گی.... مسٹر لیکن میں نشے میں نہیں۔!" اُس نے کہا اور جھپٹ کر جیمسن کی ڈاڑھی پکڑ لی.... ساتھ ہی قینچی والا ہاتھ بھی حرکت میں آیا تھا۔

"اوہ.... یہ کیا.... حرامی.... سور...." غصے کی شدت سے جیمسن کی آواز حلق میں پھنسنے لگی.... اتنی دیر میں ڈاڑھی کا بیشتر حصہ ضائع ہو چکا تھا.... لیکن جیمسن کو اس بری طرح کرسی سے جکڑا ہوا تھا کہ صرف گردن ہی کو جنبش دے سکتا تھا.... لیکن گردن بھی نیگرو کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں تھی۔ اور دایاں ہاتھ ڈاڑھی کی صفائی کر رہا تھا۔

غصے اور احساس کی بے بسی کی بناء پر جیمسن کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ رہا۔ قینچی کا کام ختم کر کے اُس نے اُس کے گالوں پر شیونگ کریم لگائی اور اُسے برش کرنے لگا۔ پھر استرہ سنبھال کر گالوں کی چھلائی شروع کر دی۔! آہستہ آہستہ جیمسن کا دماغ بھی ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ سوچنا ہی چھوڑ دیا۔

اُس وقت چونکا تھا جب نیگرو نے اُس کے چہرے پر سائفن سے پانی کی دھار ماری تھی۔

پھر نرم تولئے سے چہرہ خشک کرتا ہوا بولا۔ "اب دیکھو تو کیسی چاند سی شکل نکل آئی ہے۔ [illegible] دیکھ کر خوش ہو جائیں گی۔!"

"تو اپنی شکل بھی تو دیکھو....!" جیمسن جھنجھلا کر بولا "یہ ڈاڑھی ہے یا گھوڑے کی دُم....!"

”میں برا نہیں مانتا کیونکہ اپنے مالک کے حکم سے تمہارے ساتھ یہ نازیبا برتاؤ کرنا پڑا ہے؟“

”آخر کیوں....!“ میں نے تو تم لوگوں کو دوست سمجھا تھا....!“

”اب بھی دوست ہی سمجھو گے۔ اگر غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو تو اب میں تمہیں کھول دوں۔!“

جیمسن کچھ نہ بولا۔ بدستور پھاڑ کھانے والے انداز میں دیکھتا رہا۔

دفعتاً راہداری سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور کرنل ڈونا بونارڈ کمرے میں داخل ہوا۔

”ٹھیک ہے!“ اُس نے جیمسن پر نظر ڈال کر کہا۔

”کیا ٹھیک ہے؟“ جیمسن غرایا۔

”ضروری نہیں کہ ہر بات تمہیں بھی بتائی جائے۔!“

”میں اپنی ڈاڑھی کی بات کر رہا ہوں....!“

”غیر ضروری تھی....!“

”اپنی ڈاڑھی کے بارے میں کیا خیال ہے....!“

”ضروری ہے....!“ اُس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ اور نیگرو سے بولا ”اسے آدمی بنا کر میرے کمرے میں لاؤ۔!“

وہ چلا گیا۔ اور نیگرو وہیں کھڑا پر تشویش نظروں سے جیمسن کو دیکھتا رہا۔ اور جیمسن کی تو سمجھ ہی میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

”اگر تم مرنے مارنے پر آمادہ نہ ہونے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں کھول دوں....!“ نیگرو نے تھوڑی دیر بعد اُس سے پوچھا۔

”اُو خدا کے بندے کھول بھی! میں تیرے کرنل سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔!“

”پھر کہہ دوں کہ میں بالکل بے قصور ہوں....!“

”ہاں.... ہاں.... میں سمجھتا ہوں....!“

”شکریہ....!“ نیگرو مسکرا کر بولا۔ اور رسی کی گرہیں کھولنے لگا۔ جیمسن نے کرسی سے اٹھ کر پُر تفکر انداز میں انگڑائی لی اور اپنے چکنے چکنے گالوں پر ہاتھ پھیرتا رہا۔!

”اب تمہیں کرنل [illegible]

”چلو....!“ جیمسن بالکل ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا ہو سکتا ہے اس طرح اسے مسوما کے

چنگل سے رہائی مل جائے۔

وہ نیگرو کے ساتھ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن یہاں کرنل کی بجائے اس کی بیوی موجود تھی۔

"اُوہ ڈیئر....!" وہ اُسے دیکھ کر اٹھتی ہوئی بولی "خاصے دل کش نکل آئے ہو۔"

نیگرو اُسے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

"بیٹھو....!" مسز بونارڈ نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ....!" وہ گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بیٹھ گیا۔

"لیکن اس بارے میں محتاط رہو....!" مسز بونارڈ نے کہا۔ "اگر اسی طرح گال پر ہاتھ پھیرتے رہے تو دوسروں کو اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوگی کہ حال ہی میں ڈاڑھی سے محروم ہوئے ہو۔!"

"اُوہ ہاں۔!" جیمسن چونک کر بولا "لیکن اس زبردستی کی کیا ضرورت تھی۔ اگر یہ ضروری تھا کہ میں اپنی شناخت ضائع کردوں تو محض مشورے ہی پر ایسا ہو جاتا۔!"

"میں نہیں جانتی۔ کرنل جانیں.... ہاں اُس کے بعد کی رپورٹ پیش کرو۔!"

"میرے ساتھی کے بعد شائد اب میری باری ہے۔" جیمسن نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا اور پھر وہ گفتگو دہرانے لگا جو اُس کے اور مسوما کے درمیان ہوئی تھی۔

"اب یہ خط بھی دیکھ لو۔" جیمسن نے اسکا دیا ہوا لفافہ مسز بونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔!

اُس نے لفافہ کھول کر پرچہ نکالا اور اُسے الٹ پلٹ کر حیرت سے دیکھتی رہی پھر بولی "تمہارا خیال درست ہے....!"

"اب تو بتادو۔ کیا چکر ہے.... ورنہ غفلت میں مارا جاؤں گا۔ پتا نہیں میرے ساتھی پر کیا گذری ہو۔ اگر وہ حالات سے لاعلم نہ ہوتا تو کبھی اس طرح بے بس نہ ہوتا۔!"

"حالات کا علم تو اب ہوا ہے۔!" دفعتاً عقب سے کرنل کی آواز آئی اور جیمسن چونک کر مڑا۔

کرنل دروازے میں کھڑا نظر آیا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے کے وسط میں آگیا۔

"کیا علم ہوا ہے....!" جیمسن نے بھنا کر پوچھا۔ کرنل کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اُس کی ہڈیاں سلگنے لگتی تھیں۔

"یہی کہ مسوماہی وہ کالی بھیڑ ہے جس کیلئے ہمیں اتنی تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ محکمہ کار خاص کا ڈپٹی ڈائریکٹر ہے....!"

"میں جانتا ہوں.... یہ اُس نے مجھے کچھ دیر پہلے بتایا ہے....!"

"محکمہ کار خاص کے سربراہ کا خیال تھا کہ اُن کے درمیان کوئی کالی بھیڑ موجود ہے جو سرکاری رازوں کو دوسروں تک پہنچاتی رہتی ہے لیکن خود وہ اُسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا تھا....!"

"اچھا تو پھر....!"

"ایکس ٹو نے ایک طریق متعین کیا جو یہی تھا۔ ہم نے دو دن کے اندر ہی اندر وہ کالی بھیڑ تلاش کر لی....!"

"تو وہ عورت.... لسلی کارڈوبا.... یعنی اصلی والی.... ایکس ٹو ہی کی فرستادہ تھی....!"

"یہی بات ہے....!" اگر تمہیں پہلے سے علم ہوتا تو تم اداکاری شروع کر دیتے اور بات کھل جاتی۔ ان لوگوں کو غفلت ہی میں ڈال کر کام نکالا جاسکتا تھا۔ بہر حال محکمے کے سربراہ نے اپنے سارے ڈپٹیوں کی میٹنگ کال کر کے انہیں آگاہ کیا کہ نیویارک سے ایک عورت آرہی ہے جو کوڈورڈز کے ذریعے ایکس ٹو کے آدمیوں کو اپنی شناخت کرائے گی۔ اور پھر وہ تینوں مل کر محکمے کی اُس کالی بھیڑ کو تلاش کریں گے۔ لہذا وہ اپنے ڈپٹیوں میں سے کوئی ایسا رضاکار چاہتا ہے جو دن رات اُن پر نظر رکھ سکے۔ مسوماہی آگے آیا تھا۔ اُس نے اصل عورت کو غائب کر دیا۔ اور اُس کی جگہ ایک اور سفید فام عورت کو دے دی۔ جو محض ایک اداکارہ ہے اور رٹائے ہوئے ڈائیلاگ بولتی ہے۔ اصل حالات کا اُسے علم نہیں....!"

"تو اصل والی مفت میں ماری گئی....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... میں نے اُس پر نظر رکھی تھی۔ لہذا اب وہ بھی ہمارے ہی قبضے میں ہے....!"

"خدا کی پناہ.... تو شائد وہ اسی لئے مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ ہم دونوں کے علاوہ ایکس ٹو نے اور کسے بھیجا ہے بلکہ اپنا خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ ہمارے رینک سے اونچے رینک والا بھی کوئی یہاں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ میں لاعلم تھا ورنہ اُس نے تو اعتماد میں لینے کی خاص کوشش کر ڈالی تھی!"

"تم پر خود کو ظاہر کر دینے کا یہی مطلب تھا۔ ورنہ اصولاً وہ ایسا کرنے کا مجاز نہیں تھا کہ ایکس ٹو کا کارڈ تک تمہیں دکھا دیتا۔ اگر تم سے مل بھی بیٹھا تھا تو بدستور زنجبار کا تاجر بنے رہنا چاہئے تھا۔!"

"تو اب تم اُس کے سربراہ کو مطلع کر دو گے....!"

"ابھی نہیں.... ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کام کس کیلئے کر رہا ہے! اور تمہارے ساتھی کی بازیابی سے قبل میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا کہ اس کی زندگی ہی خطرے میں پڑ جائے....!"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہوگا....!"

"ہاں.... مجھے یقین ہے....!"

"اور ہاں.... وہ مواکازی....!"

"سب اُسی کے گُر گے ہیں۔ اُن کی پرواہ مت کرو.... مواکازی کا چکر اُس نے اس لئے چلایا تھا کہ خود کو تم پر ظاہر کر کے تمہیں اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرے....!"

"بات سمجھ میں آرہی ہے... مواکازی والے معاملے کے بعد ہی اُس نے مجھے ایکس ٹو کا کارڈ دکھایا تھا۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر ایکس ٹو کو افریقہ کے کسی ملک سے کیا سروکار۔!"

"دو ممالک کے درمیان اس قسم کے تعاون کے سمجھوتے بھی ہو سکتے ہیں.... اور پھر اصل معاملہ تو دوسرا ہی ہے....!"

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو وہ بھی بتا دو۔ کیونکہ میں اپنے ساتھی کی طرح بے خبری میں مارا جانا پسند نہیں کروں گا....!"

"تمہارے ملک میں کبھی کسی دھاریدار آدمی کا قصہ چلا تھا[1]....!"

"ہاں.... ہاں.... چلا تھا....!"

"یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ در پیش ہے.... وہاں دھاریدار آدمی بنائے گئے تھے۔ اور اس وقت ایکس ٹو ان کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ نہیں ہو سکا تھا...... یہاں شائد مقصد کا بھی علم ہو جائے....!"

"وہ کس طرح....؟"

"رفٹ ویلی کے جنگلوں میں وانڈیری قبائل [illegible] ہیں۔ پہلے کبھی جنگلوں سے نکل کر انہوں نے مہذب آبادیوں کا رخ نہیں کیا۔ لیکن اب جنگلوں سے نکل کر

[1] "سہ رنگی موت" کا سلسلہ جلد نمبر 27 ملاحظہ فرمائیں۔

آبادیوں میں آرہے ہیں.... ایک بد روح کا قصہ سنا رہے ہیں۔ اُن قبائل کے بعض افراد جو ہیں تو انسانی ہی شکل میں لیکن اُن کے جسم پر زیبرا کی سی دھاریاں ہیں.... اور اُن کی قوت کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے ہاتھیوں کی سونڈ پکڑ کر انہیں ہلکی پھلکی گیند کی طرح دور اچھال پھینکتے ہیں....!"

"لل لیکن ہمارے یہاں جو.... دھاریدار آدمی پائے گئے تھے اُن پر زیبرا کی سی سفید اور سیاہ دھاریاں نہیں تھیں۔ تین رنگوں کی دھاریاں تھیں غالباً زرد نیلی اور سرخ....!"

"اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... دھاریوں کی رنگت میں تبدیلی بھی ممکن ہے....!"

"وہ کس طرح....؟"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ زیرو لینڈ کا چکر ہے....!" جیمسن طویل سانس لے کر بولا۔

کرنل اس پر خاموش ہی رہا تھا۔

"لیکن جناب....!" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا "ہاتھیوں کو گیندوں کی طرح اچھال پھینکنا مقصد تو نہ ہوا۔!"

"میں نے یہ کب کہا ہے! بنیادی چیز تو وانڈیری قبائل کا جنگلوں سے نکل بھاگنا ہے....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ اُن سے جنگل خالی کرانا چاہتے ہیں! اور ایک ایسی کہانی کی پبلسٹی کرنا چاہتے ہیں کہ مہذب لوگ جنگلوں میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکیں....!"

"ٹھہرو.... ٹھہرو....!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے مواکازی کی ایک پیش گوئی یاد آرہی ہے جو غالباً اس طرح تھی۔ تم میں وہ لوگ آئیں گے جو پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور وہ تمہیں ایک حیرت انگیز اطلاع دیں گے۔ تب پھر تم سفید فاموں کے ساتھ یہ کرنا اور وہ کرنا۔ کہیں یہ اشارہ وانڈیزی قبائل ہی کی طرف تو نہیں ہے کیونکہ آپ ہی کے بیان کے مطابق انہوں نے پہلی بار آبادیوں کا رخ کیا ہے....!"

"ہو سکتا ہے! اِس واقعے کی پبلسٹی کے لئے یہ طریقہ کار بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔"

"کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر جیمسن بولا "سب کچھ جائے جہنم میں.... میں تو اپنے ساتھی کی واپسی چاہتا ہوں۔ اگر وہاں [illegible]....!"

"وہم ہے تمہارا.... کسی نہ کسی مرحلے پر تم میں سے کسی کو ضرور اِس سے دوچار ہونا پڑتا....

تم نے مسوما کا خط اس لئے کھول ڈالا کہ ہم سے ملاقات ہو چکی تھی اور تم نے اپنے طور پر کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر ڈالی۔ اس صورت میں مسوما کے خلاف شبہات میں مبتلا ہونا ہی تھا۔!"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے!" جیمسن سر ہلا کر بولا "اچھا تو پھر اب اِس خط کے سلسلے میں کیا کرو گے!"

"کچھ بھی نہیں....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"وہ چاہتا تھا کہ تم اِس لفافے کو کھول ڈالو....!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ خود ہی تمہیں شبہات میں مبتلا کر کے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب تم کہاں جاتے ہو.... یوں سمجھو کہ مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے....!"

"اوہ.... سمجھ گیا۔!"

"لہذا.... اُسے الجھن میں مبتلا رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ خود ہی غائب ہو جاؤ۔"

"لیکن صرف ڈاڑھی غائب ہوئی ہے۔ اور شائد مسوما مجھے ڈاڑھی کے بغیر بھی پہچان لے!"

"یونہی چھیل چھال کر نہیں چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ میک اَپ بھی ہو گا....!"

"میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں....!" جیمسن اُسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"تمہارے پاس بھی ایکس ٹو کے شناختی کارڈ موجود ہوں گے....!"

"ہاں.... ہیں تو.... لیکن تمہیں دکھائے نہیں گئے....!"

"پھر بھی میں کیسے یقین کرلوں کہ تم بھی مسوما ہی کے آدمی نہیں ہو....!"

"تم نے دیکھا.... کرنل بونارڈ نے اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر کہا "میں پہلے کہہ رہا تھا کہ یہ آدمی گھامڑ نہیں معلوم ہوتا....!"

جیمسن نے فخریہ انداز میں مسز بونارڈ کی طرف دیکھا اور وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی "چھلے ہوئے جیمو جھینگے لگتے ہو....!"

"کک.... کیا مطلب....!" جیمسن بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا....!

"کیوں....؟ کیوں....؟ کیا تکلیف ہے....!" کرنل بونارڈ نے حیرت سے کہا۔

”یہ قطعی غلط ہے کہ میرے ساتھی سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی....!“

”یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو....!“

”اُس کے علاوہ اور کوئی مجھے جیمبو جھینگا نہیں کہتا....!“

مسز بونارڈ ہنس پڑی اور جیمسن بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

”مجھے اپنے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ تمہیں بھی مخالف کیمپ کے آدمی کیوں نہ سمجھوں۔!“

”تم بھی اول درجے کے گھامڑ ہی نکلے.... اگر سمجھتے بھی تھے تو اس طرح اظہار نہ کرنا چاہئے تھا۔ لہذا اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ....!“

بوڑھے کی پتلون کی جیب سے عجیب وضع کا چھوٹا سا پستول نکل آیا۔ پھر شاید جیمسن نے خود کو بہت دلیر ثابت کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر قہقہہ لگانا چاہا تھا کہ پستول کی نال سے کسی سیال کی پھوار سی نکلی اور اُس کے حلق میں اترتی چلی گئی۔

”خار رر.... خاؤں....!“ وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر دوہرا ہوا۔ اور پھر پٹ سے فرش پر آرہا۔ اُس کے پورے جسم نے کسی مرتے ہوئے سانپ کی طرح لہریں سی لی تھیں اور بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔! کرنل اور مسز بونارڈ کے قہقہوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

ظفر الملک کی نیند کا سلسلہ بالآخر ٹوٹا تھا۔ لیکن جسم میں اتنی سکت بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ ہاتھ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھ سکتا۔ اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ سر بُری طرح گھوم رہا تھا۔ دو چار کراہیں بھی نکلی تھیں اور ایسا لگا تھا جیسے کوئی جھک کر اُس کا چہرہ دیکھ رہا ہو۔ پیشانی پر گرم گرم سانسیں بھی محسوس ہوئی تھیں....!

اُس نے پھر آنکھیں کھول دیں۔ وہ سفید لباس میں ایک سیاہ فام لڑکی تھی۔

”تت.... تم کون ہو....!“ ظفر کی زبان سے بمشکل نکل سکا۔

”گڈ....!“ وہ خوش ہو کر بولی۔ ”تو تمہیں ہوش آگیا۔“

”ہوش آگیا۔!“ اُس نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے دل میں دہرایا اور نچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

”کیا تم میری آواز سن سکتے ہو....!“

"سُن سکتا ہوں! تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔!"

"میں نرس ہوں.... اور یہ ہسپتال ہے....!"

"ہسپتال کیوں؟ میں نہیں سمجھا۔!" ظفر نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کی۔

"تم کیسے بیہوش ہوئے تھے....!"

"میں بیہوش نہیں ہوا تھا.... میں شائد غیر ارادی طور پر سو گیا تھا....!"

"کہاں سو گئے تھے....!"

"ایک جھونپڑے میں جہاں کھانا کھایا تھا۔!"

"لیکن تم تو ایک سڑک کے کنارے پڑے پائے گئے تھے۔ بذریعہ پولیس یہاں پہنچائے گئے ہو!"

"کہاں....؟ کس سڑک پر پایا گیا تھا....!"

"یہیں.... سٹی ڈرائیو پر....!"

"سٹی ڈرائیو! کس شہر کی بات کر رہے ہو....!"

"دارالسلام کی جناب۔!"

اس بار وہ بوکھلا کر اٹھ ہی بیٹھا.... نرس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "لیٹے رہو پولیس اسٹیشن فون کردوں.... انہوں نے کہا تھا کہ ہوش آتے ہی انہیں مطلع کر دیا جائے....!"

نرس چلی گئی اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا رہا.... تو وہ دارالسلام میں ہے! شاید کلیمنجارو کے قریب ہی والے ہسپتال میں؟ آخر کیوں؟ کیا وہ کھانا کھانے کے بعد سویا نہیں تھا۔ بیہوش ہوا تھا.... لیکن اُن لوگوں نے اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔ اُس عورت پورشیا نے تو شناسائی ظاہر کی تھی.... اُوہ.... جہنم میں جائے! لیکن اب وہ پولیس کو کیا بیان دے گا۔!"

تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر وہاں پہنچ گیا۔ اِس عرصے میں ظفر نے طے کر لیا تھا کہ اُسے کیا کہنا ہے۔ وہی رہزنوں والی کہانی۔ اُس نے آفیسر کو بتایا کہ وہ کلیمنجارو کے کمرہ نمبر ننانوے میں مقیم ہے اور بغرض سیاحت وارد ہوا ہے! ہوٹل سے نکل کر بس سڑک تک آیا تھا۔ کیونکہ اُس کی پسند کے برانڈ کے سگریٹ ہوٹل کے کاؤنٹر پر نہیں مل سکے تھے! بس پھر اُسے اتنا ہی یاد ہے کہ کسی نے پیچھے سے اُس کی گردن پکڑ کر گلا گھوٹنا شروع کر دیا تھا.... وہ بیہوش ہو گیا تھا شائد.... اور اب ہسپتال میں ہوش آیا ہے....!"

”لیکن آپ کی جیبیں خالی تھیں ....!“

”اوہ .... تو وہ میرا پرس بھی لے گئے۔ پچاس شلنگ کے دس نوٹ تھے اس میں۔“

”کاغذات کہاں ہیں۔“ آفیسر نے پوچھا۔

”وہ تو کمرے ہی میں چھوڑ گیا تھا۔!“

”کیا آپ ابھی میرے ساتھ ہوٹل تک چل سکیں گے ....!“

”کیوں نہیں! اتنی ناتوانی بھی محسوس نہیں کر رہا کہ وہاں تک نہ چل سکوں ....!“

وہ دونوں ہوٹل پہنچے تھے۔ ظفر نے کاؤنٹر سے کنجی حاصل کی تھی۔ ساتھ ہی کاؤنٹر کلرک نے اُسے ایک لفافہ بھی تھمادیا تھا۔

”یہ کیا ہے ....؟“ ظفر نے سوال کیا تھا۔

”آپ کے لئے کوئی دے گیا تھا جناب ....!“

پولیس آفیسر نے کمرے میں پہنچ کر اُس کے کاغذات چیک کئے اور تردد آمیز لہجے میں بولا ”سٹی ڈرائیو پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میری یادداشت میں آپ کا پہلا کیس ہے۔ بہر حال ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے نقصان کی تلافی ہو جائے اور مجرم اپنی سزا کو پہنچے۔!“

”بہت بہت شکریہ ....!“

آفیسر اُس کا تحریری بیان لے کر رخصت ہو گیا۔ پھر ظفر الملک نے کمرے کی طرف توجہ دی تھی۔ سب کچھ جوں کا توں موجود تھا۔ لیکن وہ الیکٹرونک بکس غائب تھے جن کے توسط سے اُس کی آواز کہیں اور پہنچتی رہی تھی ....!

اچانک اُسے وہ لفافہ یاد آیا جو کاؤنٹر کلرک سے ملا تھا۔ مضطربانہ انداز میں لفافہ جیب سے نکال کر چاک کیا۔ اس میں برآمد ہونے والے پرچے پر ایک فون نمبر تحریر تھا اور ہدایت کی گئی تھی کہ ہوٹل پہنچتے ہی اس نمبر پر رنگ کرے۔ لکھنے والے نے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ ظفر نے ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے نمبر بتائے اور کال کا منتظر رہا۔

”ہیلو ....!“ دوسری جانب سے مردانہ آواز آئی۔

”ظفر الملک۔!“

”اُوہ .... تو تم واپس آگئے .... وہیں ٹھہرو .... میں آ رہا ہوں .... دس منٹ میں پہنچ جاؤں

گا....!" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ظفر نے بُرا سا منہ بنایا تھا۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر آرام کرسی پر گر گیا۔ ذہن پر عجیب سی بے حسی طاری تھی۔ اپنے علاوہ اور کسی کا ہوش نہیں تھا۔ اتنی دیر میں ایک بار بھی تو جیمسن کا خیال نہیں آیا تھا۔

دس منٹ گذر گئے.... کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ...." اُس نے اونچی آواز میں کہا اور ایک سیاہ فام آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ لباس سے ذی حیثیت آدمی معلوم ہوتا تھا۔

ظفر نے اٹھ کر استقبال کیا۔ لیکن اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"میرا نام مسوما ہے۔" سیاہ فام نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ظفر نے ڈھیلے ڈھالے ہاتھ سے مصافحہ کیا اور دونوں بیٹھ گئے۔

"آپ کا ساتھی جیمسن کہاں ہے....!"

"جیمسن.... اُوہ....!" ظفر اُچھل پڑا...."ہاں.... وہ کہاں ہے.... شائد اپنے کمرے میں ہو گا۔!"

"اجی نہیں! وہ تین دن سے غائب ہے....!" مسوما بولا۔

"لیکن آپ اُسے کیا جانیں....!" ظفر نے حیرت سے کہا۔

مسوما نے ایکس ٹو والا کارڈ جیب سے نکالا۔ اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ظفر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ذہنی بے حسی یکلخت کافور ہو گئی۔

بلاشبہ یہ اُس کے چیف کی علامت تھی۔ لیکن اس طرح اس کا سامنے آجانا اُس کی سمجھ میں نہ آسکا اور پھر اُس سے قطعی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اُسے دارالسلام میں کسی ایجنٹ کو اس طرح شناخت کرنا پڑے گا!.... لسلی کارڈوبا کے لئے بھی کوڈ ورڈ مقرر کئے گئے تھے۔ ایکس ٹو کے شناختی کارڈ کو ذریعہ ملاقات نہیں بنایا گیا تھا۔

"یہ کیا ہے....؟" بالآخر اس نے مسوما کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"اب تکلفات کی ضرورت نہیں رہی....!"

"کیا مطلب....؟"

"تمہارے غائب ہو جانے کے بعد میں نے جیمسن سے بھی خود کو ظاہر کر دیا تھا۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تم آخر ہو کون....!"

"آہستہ بولو....!" مسومانے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اُسے بتانے لگا تھا کہ مواکازی کا جادو دیکھ کر کس طرح جیمسن پریشان ہوا تھا۔ پھر اُس کے غائب ہو جانے کے بعد لسلی کارڈوبا جیمسن کو اپنے ساتھ مسانی ویلیج لے گئی تھی اور پھر اُسے وہیں چھوڑ کر غائب ہو گئی۔ اور اب جیمسن کا بھی کہیں پتہ نہیں....!"

ظفر خاموشی سے سنتا رہا۔ اور بات ختم ہو جانے پر بھی خاموش ہی رہا۔

"تم کچھ بول نہیں رہے....!" مسومانے کہا۔

"مجھے پولیس کو فون کرنا چاہئے....!"

"کک.... کیوں.... نہیں.... کھیل بگڑ جائے گا۔!"

"کیسا کھیل....!" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"ہاں.... اور اسی لئے پولیس کو فون کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ایک منٹ۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا "پولیس سے کیا کہو گے۔!"

"یہی کہ ایک ایسا آدمی جسے میں نہیں جانتا۔ مجھ سے اُوٹ پٹانگ باتیں کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے تم انہی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے مجھ پر حملہ کر کے میرے پانچ سو شلنگ اُڑا لئے۔ پولیس نے بحالت بیہوشی مجھے ہسپتال پہنچایا تھا۔ ابھی ابھی انسپکٹر میرا تحریری بیان لے گیا ہے....!"

"تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ حملہ کہاں ہوا تھا تم پر....!"

"یہیں ہوٹل کے سامنے سڑک پر....!"

"تم کچھ بھول رہے ہو....!"

"کیا بھول رہا ہوں....!"

"یہی کہ تم کسی سڑک پر نہیں گھیرے گئے تھے! بلکہ تم پر حملہ لسلی کارڈوبا کے کمرے میں ہوا تھا۔!"

"کہاں کی ہانک رہے ہو۔ میں کسی لسلی کارڈوبا کو نہیں جانتا۔!"

مسوما بے بسی سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ تمہارے ساتھی جیمسن نے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ ایکس ٹو کا آدمی ہے....!"

"تم سچ مچ بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتے ہو۔!" ظفر حقارت آمیز ہنسی کے ساتھ بولا۔

"جہنم میں جائے....!" مسوما بھنا کر بولا "مجھے کیا۔ میں رپورٹ دے دوں گا کہ تم تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہو....!"

"کس سلسلے میں تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہوں....!"

مسوما جواب دیئے بغیر اٹھ کر کھڑا ہوا۔ پھر نہ تو اُس نے رخصتی مصافحہ کیا تھا اور نہ کچھ کہا ہی تھا۔ دروازہ کھول کر نکلا چلا گیا....!

پیشانی پر کسی قسم کا دباؤ محسوس ہوا تھا۔ اور جیمسن نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ کرنل بونارڈ کا ملازم ڈاڑھی والا نیگرو اُس کی پیشانی پر اس طرح ہاتھ رکھے جھکا ہوا تھا جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ بخار اب بھی ہے یا اُتر گیا....!

"کیا بات ہے....!" جیمسن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔!

"کب تک سوئے رہو گے....!"

"تم سے مطلب.... دفع ہو جاؤ یہاں سے....!"

"اتنی گرمی کیوں دکھا رہے ہو۔!"

"خط استواء کے قریب اور کیا ہو گا۔!"

"میں تمہیں جگانے آیا ہوں۔ جغرافیہ پڑھنے نہیں آیا....!"

"جگا چکے ہو تو اَب چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"مبارکباد بھی نہ دوں...." نیگرو نے حیرت سے پوچھا۔

"کیسی مبارکباد....؟"

"میرے ہی جیسے ہو گئے ہو۔!"

"تمہارے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے۔ چلے جاؤ یہاں سے....!

"ذرا چادر سے اپنے ہاتھ تو نکال کر دیکھو....!"

جیمسن نے غیر ارادی طور پر اپنے ہاتھ چادر کے نیچے سے نکالے اور چیخ مار کر اُچھل پڑا.... کالے کالے افریقی ہاتھ....؟ دوسری چھلانگ بستر سے نیچے لے آئی۔ پیر بھی ویسے ہی سیاہ نظر آئے۔ نیگرو بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔ بدقت ہنسی پر قابو پا کر بولا۔"اب آئینہ دیکھو اور بے ہوش ہو جاؤ۔!"

اُس نے ملبوسات کی الماری کی طرف ہاتھ اٹھایا تھا جس پر قد آدم آئینہ لگا ہوا تھا۔!

جیمسن بوکھلا کر اُس طرف گھوما اور سچ مچ گرتے گرتے بچا۔ سر بُری طرح چکرایا تھا۔ کیونکہ آئینے میں کسی سیاہ فام افریقی کی شکل دکھائی دی تھی۔ خود اُس کی اپنی تو نہیں تھی۔!

تو اُسے بیہوش کر کے یہ کاروائی عمل میں لائی گئی تھی۔ سختی سے مٹھیاں بھینچ کر وہ نیگرو کی طرف پلٹا۔

"اِسے میری صحبت کا اثر نہ سمجھنا۔" نیگرو ہنس کر بولا۔"کرنل ایک باکمال آرٹسٹ ہیں۔!"

جیمسن نے انگلی میں تھوک لگایا اور کلائی پر ایک جگہ رگڑنا شروع کر دیا۔ لیکن لاحاصل۔ اُس کالونچ کا کچھ بھی تو نہیں بگڑا تھا۔!

"مم.... میں کرنل کو گولی مار دوں گا۔!" جیمسن دانت پیس کر بولا۔

"کہاں جاؤ گے.... ہم دونوں بے یار و مددگار رہ گئے ہیں۔" نیگرو نے مایوسی سے کہا۔

"کک.... کیا مطلب....؟"

"کرنل اور بیگم دونوں غائب ہو گئے۔!" نیگرو نے کہا۔

"کہاں غائب ہو گئے....!"

"میں کیا جانوں! مجھے عارضی طور پر ملازم رکھا تھا۔ تمہارا یہ حلیہ بنایا اور غائب ہو گئے۔ یہ مکان کرائے پر حاصل کیا تھا۔ میری لاعلمی میں نکل گئے۔ اُن کا سامان بھی غائب ہے....!"

"تو پھر.... اَب تم کیا کرو گے....!"

"میں بھی چپ چاپ کسی طرف کھسک جاؤں گا! ورنہ ہو سکتا ہے کہ کسی مصیبت میں پڑ جائیں۔"

"پھر میرا کیا ہو گا....؟"

"تم خود سوچو....!"

"اچھاذرا یہ تو بتاؤ کہ تم اُن کے فرار کا علم ہو جانے کے بعد بھی کیوں رکے رہے۔!"

"تمہارے لئے.... اگر میری عدم موجودگی میں تمہیں ہوش آتا تو تم پاگل ہو جاتے۔"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہیں مجھ سے ہمدردی ہے....!"

"یہی سمجھ لو....!"

"تو پھر اَب تم میرے لئے کچھ سوچو بھی۔ کیونکہ مجھے سواحلی نہیں آتی۔ اور یہاں کسی کالے آدمی سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان نہ بول سکتا ہو....!"

"امریکی نیگرو بن جانا.... اور صرف انگلش بولنا۔ ویسے بھی خدوخال کے اعتبار سے اصیل نیگرو نہیں لگتے۔ دوغلے معلوم ہوتے ہو۔!"

"یہ اچھی بات سجھائی....!"

"یہ بھی نہ سوجھتی تو گونگے ہر قوم اور ملک میں پائے جاتے ہیں۔!"

"لیکن گونگے گالیاں تو نہیں دے سکتے...." جیمسن دانت پیس کر بولا "سنو اصیل نیگرو۔ میں اتنا گھامڑ نہیں ہوں۔ جتنا تم لوگ سمجھتے ہو۔ وہ حضرت مجھے بیہوش کئے بغیر سیاہ فام نہیں بنا سکتے تھے۔ مر جاتا کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاتا لیکن اس حلئے میں زندگی بسر کرنے پر کبھی آمادہ نہ ہوتا....!"

نیگرو کا منہ حیرت سے کھل گیا۔!

"میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر تمہارے ساتھ جولیانا فٹنر واٹر نہ ہوتی تو شائد نہ پہچان سکتا! کیا تم نوبل جوزف مگونڈا نہیں ہو....!"

"خدا کی پناہ....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "باس کا خیال یہی تھا کہ تم جولیا ہی کی وجہ سے ہمیں پہچان چکے ہو۔ لیکن میں اُن سے متفق نہیں تھا۔!"

"کرنل کی بات کر رہے ہو....!"

جوزف نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"جولیانا اپنی چال کو مستقل طور پر بدلے رکھ سکتی ہے اور نہ آواز کو! محض اُسی کی وجہ سے

پہچانے گئے ہو۔"

"لیکن یہ حقیقت ہے مسٹر کہ ہم دونوں یہاں تنہا رہ گئے ہیں۔!"

"وہ دونوں کہاں ہیں....!"

"میں نہیں جانتا۔ لیکن ہمیں اُن ہدایات پر عمل کرنا ہے جو باس کی طرف سے ملی ہیں۔"

"کیا کرنا ہے....!"

"فکر نہ کرو.... بتدریج بتاؤں گا۔ فی الحال نکل چلو یہاں سے۔!"

"تم لوگ یہاں کب آئے تھے....!"

"ایک ماہ پہلے کی بات ہے....!" جوزف نے کہا۔

"تمہارے میک اَپ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تم تو ہو ہی کلوٹے....!"

"مائی ڈیئر مسٹر جیمسن.... یہ میرا ملک ہے.... یہیں دارالسلام میں نہ جانے کتنے شناسا موجود ہیں....!"

"رِفٹ ویلی کے جنگلات کا کیا قصہ ہے....!"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ اب نکل بھی چلو....!"

"میرے باس کا کوئی سراغ ملا یا نہیں....!"

"اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا....!"

"تم تینوں کے علاوہ اور کون کون ہے؟"

"کچھ پتا نہیں ہے مسٹر جیمسن! تمہیں بھی مسانی ویلیج ہی میں دیکھا تھا! اس سے پہلے اس کا وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ تم یہاں ہو گے۔ باس بہت محتاط ہیں۔!"

"مسانی ویلیج کیسے جا پہنچے تھے۔!"

"یہ بھی باس ہی جانیں۔ میں بالکل لاعلم ہوں.... چلو.... اٹھو۔!"

"بھوک لگ رہی ہے....!"

"کہیں کھالیں گے.... یہاں سے تو نکلو....!"

"میں تمہیں بے حد چاق وچوبند دیکھ رہا ہوں....!"

"اپنی آب و ہوا میں پہنچ گیا ہوں نا.... مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اتنے برسوں سوتا رہا

ہوں۔اب آنکھ کھلی ہے....!"

"اور تمہاری اس نیند کے دوران میں وہ سب بوڑھی ہو گئی ہوں گی....!"

"کون سب....؟"

"جن سے آنکھ مچولیاں ہوتی تھیں جوانی میں....!"

جوزف نے دانت تو نکال دیئے تھے لیکن آنکھوں میں عجیب سی اُداسی نظر آنے لگی تھی۔!

"تم سچ مچ باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اوہ.... میرا کیمرہ کہاں گیا۔" جیمسن چونک کر بولا۔

"موجود ہے.... لیکن اَب تم اسے شانے پر نہیں لٹکاؤ گے۔ تھیلے میں ڈالے رکھو گے جس حیثیت میں اَب رہنا ہے اُس کے لئے مناسب نہ ہوگا۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنے اپنے تھیلے کاندھوں پر لادے باہر نکل رہے تھے! جیمسن نے پھر سوال کیا تھا کہ جانا کہاں ہے....!

"کیا بتاؤں.... تم یہاں کی جگہوں کے نام تو جانتے نہیں۔ پھر کیا سمجھو گے۔ بس چلتے رہو! سڑک پر پہنچ کر بس ملے گی اور جہاں جانا ہے وہاں پہنچا دے گی....!"

"اور مجھے کسی گونگے کا رول ادا کرنا ہوگا۔!"

"یہی مناسب ہے۔!"

"اُردو میں گالیاں تو چلیں گی ہی.... صرف تم ہی سمجھ سکو گے۔!"

"اِس وہم میں نہ رہنا.... تم بازاروں میں اُردو بھی سن سکو گے.... جنوب مشرق ایشیا کی نسلیں یہاں بھی آباد ہیں اور انہوں نے آپس میں اپنی زبان کو بھی زندہ رکھا ہے لہذا کسی مجمعے میں محتاط رہنا۔!"

جیمسن منہ بنا کر خاموش ہو رہا.... وہ بس میں بیٹھے تھے اور کچھ دیر بعد ایک جگہ اتر گئے تھے! تپلی تپلی گلیوں میں گذرتے ہوئے ایک مکان کے دروازے پر رُکے اور جوزف نے آگے بڑھ کر کنڈی کھٹکائی۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھولا۔

ایک زرد فام آدمی سامنے کھڑا نظر آیا۔ جوزف نے سواحلی میں اُس سے کچھ کہا تھا اور وہ واپس چلا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر پلٹا اور انہیں اپنے ساتھ اندر لے گیا!۔

اور اندر پہنچ کر جیمسن کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب شائد وہ کسی مفلس آدمی کے مکان میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ایسا سازو سامان نظر آیا کہ زمانہ قدیم کے شاہی محلات کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ گلی میں کھڑے ہو کر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس سالخوردہ دروازے کے پیچھے تزک و احتشام کے ایسے ہوشربا مناظر ہونگے۔

زرد فام آدمی انہیں ایک بہت بڑے کمرے میں لے آیا۔ اسے ہال ہی کہنا زیادہ مناسب تھا! اور یہاں نشستوں میں کچھ ایسا اہتمام نظر آیا جیسے اس ہال کو دربارِ خاص کی حیثیت حاصل ہو۔

سامنے اسٹیج پر ایک زرنگار کرسی پر جو شخص بیٹھا نظر آیا اُس نے جیمسن کے مزید ہوش اڑا دیئے.... یہ سیاہ فام جادوگر مواکازی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جوزف کو احتراماً جھکتے دیکھ کر جیمسن کو بھی خم ہونا پڑا۔

مواکازی نے سواحلی میں کچھ کہا تھا! جوزف نے جواب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ جیمسن کو ایسا ہی لگا تھا جیسے وہ بہت زیادہ مرعوب ہو کر عاجزانہ گفتگو کر رہا ہو۔ سوال و جواب ہوتے رہے تھے۔ پھر مواکازی اٹھ کر چلا گیا۔ بائیں جانب کے ایک دروازے میں داخل ہوا تھا!

زرد فام جو ہال کے دروازے ہی پر ٹھہرا رہا تھا آگے بڑھا اور جوزف سے کچھ کہہ کر پھر دروازے ہی کی طرف مڑ گیا۔ اب یہ دونوں اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ بالآخر ایک اور کمرے میں پہنچے اور زرد فام انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا!

جوزف چند لمحے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر مڑا اور دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔ جیمسن نے شائد کچھ کہنا چاہا تھا لیکن جوزف نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر تھیلے سے کاغذ اور قلم نکال کر لکھنے لگا "محتاط رہو، تم یہاں ایک گونگے کی حیثیت سے قیام کرو گے۔ کسی مرحلے پر بھی یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ تم گونگے نہیں ہو۔ ورنہ مارے جاؤ گے.... یہ باس کا حکم ہے....!"

جیمسن نے اُس کے ہاتھ سے قلم لے کر لکھا۔ "میں اس شخص کو پہچانتا ہوں۔ یہی جادوگر مواکازی ہے۔"

جواب میں جوزف لکھنے لگا۔! "کوئی بھی ہو! مجھے اس سے سروکار نہیں۔ تم سے جو کہا گیا ہے اس کا خیال رکھنا! میں تھوڑی دیر بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر آئندہ تمہارے لئے کوئی اور تجویز

ہوئی تو وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے گی۔

جیمسن نے طویل سانس لی اور جوزف نے وہ پرچہ چاک کر کے اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔

ظفر الملک نے تو گویا گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ کمرے سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ در جنوں بار جیمسن سے اُس کے کمرے میں فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔ لیکن جواب نہیں ملا تھا۔ بار بار کاؤنٹر کلرک سے رابطہ قائم کر کے استفسار کرتا۔ لیکن وہاں سے صرف ایک ہی جواب ملتا ”کنجی اب بھی کاؤنٹر ہی پر ہے۔ جیمسن واپس نہیں آیا۔!“

مسوما سے گفتگو ہونے کے بعد سے الجھن اور بڑھ گئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ آخر مقصد کیا تھا کہ وہ بچوں کی طرح انگلی پکڑ کر چلتا لیکن کچھ کرنے سے قبل کم از کم یہ تو معلوم ہی ہونا چاہئے کہ کرنا کیا ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا۔

”آپریٹر جناب“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”کیا بات ہے۔؟“

”آپ کے لئے موانزا سے کال ہو رہی ہے۔ ہولڈ آن کیجئے۔!“

”اچھا....!“ ظفر نے کہا اور سوچ میں پڑ گیا۔ موانزا سے کون کال کر رہا ہے۔ موانزا وکٹوریہ جھیل کا ایک ساحلی شہر تھا۔

”ہلو.... ظفر الملک....!“ تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی۔

”ظفر الملک ہی ہے....!“

”میں پورشیا بول رہی ہوں....!“

”اوہ.... یہ تم نے کیا کیا۔ آخر اس کا مقصد۔!“

”فی الحال مقصد بتانا میرے بس سے باہر ہے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میں ایکس ٹو کی ایک ایجنٹ ہوں۔ مسوما نامی ایک آدمی تم سے ملے گا اُس سے تعاون کرو۔ اپنا ہی آدمی ہے۔!“

"وہ تو مل بھی چکا اور میں نے اُسے فراڈ سمجھ کر بھگا دیا۔"

"وہ فراڈ نہیں ہے۔ اپنا ہی آدمی ہے۔ تمہیں اُس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ میرے سیکرٹری جیمسن کے غائب ہو جانے میں اُسی کا ہاتھ ہے۔!"

"تمہارا خیال غلط ہے۔ تمہارے ساتھی اور اُس عورت کی تلاش جاری ہے....!"

"میں نہیں جانتا کہ اب مسوما کہاں ملے گا۔؟"

"زنجبار گیسٹ ہاؤز...زاناکی اسٹریٹ کمرہ نمبر گیارہ.... فون نمبر ڈائرکٹری میں دیکھ لو۔!"

"اچھی بات ہے....!"

"میں فون ہی پر تم سے رابطہ رکھوں گی۔!"

"اگر مجھے کسی ضرورت کے تحت تمہیں کال کرنا پڑے تو کیا کروں۔!"

"مسوما ہی سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ فوراً اس سے رابطہ قائم کرو....!"

"بہت بہتر....!"

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ظفر نے ریسیور رکھ کر ٹیلی فون ڈائرکٹری اٹھائی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ زنجبار گیسٹ ہاؤز کا نمبر تلاش کرکے اُس نے مسوما سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد اُس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"غلط فہمی رفع ہو گئی ہے۔" ظفر نے کہا "اپنے رویے پر نادم ہوں۔!"

"اوہ.... کوئی بات نہیں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی "ہر معاملے میں اسی طرح محتاط رہنا چاہئے۔!"

"تو پھر اب کیا کہتے ہو....!"

"تھوڑی دیر بعد پھر پہنچ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

ظفرالملک نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شائد اُس سے جلد بازی سرزد ہوئی ہے۔ پورشیا سے گفتگو ہونے کے بعد فوراً ہی مسوما سے رابطہ قائم نہ کرنا چاہئے تھا.... یہ پورشیا.... سنگل.... ٹن.... آخر اُس نے آکسفورڈ والی ہوائی چھوڑنے کی بجائے اُسی وقت کھل کر بات کیوں نہیں کی تھی۔ ظفر ایک بار پھر اپنی یادداشت پر زور دینے لگا۔ لسلی کارڈوبا کے کمرے میں اُس پر حملہ ہوا.... اُس کے بعد بلیک آؤٹ.... پھر ایک ویرانے میں ہوش آیا۔

وہاں سے پورشیا سنگلٹن کے ہتھے چڑھا.... دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر غائب.... پھر وہی بلیک آؤٹ.... نیند کا سلسلہ ٹوٹا تو دارالسلام کا ایک ہسپتال تھا۔ آخر چکر کیا ہے وہ خود ایک کارکن ہے.... کھیل کے میدان کی گیند نہیں ہے۔ یہ کس قسم کے رول کی ادائیگی ایکس ٹو نے اُس کے سر منڈھ دی ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی پھیر ضرور ہے پورشیا سنگلٹن.... مسوما.... خیر دیکھا جائے گا۔ اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور اٹھ کر لباس تبدیل کرنے لگا۔

پندرہ بیس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"یس.... کم اِن...." ظفر نے اونچی آواز میں کہا۔

مسوما دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا.... ظفر نے خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔ اس پر مسوما نے حیرت بھی نہیں ظاہر کی تھی۔ گویا اُس کے تئیں سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا۔

"میں جیمسن کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔" مسوما نے بیٹھتے ہی کہا۔

"اگر تمہارا بیان درست تھا تو مجھے بھی تشویش ہی ہونی چاہئے۔!"

"یقین کرو.... وہ لسلی کارڈوبا کے ساتھ مسانی ویلیج گیا تھا۔"

"حالانکہ میری عدم موجودگی میں اُسے لسلی سے دور ہی رہنا چاہئے تھا؟"

"میں نے ہی اُسے مشورہ دیا تھا....!"

"تم نے ایسا مشورہ کیوں دیا تھا۔!"

"اس لئے کہ وہ اصل لسلی کارڈوبا نہیں تھی....!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"میری غفلت کی بناء پر وہ غائب کر دی گئی اور اُس کی جگہ دوسری عورت نے لے لی۔!"

"وہی عورت جس سے میری ملاقات ہوئی تھی۔" ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں وہی....!"

"اور جیمسن اُسی کے ساتھ گیا تھا۔"

"میں یہی کہہ رہا تھا۔"

"یہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ وہ اصل عورت نہیں ہے۔ تم نے اُسے اُس کے ساتھ جانے کا مشورہ کیوں دیا۔"

"ظاہر ہے کہ میں اُن لوگوں تک پہنچنا چاہتا تھا جو اصل عورت کو غائب کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔!"

"پھر یہ کیسی نگرانی تھی کہ وہ دونوں بھی غائب ہو گئے اور تمہیں اس کا بھی علم نہ ہو سکا۔"

"میری بد قسمتی اور کیا کہوں۔۔۔۔!"

"طریقہ کار کیا تھا۔" ظفر نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"بس طریق کار ہی میں تو خامی رہ گئی۔!"

"پہلی غلطی کے بعد بھی طریق کار میں خامی۔۔۔۔!"

"بس میرے ماتحت ناکارہ ہیں۔ کم از کم تین افراد کو اُن کی نگرانی پر مقرر کرنا چاہئے تھا۔ لیکن انہوں نے صرف ایک سے کام نکالنے کی کوشش کی۔"

"یہ سب کچھ مجھے بے حد مضحکہ خیز لگ رہا ہے مسٹر مسوما۔!"

"پہلے میری پوری بات سُن لو۔۔۔۔ پھر اظہار خیال کرنا۔"

"میں سن رہا ہوں۔!"

"میں نے جیمسن کے بارے میں مزید وضاحت نہیں کی تھی۔ دراصل وہ عورت اُسے مسانی ویلیج لے گئی تھی اور اُسے ہی جل دیکر وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ میرا آدمی بھی اُس پر نظر نہ رکھ سکا۔ جیمسن واپس آیا تھا اور میں نے اُسے مشورہ دیا تھا کہ وہ کلیمنجارو میں اپنے ہی کمرے میں قیام کرے۔ لیکن وہ اس پر تیار نہ ہوا۔ بہر حال اُس نے جو وجہ بتائی تھی اُس نے مجھے چکرا کر رکھ دیا۔!"

"کیا وجہ بتائی تھی۔!"

"نقلی لسلی کارڈوبا نے اُسے بتادیا تھا کہ تم کس طرح غائب ہوئے تھے۔!"

"یعنی کہ۔!" ظفر ہکلا کر رہ گیا۔

"ہاں اُس نے بتایا تھا کہ اُس وقت تم اُسی کے کمرے میں تھے جب تین آدمی اندر گھس آئے۔ تینوں مسلح تھے۔ انہوں نے تمہیں بیہوش کر کے لانڈری کی ٹرالی میں ڈالا اور نکال لے گئے۔!"

"حیرت ہے۔ آخر اُس نے یہ کیوں بتادیا۔ جبکہ وہ تینوں اُسی کے ساتھی تھے! اُس نے تو انہیں اپنے لئے اجنبی ظاہر کیا تھا۔ بہر حال جب میں نے اپنے کمرے کی پیش کش کی۔ اس پر وہ تیار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر سرے سے کلیمنجارو تک پہنچا ہی نہیں۔!"

"یہ وقوعہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔!"

"کیا تم دونوں کے علاوہ بھی تم میں سے اور کوئی یہاں ہو سکتا ہے۔" مسوما نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے....!"

"تب پھر جیمسن بھی آخر کار انہی لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا جو لسلی کو لے گئے تھے۔"

ظفر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "حقیقت یہ ہے مسٹر مسوما کہ مجھے اپنے یہاں آنے کے مقصد تک سے آگاہی نہیں ہے۔ بس لسلی کارڈوبا سے ملنا تھا۔ اصل بات وہی بتاتی۔ لیکن تمہارے بیان کے مطابق وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی تھی۔ لہذا پھر نقلی عورت کیا بتاتی....!"

"بہر حال۔!" مسوما ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا۔ میں وہ کام نہ کر سکا۔ یعنی اصل عورت کی نگرانی اور تحفظ۔"

"بس تو پھر اَب مجھے واپس چلا جانا چاہئے۔ کیونکہ اصل معاملے سے تم بھی واقف نہیں ہو!"

"کیا جیمسن کی بازیابی سے قبل ہی چلے جاؤ گے۔"

"اگر انہوں نے اسے مار ڈالا ہوگا تو بازیابی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"میں اس حد تک مایوس نہیں ہوں....!"

"مایوس نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ....!"

"نہ وہ لسلی کارڈوبا سے کچھ معلوم کر سکے ہوں گے اور نہ جیمسن سے۔!"

"جیمسن تو خیر کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔!" ظفر نے کہا۔ "لیکن لسلی کے بارے میں وثوق سے کیا کہا جا سکتا ہے۔ ویسے کیا تم لسلی کے مشن سے واقف ہو....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"وہ کون تھی اور کہاں سے آئی تھی۔"

"مائی ڈیئر سر! میں کیا جانوں۔ مجھ سے تو صرف اُس کی نگرانی کرنے کو کہا گیا تھا۔!"

"کس نے کہا تھا۔!"

"ظاہر ہے کہ ایکس ٹو ہی کی طرف سے ہدایات ملی تھیں۔"

"براہِ راست" ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”نہیں....ایک درمیانی آدمی ہے....!“

”میں اُسی درمیانی آدمی کا پتا چاہتا ہوں۔!“

”وہ کوئی عورت ہے انگریز.... موانزا سے اُس کی کالیں آتی ہیں۔“ مسوما نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

ظفر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پورشیا کی کال موانزا ہی سے آئی تھی۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”کیا موانزا سیرینگٹی نیشنل پارک کے قریب ہی کا کوئی مقام ہے....!“

”نہیں خاصے فاصلے پر ہے....!“

”کیا سیرینگٹی پارک کے قریب کوئی زرعی پروجیکٹ بھی چل رہا ہے۔!“

”ہوسکتا ہے۔ چل رہا ہو۔ آزادی کے بعد سے تو پروجیکٹوں کی بھرمار ہوگئی ہے۔ ہر جگہ ایک نہ ایک موجود ہے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا سروکار۔!“

”کیا تم اُس عورت کے نام سے واقف ہو۔!“ ظفر نے اُس کے استفسار کو نظر انداز کر کے پوچھا۔!

”نہیں! وہ صرف ایکس ٹو کے حوالے سے بات کرتی ہے۔!“

”بہر حال ہماری اتنی دیر کی گفتگو لاحاصل رہی۔!“

”میرا بھی یہی خیال ہے....!“ مسوما بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”نہ تمہیں اصل معاملات کی خبر ہے اور نہ مجھے....!“

”خیر.... کیا پیؤ گے....!“ ظفر نے پوچھا۔

”کونیاگی منگوالو۔“

”کونیاک....!“

”نہیں! وہ تو امریکی ہے۔ دراصل ہم نے جن کو کونیاگی کا نام دیا ہے!“

”اوہ.... اچھا....!“

ظفر نے روم سروس کو رنگ کر کے کونیاگی طلب کی تھی۔ مسوما نے اُس سے پوچھا ”تم نے ڈوڈوما بھی چکھی یا نہیں۔!“

”میں نے تو نام بھی نہیں سُنا۔!“

"ہماری بہترین وائن جس کا نام اپنے ایک بڑے جدید شہر کے نام پر رکھا ہے۔!"

"میں وائن نہیں استعمال کرتا۔ کبھی کبھی لیکر یا بیئر لے لیتا ہوں۔"

مسوما کچھ نہ بولا۔ وہ اچانک کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ ہیئت کذائی سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔ بھنویں سکڑ گئی تھیں۔ آنکھیں بھنچی ہوئی تھیں اور پیشانی پر تین عدد موٹی موٹی سلوٹیں دکھائی دے رہی تھیں۔

روم سروس کے ویٹر کی آمد تک یہی کیفیت رہی۔

لیکن جیسے ہی بوتل سے گلاسوں میں انڈیلی گئی۔ پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں اور وہ پُر جوش انداز میں بولا "اگر جیمسن وہاں بھی نہ ملا تو پھر.... تو پھر....!"

"تو پھر" کی تکرار کے ساتھ ہی نہ صرف آواز ڈھیلی پڑ گئی تھی بلکہ جملہ بھی ادھورا رہ گیا تھا۔!

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" ظفر اُسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے ایک جگہ پر اُن لوگوں کی کمین گاہ ہونے کا شبہ ہے....!"

"اور تمہارا خیال ہے کہ جیمسن وہیں ہو گا۔!"

"کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔!"

"ابھی تک کا ریکارڈ تو سعی رائیگاں ہی کی تفسیر نظر آتا ہے۔!"

"یار میری توہین نہ کرو۔" مسوما ایک بڑا سا گھونٹ لے کر بولا۔ "ابھی تک ذاتی طور پر میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اپنے نالائق ماتحتوں کو آزماتا رہا ہوں۔ اب خود ہی سب کچھ دیکھوں گا۔"

"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔!"

مسوما چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کیوں نہ دونوں مل کر کام کریں۔ اس طرح شائد بہتر نتائج بر آمد ہو سکیں۔!"

"مگر کام کی نوعیت تو معلوم ہو۔"

"فی الحال جیمسن کی بازیابی۔!"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ میں تیار ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ ایک اجنبی دیس میں پھنس گیا ہوں۔ باہر نکلوں بھی تو کدھر جاؤں۔!"

"اسی لئے میں نے یہ مشورہ پیش کیا ہے۔ لہذا اب بوتل میں کاک لگاؤ.... اور میرے ساتھ چلو۔!"

"چلو....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔

جوزف اُسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جیمسن شام تک پڑا سوتا رہا۔ پھر کسی نے اُسے جھنجھوڑ کر جگایا تھا۔ سوتے وقت اُس نے دروازہ اندر سے بولٹ نہیں کیا تھا۔

بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ جگانے والا وہی زرد فام دوغلا افریقی تھا۔ جس نے انکی آمد پر عمارت کا دروازہ کھولا تھا۔ اُس نے کہیں چلنے کا اشارہ کیا۔ اور جیمسن ہڑبڑا کر بستر سے کود پڑا۔

زرد فام اُسے ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں کھجور کی چٹائی کا فرش تھا۔ اور پندرہ بیس سیاہ فام آدمی بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔ زرد فام نے اُسے بھی ایک طرف بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اُس کے سامنے بھی قہوہ کی پیالی رکھ دی گئی۔ زرد فام تو اُسے وہاں چھوڑ کر پہلے ہی جا چکا تھا۔ اور اس دوران میں جیمسن نے اندازہ لگایا تھا کہ وہاں موجود سارے ہی افریقی گونگے ہیں۔ وہ سب اشاروں میں ایک دوسرے سے باتیں کررہے تھے۔ کبھی کبھی جیمسن کو بھی گھورنے لگتے۔ قہوہ لذیذ تھا۔ مسالوں کی خوشبو سے روح تک معطر ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ ننھی ننھی چسکیاں لیتا رہا۔

پھر اچانک وہاں سناٹا چھا گیا۔ گونگوں کے حلق سے نکلنے والی بے ہنگم آوازیں تھم گئیں اور وہ سب داخلے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ جیمسن بھی مڑا اور سناٹے میں رہ گیا۔

بے حد حسین چہرہ تھا۔ آنکھیں تو قیامت تھیں۔ ہونٹوں کی بناوٹ پر مسلسل مسکراہٹ کا دھوکا ہوتا تھا۔ سفید فام لڑکی تھی۔ عمر بیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ وہ اٹھلاتی ہوئی چال کے ساتھ جیمسن کے قریب پہنچی تھی اور اُسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ جیمسن بوکھلا گیا۔ لیکن اُسے بہر حال یاد تھا کہ وہ گونگا ہے۔ جب سے گونگا بنا تھا بار بار خود کو یاد دلاتا رہتا تھا کہ وہ گونگا

ہے۔ لڑکی کی مترنم آواز کمرے میں گونجی۔ وہ اُس سے کہہ رہی تھی۔ "ہو تو دوغلے ہی۔ لیکن تم میں جنوبی ایشیا کی کسی نسل کا میل معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کیا میرا خیال غلط ہے۔؟"

"نہیں جانِ من!" وہ بے اختیار کہنے ہی والا تھا کہ ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ وہ تو گونگا ہے۔ زبان جس پوزیشن میں تھی اُسی میں رہ گئی۔ لیکن اُس نے ہاتھ نچا کر اشارے سے یہ ضرور پوچھ لیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"پیدائشی گونگے ہو۔" اُس نے پوچھا۔ اور جیمسن ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے اُس کی شکل دیکھتا رہا۔ ویسے یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کہیں پہچان تو نہیں لیا گیا۔

"چلو اٹھو، میرے ساتھ۔!" وہ پھر بولی۔

لیکن جیمسن کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اُدھر نہ جانے کیوں دوسرے گونگوں نے حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنسنا شروع کر دیا۔ جیمسن پر مزید بد حواسی طاری ہوئی لیکن وہ خود کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے برابر کوشاں رہا۔

جب لڑکی نے اٹھنے کا اشارہ کیا تو بڑی سعادت مندی سے اٹھ گیا۔

پھر اُس نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔ اُس نے چپ چاپ تعمیل کی۔ ٹھیک اُسی وقت کسی گونگے نے جل کر بھوں بھوں رونا شروع کر دیا تھا۔ اور جیمسن نے بڑی مشکل سے اپنے اُس قہقہے کا گلا گھونٹا تھا جو سینے کی گہرائیوں سے ہونٹوں تک آنے کے لئے مچل رہا تھا۔!

لڑکی عمارت سے گلی میں نکل آئی۔ جیمسن اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ مڑ مڑ کر اُسے اشارہ کئے جا رہی تھی کہ اسی طرح چلتا رہے....!

گلی سے نکل کر وہ سڑک پر پہنچے تھے۔ یہاں ایک جگہ ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔ جیمسن بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ ایک پل کے لئے بھی اپنی موجودہ حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گاڑی کے قریب رُک کر لڑکی نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن جیمسن ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے کھڑا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس کی سمجھ ہی میں نہ آیا ہو کہ لڑکی کیا چاہتی ہے۔ بالآخر لڑکی نے خود ہی دروازہ کھولا تھا اور اشارہ کیا تھا کہ وہ اندر بیٹھ جائے۔ خوفزدہ انداز میں جیمسن نے تعمیل کی تھی۔

لڑکی اب اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھی اور گاڑی حرکت میں آگئی۔ جیمسن نے طویل سانس لے کر آنکھیں بند کرلیں۔ اب پتا نہیں کیا ہونے والا تھا۔ وہ اُسے کہاں لے جارہی تھی؟ اور وہ اُس عمارت میں گونگوں کی بھیڑ کیسی تھی؟ کیا یہ سب گونگے کسی خاص مقصد کے تحت اکٹھا کئے گئے ہیں۔ مواکازی کی حیثیت اُس پر اظہر من الشمس تھی.... تو کیا.... وہ نیگرو جوزف نہیں تھا جس نے اُسے مواکازی کے ٹھکانے تک پہنچایا تھا۔؟ اُلجھن بڑھتی رہی اُس نے مڑ کر دیکھا۔ سڑک دور تک سنسان پڑی تھی۔ اگر وہ نیگرو جوزف نہیں تھا تو کرنل بھی فراڈ اور وہ عورت بھی جسے وہ جولیانافٹنر واٹر سمجھا تھا۔

دفعتاً گاڑی جدید طرز کی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور رُک گئی لڑکی نے مڑ کر اُسے نیچے اُترنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ بے بسی سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ اُسے دروازہ کھولنا نہیں آتا۔ لڑکی بُرا سامنہ بنا کر خود اٹھی اور اس کے لئے دروازہ کھولا۔

پھر وہ اُسے عمارت کے اندر لائی تھی۔ یہ اسپتال تھا۔ جیمسن کے کان کھڑے ہوئے کیا اس کا طبی معائنہ کیا جائے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پول کھل جائے گی۔ کیونکہ کم از کم قمیض تو اتارنی ہی پڑے گی.... اور ادھر اس کالے میک اپ کا یہ حال تھا کہ صرف وہی حصے رنگ کئے گئے تھے جو لباس سے باہر تھے بقیہ جسم کی رنگت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

اتنے میں اُس نے لڑکی کو ایک ڈاکٹر سے گفتگو کرتے دیکھا اور کان اُدھر ہی لگا دیئے۔ ڈاکٹر بھی سفید فام ہی تھا۔ لڑکی اُس سے کہہ رہی تھی کہ وہ جیمسن کے خون کی قسم معلوم کرنا چاہتی ہے۔ جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا! اس کے لئے صرف بازو تک آستین چڑھانی پڑتی لیکن ہاتھوں پر شانوں تک پینٹ کیا گیا تھا۔ لہٰذا افشائے راز کا خطرہ نہیں تھا۔ وہ اُس بنچ پر بیٹھ گیا جس پر کئی لوگ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہی سفید فام ڈاکٹر ایک بڑی سی ہائپو ڈرمک سرنج ہاتھ میں لئے اُس کے قریب آکھڑا ہوا۔ لڑکی ساتھ تھی۔ لیکن جیسے ہی ڈاکٹر کے سیاہ فام اسسٹنٹ نے جیمسن کا ہاتھ پکڑ کر آستین چڑھانے کی کوشش کی وہ بُری طرح چیخنے لگا۔ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لوگ اُسے ذبح کردینے کا ارادہ رکھتے ہوں۔!

"گونگا ہے بیچارہ....!" لڑکی نے ڈاکٹر سے کہا "ڈر رہا ہے....!"

ڈاکٹر اپنے اسسٹنٹ سے بولا۔ "کسی اور کو بھی لاؤ۔ تم تنہا اسے قابو میں نہیں کر سکو

گے....!"

کسی نہ کسی طرح خون کی مطلوبہ مقدار سرنج میں کھینچی گئی تھی اور جیمسن سہمے ہوئے بچوں کی طرح سسکیاں لیتا رہا تھا۔ لڑکی اس سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں نظر آرہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہ ہو۔!

"رپورٹ اس پتے پر چاہئے۔!" اُس نے اپنے پرس سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور چند کرنسی نوٹ بھی اُس کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔

پھر اُس نے جیمسن کا بازو پکڑ کر بنچ سے اٹھایا تھا اور باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ دھاریدار آدمیوں کے سلسلے میں بلڈ گروپ کے چکر سے آگاہ تھا۔ تو کیا اُسے قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اُس کے ساتھی بروقت اُسے بچانے میں کامیاب ہی ہو جائیں۔ بسا اوقات قربانی کے بکرے سچ مچ قربان ہو جاتے ہیں۔ لڑکی کی گاڑی کے قریب پہنچ چکا تھا لیکن اندر بیٹھنے پر کسی طرح بھی خود کو آمادہ نہ کر سکا۔ دفعتاً ایک زوردار چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

لڑکی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی تھی....!

شائد ہی کبھی اتنا تیز دوڑا ہو۔ ویسے اوسان خطا نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ کسی گلی میں کیوں مڑتا۔ سیدھا ہی دوڑتا چلا جاتا۔ لیکن اس سے بے خبر تھا کہ اُس کے اس طرح بھڑک کر بھاگتے ہی سڑک کی دوسری طرف سے ایک جیپ اسٹارٹ ہو کر اُسکے پیچھے لگ گئی ہے۔ جیپ پر چار عدد فوجی سوار تھے۔ گلی اتنی کشادہ نہیں تھی کہ جیپ فوری طور پر موڑی جاسکتی۔ لہذا اُسے روک کر چاروں فوجی نیچے کودے اور جیمسن کے پیچھے دوڑنے لگے۔

ایک نے اُسے للکارا بھی تھا۔ "ٹھہرو! ورنہ فائر کر دیا جائے گا۔!"

جیمسن خواہ مخواہ لڑکھڑایا۔ اور منہ کے بل گر پڑا۔ اُن کے حکم پر رُکتا کیسے؟ گونگا اور بہرہ تو تھا۔! پھر انہوں نے اُسے جالیا اور گھیر کر کھڑے ہوگئے۔ جیمسن خوفزدہ سی آوزیں حلق سے نکال رہا تھا۔ چاروں فوجی مقامی ہی تھے۔ لیکن سواحلی کی بجائے انگلش میں گفتگو کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا تھا 'گاڑی یہیں لے آؤ....!"

ایک فوجی اسی طرف دوڑ گیا۔ جہاں جیپ چھوڑی تھی اور تین جیمسن کو گھیرے کھڑے

رہے۔ جیمسن ہونقوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھتا اور حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکالتا رہا۔

ذرا دیر میں جیپ وہیں آ پہنچی اور جیمسن کو زبردستی اُس پر چڑھا دیا گیا.... سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ مواکازی کے آدمیوں کے ہتھے چڑھا ہے یا یہ سچ مچ فوجی ہی ہیں اور اُسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر دھر لیا ہے۔ بہر حال تن بہ تقدیر ہو رہنے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ چپ چاپ بیٹھا رہا اور جیپ حرکت میں آ گئی۔ لیکن سڑک کی طرف نہیں لے جائی گئی تھی۔ گلی کے اندر ہی سے دوسرے جانب نکل گئی....!

پام کے درختوں کے درمیان خیموں کی چھوٹی سی بستی تھی.... شہر سے باہر نکل کر فوجیوں کی جیپ نے اُدھر ہی کا رخ کیا تھا۔ خیموں کے درمیان پہنچ کر رُک گئی۔! شائد یہ کوئی فوجی کیمپ ہی تھا۔ ڈرائیو کرنے والے فوجی نے جیمسن سے کہا۔ "نیچے اترو۔!" لیکن جیمسن احمقوں کی طرح منہ پھاڑے بیٹھا رہا۔

فوجی ہنس کر بولا۔ "نہ تم گونگے ہو اور نہ بہرے۔ کھیل ختم ہو گیا۔!"

لیکن جیمسن نے اپنی حالت میں کسی قسم کی بھی تبدیلی نہ ہونے دی....!

اتنے میں دوسرے فوجی نے کہا۔ "وقت ضائع نہ کرو۔ کرنل کو مطلع کر دو....!"

"ٹھیک کہتے ہو۔!" ڈرائیور نے کہا اور جیب سے اُتر کر ایک خیمے میں چلا گیا۔!

جیمسن جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا۔ ایک گونگے اور بہرے آدمی کی بہترین اداکاری کر رہا تھا۔ ساتھ ہی سوچ بھی رہا تھا کہ اگر انہی لوگوں کے ہتھے چڑھا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ بھاگ نکلنے کے فعل کو خوفزدگی پر محمول کریں گے۔ لیکن اگر اُس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی تو گردن بے دریغ کٹ جائے گی....!

تھوڑی دیر بعد اُسی خیمے سے برآمد ہونے والے ایک مرد کو دیکھ کر دفعتاً اُس کی باچھیں کھل گئیں۔ یہ کرنل ڈونابونارڈ تھا۔ سیاہ فام فوجی اُس کے پیچھے نظر آیا۔

"اب اتر بھی آیئے جناب۔!" کرنل نے اردو میں کہا! اور جیمسن نے بیٹھے بیٹھے ہی چھلانگ لگا

دی۔!

"تم اگر اس طرح نہ بھاگتے تب بھی کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکال لائے جاتے!" کرنل نے دوبارہ خیمے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔"وہ آخری مرحلہ تھا....!"

"تو میں غلط نہیں بھاگا تھا....!"

"بھاگے کیوں تھے؟"

"وہاں میرا بلڈ گروپ معلوم کرنے کے لئے خون لیا گیا تھا....!"

"اس لئے تم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے....!"

"کیا کرتا.... جبکہ مجھے علم تھا کہ بلڈ گروپ معلوم ہو جانے کے بعد اگر میں اُن کے لئے کار آمد ثابت ہوا تو میرا کیا حشر ہو گا۔ لیکن میرے خدا....!"

"کیوں خاموش کیوں ہو گئے....!"

"وہ کیمرہ میرے تھیلے میں رہ گیا....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... کرنل نے کہا"جوزف اسے نکال لایا تھا۔ لیکن تمہارا اس طرح بھاگ نکلنا مجھے پسند نہیں آیا۔!"

"اگر میرا پورا جسم سیاہ ہوتا تو شائد اس کی نوبت نہ آتی۔ وہ تو مجھے علم ہو گیا تھا کہ صرف خون ہی لینے تک بات رہ جائے گی۔ ورنہ میں تو ہسپتال کے اندر ہی سے نکل بھاگنے کی سوچ رہا تھا!"

"خیر.... خیر۔!"

"میرے باس کا کچھ پتہ چلا....!"

"بخیریت ہے....!"

"کک.... کیا مطلب....!"

وہ خیمے میں داخل ہو چکے تھے! کرنل نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔"بیٹھ جاؤ....!"

"آپ بے حد سنجیدہ ہو رہے ہیں یور میجسٹی۔!" جیمسن تعمیل کرتا ہوا بولا۔

"ایسا ہی معاملہ ہے....!"

"ہاں آپ میرے باس کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے۔!"

"وہ پھر مسوما کے ہتھے چڑھ گیا ہے! اور دونوں ملکر تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

دوسرے الفاظ میں دراصل مسوما کو میری تلاش ہے۔ اچھی طرح جانتا ہے کہ تم اُس کے آدمیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے....!"

"تو اب آپ مسوما کے لئے کیا کریں گے....!"

"فی الحال اُسے سس پنس میں رکھنے کا ارادہ ہے! یہی مناسب ہوگا....!"

"اور باس....!"

"کسی کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ظفر کے لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس تمہیں تلاش کرتا رہے گا۔ اور مسوما اُسی کے توسط سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔"

"آپ کا کیا پروگرام ہے....!"

"ایک طویل سفر کا آغاز۔!"

"اوہ.... تو آپ رفٹ ویلی کے جنگلات میں سفر کریں گے....!"

کرنل نے سر کو خفیف سی جنبش دی! جیمسن پھٹی پھٹی سی آنکھوں سے اُسے دیکھتا رہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"بے حد خطرناک جنگل ہیں....!"

"میں نے جغرافیہ کی کتاب میں یہی پڑھا تھا۔" کرنل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"لیکن وہاں جا کر کریں گے کیا۔!"

"یہ وہیں پہنچ کر سوچوں گا۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے۔!"

"تمہاری جدائی اب پل بھر کے لئے بھی گوارہ نہیں ہے۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ تمہارا باس یہاں عیش کریگا اور تم میرے ساتھ دھکے کھاتے پھرو گے۔"

"میرا قصور یور میجسٹی۔!"

"تم بہت اچھے جا رہے ہو! میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔ اور جسے میں پسند کرتا ہوں اُس کے لئے یہی خواہش ہوتی ہے کہ قبر میں بھی ساتھ لے جاؤں۔!"

"مجھے جنگلات کا کوئی تجربہ نہیں ہے....!"

"مجھے خاصا تجربہ ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔!"

"مادام جولیانا کہاں تشریف رکھتی ہیں۔!"

"وہ یہیں رہے گی تاکہ ظفر پر نظر رکھ سکے۔!"

"کیوں نہ میں مادام پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا جاؤں....!"

"اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔!"

"آخر مجھ میں کون سے سُرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔!"

"فضول باتیں چھوڑو.... اندازاً اُس عمارت میں اور کتنے گونگے رہے ہوں گے۔!"

"پچیس.... تیس....!"

کرنل سر ہلا کر رہ گیا۔ جیمسن تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا "کیا وہ گونگے ہی.... دھاریدار آدمیوں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے۔!"

"میرا یہی خیال ہے۔" کرنل نے کہا "اُن گونگوں کا مصرف ہی معلوم کرنے کے لئے تمہیں وہاں پہنچایا گیا تھا۔ مواکازی کے ایجنٹ گونگوں کو تلاش کر کے وہاں پہنچاتے ہیں.... بلڈ گروپ معلوم کرنے کی کہانی اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہاں گونگے ہی استعمال کئے جا رہے ہیں....!"

"وہ لڑکی قیامت تھی۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اگر وہیں واپس جانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اتنا مسالہ فراہم کرنا میرے بس سے باہر ہوگا کہ تمہیں نیچے سے اُوپر تک کالا کر کے رکھ دوں....!"

"تو کیا اب مجھے اسی حلئے میں رہنا ہے....!"

"یہی سوچ رہا ہوں.... فوجی وردی میں اچھے خاصے لگو گے....!"

"تو کیا یہ واقعی فوجیوں ہی کا کیمپ ہے......؟"

"یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک دستہ ہے۔!"

"اور یہ شریک سفر ہوگا....!"

"یہی بات ہے.... میں یہاں ان کی مدد کیلئے آیا ہوں۔!"

"لیکن اپنا قصور اَب بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔!"

"جاؤ آرام کرو.....!"

"کک.... کہاں جاؤں۔!"

"تمہیں اُس خیمے میں پہنچا دیا جائے گا جہاں قیام کرنا ہے! دوسروں کے سامنے کرنل کہہ کہ مخاطب کرو گے اور یہ نہیں بھولو گے کہ میں کرنل ڈونا بونارڈ ہوں۔!"

"تو کیا یہ لوگ بھی آپ کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔!"

"کرنل ڈونا بونارڈ اس براعظم میں مشہور شخصیت ہے۔!"

"مطلب یہ کہ وہ عمران صاحب کی حیثیت سے آپ کو نہیں جانتے۔!"

"عمران صاحب کس چڑیا کا نام ہے.....!"

"واقعی۔ میں نے پہلے کبھی آپ کو ایسے موڈ میں نہیں دیکھا۔!"

"ایشیا اور افریقہ پر ڈونا بونارڈوں ہی کا راج ہے۔ عمرانوں کو کون پوچھتا ہے۔---- عمرانوں کا مصرف صرف یہ رہ گیا ہے کہ ڈونا بونارڈوں کی سازشوں کا شکار ہوتے رہیں اور اُن کا آلہ کار بنتے رہیں۔!"

"آپ بہت غصے میں معلوم ہوتے ہیں یور میجسٹی۔!"

"اس لئے میں ڈونا بونارڈ ہی کی حیثیت سے انہیں چاق و چوبند رکھ سکوں گا ورنہ ان کا احساس کمتری مجھے بھی لے ڈوبے گا۔!"

"اتنے سیریس کبھی نظر نہیں آئے۔!"

عمران نے کسی کو آواز دی تھی۔ ایک سیاہ فام فوجی نے خیمے میں داخل ہو کر اُسے سیلیوٹ کیا۔! عمران نے جیمسن کی طرف اشارہ کر کے کہا "اسے مگونڈا کے خیمے میں پہنچاؤ۔!"

جیمسن بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس فوجی کی موجودگی میں عمران کے سر نہ ہو سکا۔ چُپ چاپ فوجی کے پیچھے چل پڑا تھا۔

مگونڈا سے مراد شائد جوزف مگونڈا تھا.... جیمسن کا اندازہ غلط نہ نکلا اُس خیمے میں جوزف ہی سے ملاقات ہوئی۔ جیمسن کو دیکھ کر اُس نے دانت نکال دیئے وہ بھی فوجی وردی ہی میں تھا۔!

"بہت خوش نظر آرہے ہو۔!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"برسوں کی آرزو پوری ہوئی مسٹر۔ اپنے دیس کی فضا میں سانس لے رہا ہوں۔!"

”پہلے کیوں نہیں آئے.... کسی نے باندھ تو نہیں رکھا تھا۔!“

”باندھ رکھا تھا۔ باس کی محبت نے باندھ رکھا تھا۔ شائد قبر ہی مجھے اُن سے جدا کر سکے۔!“

”میرا دل نہیں لگ رہا....!“

”تم یہاں دل لگانے نہیں آئے۔ میری اور بات ہے۔!“

”مجھے اُس علاقے کے بارے میں بتاؤ جدھر سفر کرنا ہے۔!“

”میں نہیں جانتا مسٹر کہ کدھر سفر کرنا ہے۔!“

”اس کیمپ میں عمران صاحب کی کیا پوزیشن ہے۔!“

”میرا باس ہر جگہ بادشاہ نظر آتا ہے۔!“

”مطلب یہ کہ کمانڈر کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے اُن کی....!“

”اُن کے علاقے میں اور کوئی کمانڈر نہیں ہے۔ دوسرے صرف مشورہ دے سکتے ہیں۔ حکم باس ہی کا چلتا ہے۔!“

”تم لوگ جب سے یہاں آئے ہو کیا کیا کرتے رہے ہو۔!“

”پورا تنزانیہ چھان مارا ہے جنگلوں کو چھوڑ کر.. اَب شائد کسی جنگل میں گھسنے کا پروگرام ہے!“

”کہیں کشت و خون کی نوبت تو نہیں آئی۔!“

”ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔ لیکن میں خون کی بو سونگھ رہا ہوں۔ لاشوں پر منڈلانے والے گدھوں کو مژدہ ہو۔!“

”وہ تو ویسے بھی ہوگا۔ افریقہ بڑی طاقتوں کا اکھاڑا بننے والا ہے۔ فاضل اسلحہ کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوگی۔ انسانیت کی فلاح پر صرف کی جائے گی۔!“

”تم نے یہ طنز بڑی طاقتوں پر کیا ہے یا افریقہ پر“۔ جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

”کسی پر بھی نہیں! میں نے تو حقیقت بیان کی ہے۔ دونوں بڑی طاقتیں اپنا فاضل اسلحہ اسی طرح ٹھکانے لگاتی ہیں۔!“

”بس ختم کرو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔!“ جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا....!

جیمسن تو ہاتھ نہیں لگا تھا۔ لیکن اب اُن دونوں کے درمیان یہ ٹھہری تھی کہ موانزا میں اُس عورت کو تلاش کیا جائے جو فون پر اُن سے گفتگو کرتی رہتی ہے! مسوما نے پہلے تو اسے لاحاصل قرار دیا تھا۔ لیکن پھر نہ جانے کیوں اس پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بذریعہ ریلوے ٹرین اروشا پہنچے تھے اور پھر وہاں سے ایک لینڈ روور کرائے پر حاصل کی تھی اور موانزا کی طرف روانہ ہو گئے تھے!

ظفر نے مسوما کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اُس عورت سے مل چکا ہے!

"لیکن ہم اُسے تلاش کس طرح کریں گے۔!" مسوما نے کہا۔

"کیوں؟ تم نے تو کہا تھا کہ تم اُس سے فون پر رابطہ قائم کرتے ہو۔ فون نمبر کے ذریعے پتا لگایا جا سکتا ہے....!"

"میں نے یہ کبھی نہ کہا ہو گا کہ میں رابطہ قائم کرتا ہوں۔" مسوما نے کہا "کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی مجھے کال کرتی رہتی ہے۔ اور کبھی کوئی فون نمبر مجھے نہیں دیا۔!"

"تب تو دشواری ہو گی!" ظفر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا ان اطراف میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں چڑھائی پر ریگستان اور ڈھلان میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی ہے....!"

"بے شمار ایسی جگہیں ہوں گی۔" مسوما نے لاپروائی سے کہا۔

ظفر نے پھر کچھ نہ پوچھا۔ خود اُسے اپنا یہ سوال احمقانہ معلوم ہوا تھا۔

"ویسے میں تمہیں بتا دوں کہ میں یہاں اُس عورت کی تلاش میں نہیں آیا ہوں۔" مسوما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ وہی لینڈ روور کو ڈرائیو کر رہا تھا۔!

"میں نہیں سمجھا۔!"

"بس تھوڑی سی تفریح چاہتا تھا۔ موانزا میں سیاحوں کی بھیڑ ہو گی....! بڑے حسین حسین چہرے دکھائی دیتے ہیں۔!"

"مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔" ظفر پُر تفکر لہجے میں بولا۔

"کیسی غلطی۔!"

"مجھے وہیں معلوم کر لینا چاہئے تھا کہ تمہارے پاس اُس عورت کا کوئی فون نمبر بھی ہے یا نہیں۔!"

"ارے۔اس کی فکر نہ کرو۔ تمہاری تفریح بھی میرے ذمے۔ تم بہت اچھے دوست ثابت ہوئے ہو۔!" مسوما ہنس کر بولا۔

"نہیں.... مجھے شرمندگی ہے۔ مسٹر مسوما۔!"

"اُوہ.... بھول بھی جاؤ.... میں یاروں کا یار ہوں....!"

"دوپہر کے کھانے کیلئے وہ ایک چھوٹی سی بستی میں رکے۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ چاروں طرف کئی رنگوں کے خودرو پھولوں کے تختے لہلہا رہے تھے اور فضا میں عجیب سی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

ایک صاف ستھرے ہوٹیل میں لنچ کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ کھانے کا کمرہ سیاحوں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی میز خالی نہیں تھی۔ اس لئے وہ کاؤنٹر کے قریب ہی رک گئے۔

"ادھر تو یہی ہوگا۔ کھڑے کھڑے کھاؤ۔" مسوما بولا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" ظفر نے کہا اور یک بیک چونک پڑا۔ صدر دروازے کے قریب ایک طویل قامت دبلا پتلا آدمی دکھائی دیا تھا۔ چپٹی سی ناک کے نیچے گھنی مونچھیں کچھ عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اتنی گھنی تھیں کہ دہانہ بالکل نہیں دکھائی دیتا تھا! اُس کے ساتھ ایک سیاہ فام عورت بھی تھی۔ خاصی صحت مند اور شوخ آنکھوں والی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال رہی ہوگی۔ وہ دونوں بھی اُن کے قریب ہی آ کھڑے ہوئے۔ ظفر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس آدمی کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو۔ پہلی ہی نظر میں شناسا لگا تھا۔ اس لئے تو وہ اُسے دیکھتے ہی چونکا تھا لیکن وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر اپنی ساتھی عورت سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ دونوں انگلش ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ مرد کا لہجہ بے حد پیار بھرا تھا۔ اس کے مقابلے میں عورت کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔

"کیا رکھا ہے اِس عورت میں۔ کیوں گھور رہے ہو۔" مسوما نے آہستہ سے کہا۔

"وہم ہے تمہارا میں تو نہیں گھور رہا۔ ظفر جلدی سے بولا۔

ادھر وہ لمبا آدمی اپنی ساتھی سے کہہ رہا تھا "تمہیں بہت جلد جلد بھوک لگتی ہے کہیں ہاضمہ

نہ خراب کر بیٹھنا۔!"

"ٹوکا مت کرو.....!" وہ بھنا کر بولی۔

"تمہارے بھلے کو کہہ رہا ہوں حلق تک ٹھونس لیتی ہو... پھر کہتی ہو کہ طبیعت حاضر نہیں!"

"بکواس مت کرو۔ تمہاری موٹر کار کے فرائض انجام نہیں دے سکتی! پتہ نہیں کس بُری گھڑی میں تم سے ملاقات ہوئی تھی۔!"

"اچھا.... اچھا.... کیا کھاؤ گی....!"

"اسٹیک۔!"

"کتنے درجن منگوالوں۔!"

"پھر تم نے میری خوش خوراکی پر طنز کیا۔!"

مسوما کی طلب کی ہوئی اشیاء آگئی تھیں۔ انہوں نے کاؤنٹر ہی پر کھانا شروع کر دیا تھا اور مسوما بھی بڑی دلچسپی سے اُس جوڑے کی گفتگو سن رہا تھا۔!

"کیا خیال ہے.... یہ آدمی کہاں کا باشندہ ہو سکتا ہے۔!" مسوما نے ظفر سے پوچھا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ناک کی بناوٹ تو چینیوں جیسی ہے.... لیکن مونچھیں.... اُن بیچاروں کو ایسی گھنی مونچھیں کہاں نصیب۔!"

"میرا خیال ہے کہ ان کی گاڑی ہمارے پیچھے پیچھے ہی آئی ہے۔" مسوما نے کہا۔

"میں نے توجہ نہیں دی تھی۔"!

"پھر اسے دیکھتے ہی چونکے کیوں تھے۔!"

"ہاں! میرا خیال ہے کہ مجھ سے یہ اضطراری فعل سرزد ہوا تھا۔ لیکن کیوں؟"

"یہی میں بھی اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!" مسوما سر ہلا کر بولا۔ "ایسے افعال اُسی صورت میں سرزد ہوتے ہیں جب کوئی غیر متوقع بات سامنے آجائے۔"

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔" ظفر پُر تفکر لہجے میں بولا۔ "نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔!"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شناسا لگ رہا ہے۔!"

"میرا خیال ہے.... کوئی ایسی بات ضرور ہے۔ جس میں شناسائی کی جھلک ملتی ہے۔ لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"کہیں یہ ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا۔" مسوما نے کہا۔

"خدا جانے۔!"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!"

کھانے کا حساب بیباق کر کے وہ باہر نکلے۔ سفر پھر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد مسوما نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "دیکھ لو! اُسی کی گاڑی معلوم ہوتی ہے۔!"

"اتنے یقین کے ساتھ نہ کہو! کیا تم اُن کی گاڑی کو پہچانتے ہو۔!"

"میں نے اُس وقت تک گاڑی اسٹارٹ نہیں کی تھی۔ جب تک وہ آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ نہیں گئے تھے۔!"

"اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو کون ہو سکتے ہیں۔" ظفر نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اتنے بھولے نہ بنو۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"ہو سکتا ہے یہ بھی انہی میں سے ہوں جنہوں نے تمہارے ساتھی کو غائب کر دیا ہے۔"

"اُف فوہ! میں بھی کتنا بے عقل ہو گیا ہوں۔!"

"لہذا ہوشیار رہو۔ اگر یہ کسی طرح ہمارے ہاتھ آجائیں تو....!"

"کیا ضروری ہے کہ صرف دو ہی ہوں۔!"

"میں سمجھا نہیں کیا کہنا چاہتے ہو۔!" مسوما بولا۔

"ہو سکتا ہے اور بھی ہوں.... کئی گاڑیاں تو ہیں اُن کے پیچھے۔!"

"کچھ بھی ہو ہمیں اُن پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔!"

"جیسی تمہاری مرضی! مجھے کسی طرح پیچھے نہ پاؤ گے۔!"

"کوئی تدبیر سوچو کہ کیسے گھیرا جائے....!"

"کسی جگہ رکو۔ اگر وہ لوگ بھی رکیں تو تصدیق بھی ہو جائے گی کہ ہمارے ہی تعاقب میں ہیں۔ بس پھر وہیں گھیر لیں گے۔!"

"مناسب سی جگہ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔!" سوما نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

"مجھے تو نہیں لگتا کہ کہیں کوئی ایسی جگہ مل سکے۔ یہ سڑک بھی اتنی کشادہ نہیں ہے کہ دوسری گاڑیوں کو روکے بغیر ہم کسی جگہ رُک سکیں۔!"

"ہاں.... شائد.... اَب موانزا تک ایسی کوئی جگہ نہ مل سکے گی۔"

"تو پھر سیدھے موانزا ہی چلو۔ اگر وہ تعاقب کرتے ہی رہے تو وہیں نپٹ لیں گے۔!"

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔!" سوما طویل سانس لے کر بولا۔

ظفر الجھن میں پڑ گیا تھا۔ آخر یہ لمبا آدمی کون ہو سکتا ہے۔ اُس نے اس میں شناسائی کی جھلکیاں کیوں محسوس کی تھیں۔ جب وہ عورت سے گفتگو کر رہا تھا تو آواز بھی کچھ جانی پہچانی سی لگی تھی۔!

"کیا سوچنے لگے۔!" سوما نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"الجھن میں ہوں۔" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "آخر یہ آدمی کسی قدر جانا پہچانا سا کیوں لگ رہا ہے۔ جبکہ میں نہیں جانتا کہ کن لوگوں کے ہاتھوں ستایا گیا ہوں۔!"

"اُوہ.... ایک بات.... کیا یہ تمہارے ساتھیوں میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ میک اَپ میں ہو اور تم نے چال ڈھال کی بنا پر شناسائی محسوس کی ہو۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میرے ساتھیوں میں نہ کوئی اتنا دبلا ہے اور نہ اتنا لمبا۔

"ضروری تو نہیں کہ اپنے محکمے کے سارے آدمیوں سے واقف ہو۔"

"سوال ہے شناسائی محسوس کرنے کا۔!" ظفر بولا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔!"

سفر جاری رہا۔ اچانک ظفر کو یاد آ گیا کہ غیر شعوری طور پر اُس کا ذہن کسی کی طرف بھاگ رہا ہے۔ کیا یہ مشہور چینی جرائم پیشہ سنگ ہی ہو سکتا ہے؟ اُوہ شائد.... ناک اور پیشانی کی بناوٹ کی بناء پر اُسے شناسائی محسوس ہوئی تھی.... گھنی مونچھوں نے کسی حد تک اصل حلئے کی پردہ پوشی کی ہے لیکن پیشانی، ناک اور آنکھوں کی بناوٹ اور وہی چھوٹی چھوٹی چمکیلی آنکھیں۔!

وہ سوچتا رہا۔ اس سلسلے میں سوما سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پتا نہیں کیا چکر ہے۔؟

بالآخر وہ موانزا جا پہنچے....!

"کیا یہاں کچھ وقت گذارنے کا ارادہ ہے؟" ظفر نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔؟ وکٹوریا کے ساحل کی ٹھنڈی ہوائیں روز روز کہاں نصیب ہوتی ہیں۔ کام ہو یا نہیں۔ دو ایک دن تو یہاں گذارنے ہی ہیں۔ کسی اقامتی ہوٹل کی طرف چلتے ہیں!"

دوسری گاڑی اب بھی پیچھے لگی ہوئی تھی۔!

"تم دیکھ لینا۔!" مسوما بولا۔ "جہاں ہم ٹھہریں گے۔ وہیں یہ دونوں بھی قیام کریں گے۔!"

"اچھا ہے۔ ہمیں ان پر نظر رکھنے میں آسانی ہو گی۔!"

مسوما نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "کتنے مزے کی بات ہے کہ وہ ہم پر نظر رکھیں گے اور ہم اُن پر.... لیکن وہ عورت تو مجھے کوئی سڑی ہوئی طوائف لگتی ہے۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ ایک ہوٹل کے سامنے رکے تھے۔ بدقت تمام ایک ہی کمرہ مل سکا۔

"چلو غنیمت ہے۔ ورنہ پہلے سے ریزرویشن کرائے بغیر اِن ہوٹلوں میں جگہ نہیں ملتی۔!" مسوما نے کہا۔

"لیکن وہ دونوں کیا کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ باہر ہی رکے ہوئے ہیں۔ ابھی تک اندر نہیں آئے۔!" ظفر بولا۔

"انہیں یہاں جگہ نہ ملے تب بھی وہ قیام کر سکیں گے۔ کیا تم نے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ رنگا رنگ خیمے نہیں دیکھے....!"

"تو کیا وہ خیمے بھی....!"

"جب اندر جگہ نہیں ہوتی تو وہ خیمے ہی کام آتے ہیں۔ ہمیں یہاں جگہ نہ ملتی تو ہم بھی یہی کرتے۔!"

"اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو دوبارہ ضرور ملاقات ہو گی۔" ظفر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔

وہ اُس کمرے میں پہنچا دیئے گئے جہاں انہیں قیام کرنا تھا۔

مسوما گھوڑے بیچ کر سویا۔ البتہ نیند ظفر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ کبھی جیمسن کا خیال آتا اور کبھی اُس لمبے آدمی کا جس میں اُس نے سنگ ہی کی جھلکیاں پائی تھیں۔

کیا وہ محض اتفاق تھا۔ یا وہ سچ مچ ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا.... تو پھر مقصد؟ کیا یہ انہی

لوگوں کا چکر ہے؟ لیکن یہاں تنزانیہ میں اگر وہ لوگ کچھ کر رہے تھے تو اس سے ایکس ٹو کو کیا سروکار؟ اس نے ابھی تک مسوما سے اپنے شبہے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ وہ ابھی تک اُس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔

شام ہوئی۔ اُس نے لباس تبدیل کیا اور مسوما کو سوتا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔ یہاں تو شام ہوتے ہی اچھی خاصی سردی ہو گئی تھی۔ دارالسلام میں گرمی تھی۔

ایک سایہ دار درخت کے نیچے لمبے آدمی کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ اور وہ دونوں گاڑی ہی میں موجود تھے۔ مسوما کے خیال کے مطابق شائد انہوں نے کوئی خیمہ بھی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا وہ قیام کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ظفران کی طرف سے انجان بن کر ٹہلنے کے سے انداز میں اُن کی جانب جا نکلا۔ گاڑی کے قریب سے گذر ہی رہا تھا کہ اسے بہت ہی صاف ستھری اُردو میں مخاطب کیا گیا۔

ظفر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گیا! لمبا آدمی گاڑی سے نکلتا ہوا بولا "ایسی بھی کیا جلدی۔ ذرا رکئے۔!"

"جی فرمایئے....!"

"تکلفات بر طرف....!" وہ اُس کے قریب پہنچ کر شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔ مونچھوں سے کیا ہوتا ہے!۔"

"نن.... نہیں تو.... میں نے آپ کو نہیں پہچانا.... پہلے ہم کہاں ملے تھے؟"

وہ زور سے ہنس کر بولا۔ "مجھے چڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہارا گرو بھی مجھے چچا کہتا ہے۔!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ اِس حوالے کے باوجود بھی میں آپ کو نہیں پہچان سکا۔!"

"کیا تم نوابزادہ ظفرالملک نہیں ہو۔!"

"درست فرمایا۔ یہی میرا نام ہے۔!"

"عمران کے لئے کام کرتے ہو....!"

"وہ میرے دوست ہیں۔ اُن کے لئے کام نہیں کرتا۔!"

"کیا تم تنہا ہو۔!"

"فی الحال تنہا ہی سمجھئے.... میرا ساتھی اچانک غائب ہو گیا ہے....!"

"جیمسن کی بات کر رہے ہو....!"

"جی ہاں....!" ظفر نے حیرت سے کہا۔ کمال ہے۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔"

"یہاں آنے کا مقصد....!"

"سیاحت....!"

"محکمہ کارِ خاص کے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کے ساتھ۔!"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"مسٹر کویلو مسوما کی بات کر رہا ہوں! کچھ دنوں پہلے جیمسن بھی اُسکے ساتھ دکھائی دیا تھا۔!"

"میں اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ اُس کا نام مسوما ہے! کلیمنجارو میں ملاقات ہوئی تھی۔ دوستی ہو گئی....!"

"عمران کہاں ہے....!"

"وطن ہی میں ہونگے....!"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"

ظفرالملک نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی! لمبا آدمی اُسے بغور دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہیں اُس کی موجودگی کا علم نہ ہو۔!"

"ممکن ہے۔" ظفر نے کہا.... "لیکن ابھی تک آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ خواہ مخواہ بننے کی کوشش مت کرو....!"

دفعتاً کالی عورت نے جو کسی قدر نشے میں معلوم ہوتی تھی گاڑی کے اندر سے پوچھا "تم کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو ڈارلنگ....!"

"فرشتوں کی زبان میں...." لمبے آدمی نے اُسے جواب دیا اور ظفر سے بولا۔ "یہ نیگریس کمال کی عورت ہے....!"

ظفر نے لاپرواہی سے سر کو جنبش دی۔

"اگر یہاں تمہاری آمد کا مقصد محض سیاحت ہوتا تو تم اُس کلوٹے کے ساتھ نہ دیکھے جاتے۔ کوئی عورت تمہاری ہم جلیس ہوتی۔" لمبے آدمی نے کہا "مجھے علم ہے کہ میرے بھتیجے کے

کارپردازوں میں تمہی سب سے زیادہ رنگین مزاج اور حسن پرست ہو۔!"

ظفر نے سوچا۔ اب اس سس پنس سے نکلنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے سنگ ہی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے کہ انہیں یہاں کیوں بھیجا گیا تھا۔!

دفعتاً وہ اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور آہستہ سے بولا "اچھا مسٹر سنگ ہی.... تم کیا چاہتے ہو۔!"

"شناسائی کا اعتراف میرے بچے اور کچھ نہیں۔!"

"لیکن میں نہیں جانتا کہ عمران صاحب کہاں ہیں۔!"

"تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو۔!"

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم.... صرف ایک فرد سے ملاقات ہونی تھی۔ وہ بھی نہیں ہو سکی۔ اُسی فرد سے ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔!"

"تو واپس کیوں نہیں چلے گئے۔"

"جیمسن کی بازیابی کے بغیر یہ ممکن نہیں۔"

"کیا میں اس سلسلے میں کسی کام آسکتا ہوں۔!"

"شکریہ! مسٹر سنگ ہی۔ ہم آپس میں دوست تو نہیں ہیں۔!"

"جس ملک میں تم قانوناً میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہاں مجھے اپنا دوست ہی سمجھو۔"

"اگر اُس ڈپٹی ڈائریکٹر کو تمہاری شخصیت کا علم ہو جائے جو میرے ساتھ ہے تو کیا ہوگا۔؟"

"وہ خود چور ہے....!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"یہ اپنے محکمے کا وفادار ہے اور نہ ملک کا۔"

"خیر.... خیر.... تم میری کوئی مدد نہ کر سکو گے مسٹر سنگ ہی۔!"

"تمہاری مرضی....!" سنگ ہی نے برا سا منہ بنا کر شانوں کو جنبش دی۔

"لیکن میں ایک بات ضرور پوچھوں گا۔!"

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ.... کب تک کھڑے رہو گے۔!"

"شکریہ...." کہہ کر ظفر الملک اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر نیگرس نیم دراز تھی۔ سنگ اُسے دوسری طرف دھکیلتا ہوا اُدھر ہی بیٹھ کر بولا۔ "اب پوچھو کیا

پوچھنا ہے۔!"

"فانوس[1] والا قصہ....! تم تھریسیا کی فلائینگ مشین کا پایہ پکڑ کر اُس کے ساتھ ہی فرار ہوئے تھے.... پھر کیا ہوا تھا۔؟"

سنگ نے زور دار قہقہہ لگایا اور بولا "ہوتا کیا... میں نہیں جانتا تھا کہ فے گراز مجھے اور اُسے کہاں لے جائے گا۔ لیکن پھر بھی عمران کی حماقتوں میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اسی لئے نکل جانا بہتر سمجھا۔!"

"پھر تھریسیا سے کیا رہی تھی۔!"

"غیر یقینی حالات تھے۔ اس لئے اُس وقت تو میں ہی کسی نہ کسی طرح جان چھڑانا چاہتا تھا۔ فے گراز کا پایہ تھام کر کسی لمبے سفر کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ لہٰذا وہ جیسے ہی ایک عمارت پر سے گذرا میں نے پایہ چھوڑ دیا۔!"

"خاصی چوٹیں آئی ہوں گی۔"

"ذرا بھی نہیں.... عمارت کے سوئمنگ پول میں گرا تھا۔ البتہ اندازے کی ذرا سی بھی غلطی چیتھڑے اڑا دیتی۔!"

"سوئمنگ پول کیسے نظر آ گیا تھا.... غالباً یہ رات کی بات تھی۔!"

"اُس کے چاروں گوشوں پر لائیٹیں کھلی ہوئی تھیں.... بس زندگی تھی بچ گیا....!"

"تو پھر صلح ہو گئی ہو گی تھریسیا سے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اُوہ.... تو جنگ جاری ہے۔!"

سنگ کچھ نہ بولا۔ سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر شراب کی بوتل نکالی اور اُسی سے منہ لگا کر دو تین گھونٹ لئے۔ پھر بوتل نیگرس کو تھماتا ہوا بولا "تم بیکار بیٹھی ہوئی ہو۔"

"نہیں بس.... زیادہ نہیں پیتی....!"

"تم پیو گے۔!" سنگ نے ظفر سے پوچھا۔

"نہیں شکریہ....! تم نے مجھے مسوما کے بارے میں تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔"

"اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ سچی بات بتا دو ورنہ دشواری میں پڑ جاؤ گے۔!"

---

[1] اس سلسلے کے لیے عمران سیریز کی جلد نمبر 27 ملاحظہ فرمائیں۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ وہ محکمہ کار خاص کا کوئی آفیسر ہے۔

"پھر کیسے مل بیٹھا۔!"

"کلیمنجارو میں....!"

"اگر وہ تم سے خواہ مخواہ مل بیٹھا ہے تو میں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ تمہارے مشن سے ناواقف تھا۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ سرکاری طور پر میری ٹوہ میں رہا ہو گا۔!"

"سرکاری طور پر بھی اور غیر سرکاری طور پر بھی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ غیر سرکاری طور پر زیرولینڈ کا ایجنٹ ہے۔!"

"خدا کی پناہ!"

"بس ہوشیار رہنا.... اسی لئے اب اور شدت سے یقین ہو گیا ہے کہ میرا ناہنجار بھتیجا یہاں ضرور موجود ہو گا۔"

"مجھے تمہاری باتوں پر یقین کرنا ہی پڑیگا۔!" ظفر نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص وجہ۔" سنگ نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

""بہت خاص! مسوما تمہاری طرف سے چوکنا ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم اروشاہی سے ہم دونوں کا تعاقب کر رہے ہو۔ میں تمہیں اُس ہوٹیل میں دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ اُس نے محسوس کیا تھا اور مجھ سے زیادہ تمہارے متعلق پوچھا تھا کہ میرے شناسا تو نہیں ہو۔ ایک بات اور محسوس کی ہے میں نے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ ہم دونوں کے علاوہ اور کون آیا ہے ہم میں سے۔"

"تم نے دیکھا۔" سنگ انگلی اٹھا کر بولا "وہ بھی محسوس کر رہا ہے کسی تیسرے کی موجودگی اور حقیقتاً وہ اسی تیسرے کے چکر میں ہے۔"

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"اب پوچھی ہے تم نے قاعدے کی بات۔!" سنگ کچھ سوچتا ہوا بولا "اس وقت وہ کہاں ہے۔!"

"کمرے میں سوتا چھوڑ کر آیا ہوں۔!"

"بس تو پھر اب مجھ سے الگ رہو.... میں دیکھ لوں گا۔"

ظفر نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور نیچے اتر آیا پھر تیزی سے ہوٹل کیطرف روانگی ہوئی تھی۔

لیکن اپنے کمرے کے دروازے پر اُسے رک جانا پڑا تھا کیونکہ مسوما دروازہ کھول کر باہر آرہا تھا۔

"تت.... تم کہاں تھے۔ کب گئے تھے۔!" اُس نے کسی قدر اضطراب کی ساتھ پوچھا۔

"اُسی لمبے آدمی کے چکر میں تھا۔!"

"کیا مطلب؟"

"اس نے شائد کوئی خیمہ بھی حاصل نہیں کیا۔ ابھی تک گاڑی ہی میں بیٹھا ہوا ہے....!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ لیکن تمہیں تنہا نہیں جانا چاہئے تھا۔!"

"اوہو.... تو کیا میں کوئی ننھا بچہ ہوں۔!"

"یہ بات نہیں مسٹر۔ یہاں کے لئے اجنبی ہو۔ لہذا کوئی افتاد پڑی تو نا واقفیت کی بناء پر حالات کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔!"

"یہ دلیل مان لوں گا"۔ ظفر مسکرا کر بولا۔

"ابھی اندھیرا پھیلنے میں دیر ہے۔ چلو ذرا ساحل تک ہو آئیں۔ وہاں غروب کا منظر دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے....!"

"بالکل مزہ نہیں آئے گا۔ میرا ذہن اس لمبے آدمی میں الجھا ہوا ہے۔!"

"اوہ.... چھوڑو بھی.... وہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھی ہو تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا.... چلو چلیں.... ادھر کے ایک ہوٹل میں بہترین سی فوڈ ملتا ہے۔!"

وہ باہر نکلے.... لیکن اس بار سنگ ہی کی گاڑی کہیں نہ دکھائی دی۔ مسوما کے قدم بھی رک گئے تھے۔ اُس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم نے اُس کی گاڑی کہاں دیکھی تھی۔!"

"میں خود بھی حیران ہوں اب تو کہیں نظر نہیں آرہی....!"

"خیر.... مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔!"

وہ لینڈ روور میں بیٹھے اور ساحل کی طرف روانہ ہو گئے....!

دس بارہ افراد کی میٹنگ تھی۔ اور عمران بحیثیت کرنل ڈونابونارڈ صدر نشین تھا۔ وہ سب مختلف رینک کے آفیسر تھے اور سفر کے آغاز کا مسئلہ درپیش تھا۔ ان کے درمیان ایک بڑا سا

نقشہ پھیلا ہوا نظر آرہا تھا۔

"لیکن کرنل۔!" اُن میں سے ایک نے کہا "جنگلوں سے نکل کر آنے والوں میں سے کوئی بھی اُن جگہوں کی صحیح نشان دہی نہیں کر سکا۔ جہاں وہ خبیث دکھائی دیا تھا۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا... اُن جگہوں پر نشانات موجود ہیں۔ جہاں سے وہ لوگ بر آمد ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔!" عمران نے کہا۔

"کئی جگہوں پر نشانات ہیں۔!"

"یہی کہنا چاہتے ہو کہ آخر اُن میں سے کس پوائنٹ کا انتخاب کرو گے۔" عمران نے پوچھا۔!

"ہاں کرنل۔!"

"اگر اُنہی میں سے کچھ لوگ ساتھ لئے جائیں تو کیا برائی ہے۔!"

"اُن میں سے کوئی بھی اب جنگلوں کا رخ کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتا۔ ہم کوشش کر چکے ہیں۔ زبردستی نہیں کی جاسکتی۔!"

"تو پھر تمہاری دانست میں طریق کار کیا ہونا چاہئے....!"

"اس کا فیصلہ مشکل ہے....!"

"ناممکن تو نہیں ہے.... اچھا.... میرے اردلی مگونڈا کو بلاؤ....!"

تھوڑی دیر بعد جوزف نے خیمے میں داخل ہو کر ایڑیاں بجائیں۔

"ادھر قریب آجاؤ۔" عمران نے نقشے کی طرف اشارہ کر کے کہا "تم بھی تو کچھ کہہ رہے تھے....!"

"لیس سر....!"

دوسروں کے چہروں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ انہیں یہ بات پسند نہیں آئی لیکن زبانیں بند ہی رہیں۔ جوزف نقشے پر جھک کر تھوڑی دیر تک کچھ دیکھتا رہا۔ پھر ایک جگہ انگلی رکھ کر بولا۔ "یہ کی گونا ہے۔ یہاں سے گومبے کی شکارہ گاہ شروع ہوتی ہے.... میری دانست میں یہ پوری پٹی صرف اسی جگہ سے قابلِ عبور ہو گی۔!"

"یہ تو ہم بھی جانتے ہیں۔" ایک آفیسر جلدی سے بولا۔ لیکن جوزف بدستور سر جھکائے کھڑا رہا۔ نہ اُس نے عمران کی طرف دیکھا تھا اور نہ اُس آفیسر کی طرف۔

"یعنی تم نے یہ بات اپنی ہی ذات تک محدود رکھی تھی....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جناب بات دراصل یہ ہے کہ وہاں سے کدھر جائیں گے....!"

"اس کا فیصلہ وہیں پہنچ کر کیا جائے گا۔"

آفیسر کچھ نہ بولا۔

عمران نے جوزف سے کہا "اور کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"کی گوما کے قریب ہی ایک قصبہ میانڈا ہے وہاں ہمیں ایسے لوگ مل سکیں گے جو ہماری رہنمائی کر سکیں۔!"

"تمہارا اشارہ شائد شکاری بل جیروم کی طرف ہے۔" ایک آفیسر بولا۔

"یس سر! بل جیروم اور اُس کے مقامی ساتھی....!"

"بل جیروم بوڑھا ہو چکا ہے۔ ریٹائرڈ زندگی گذار رہا ہے۔!"

"لیکن جناب وہ ہمارے لئے مفید معلومات فراہم کر سکے گا۔" پھر کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران نے میٹنگ برخواست کر دی! جوزف اُس کے پیچھے پیچھے خیمے سے نکلا اور اُس کے خیمے تک چلا آیا۔

"اندر آجاؤ....!" عمران اپنے خیمے میں داخل ہوتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"مجھے حیرت ہے باس۔" جوزف نے کہا "جو کچھ میں نے کہا وہ سب ہی جانتے ہیں لیکن انہوں نے تمہیں نہیں بتایا۔ بل جیروم ہی وہ فرد واحد ہے جو رفٹ ویلی کے جنگلوں کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہے....!"

"یہ لوگ میری سمجھ میں نہیں آرہے۔!" عمران بولا۔

"بے فکر رہو! میں سب سے سمجھ لوں گا۔ لیکن وہ چوٹٹا تو بالکل ہی خاموش رہا تھا۔ کچھ نہیں بولا تھا۔!"

"کس کی بات کر رہے ہو۔!" عمران چونک پڑا۔

"کیپٹن بگاسی! کالی بھیڑ معلوم ہوتا ہے۔!"

"کوئی ثبوت....!"

"میری چھٹی حس باس.... تم ان لوگوں کو نہیں جانتے.... میں جانتا ہوں....!"

"کیا اس کا امکان ہے....!"

"کسی بھی امکان کو رد نہ کرو.... جب سے آیا ہوں مجھے پورے ملک میں گڑ بڑ محسوس ہو رہی ہے۔!"

"اچھی بات ہے تو اس پر نظر رکھنا! واقعی یہاں پہنچ کر میری کھوپڑی گھوم گئی ہے۔!"

"فکر نہ کرو باس! سب ٹھیک ہو جائے گا۔!"

"تم ابھی تک اپنے لوگوں سے نہیں ملے....!"

"کیا کروں گا باس....! شائد اب وہی ملیں جنہیں ذرا ذرا سا چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ مجھے کیا پہچانیں گے....!"

"تمہارا اپنا خاندان....!"

"تمہارے علاوہ اب میرا اور کوئی خاندان نہیں ہے۔!"

"میں اندر آسکتا ہوں جناب....!" دفعتاً کسی نے باہر سے کہا۔

"آجاؤ...." عمران بولا۔

ریڈیو آپریٹر اندر داخل ہوا.... اور ایک پرچہ اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "آپ کے لئے لاسلکی پیغام ہے جناب.... لیکن ہم اسے ڈی کوڈ کرنے سے معذور ہیں۔!"

"اوہ.... اچھا.... لاؤ....!"

وہ عمران کو پرچہ تھما کر چلا گیا۔ کوڈ ورڈ میں جولیا کا پیغام تھا۔ موانزا سے آیا تھا۔

"دونوں کا دارالسلام سے تعاقب کرتی ہوئی موانزا پہنچی ہوں۔ یہاں سنگ ہی دکھائی دیا ہے۔ بہت ہی معمولی میک اپ میں ہے۔ کم از کم میں تو پہچان ہی سکتی ہوں۔ ظفر اپنے ساتھی کی لاعلمی میں اُس سے ملا تھا۔ دونوں بہت دیر تک اُسی کی گاڑی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر ظفر ہوٹل چلا گیا تھا.... اور سنگ کسی اور طرف نکل گیا تھا۔!"

عمران نے طویل سانس لی۔

"کوئی خاص خبر باس۔" جوزف نے پوچھا۔

"بہت ہی خاص.... جیمسن کو بلاؤ....!"

جوزف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن کے ساتھ واپسی ہوئی تھی۔ عمران نے اسٹول کی

طرف اشارہ کیا۔ دونوں بیٹھ گئے۔

"ذہن پر اچھی طرح زور دے کر بتاؤ کہ تمہیں اس دوران میں کوئی ایسا آدمی تو نہیں ملا جس پر تمہیں سنگ ہی کا دھوکا ہوا ہو۔!" عمران نے جیمسن سے سوال کیا۔

"نہیں.... جناب! مجھے نہیں یاد پڑتا۔!"

"جب یہاں پہنچے تھے۔ مطلب یہ کہ کلیمنجارو میں۔!"

"جی نہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ابھی تک ایسا کوئی آدمی میری نظر سے نہیں گذرا۔!"

"ٹھیک ہے۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور جوزف سے کہا "اب کیپٹن بگاسی کو بلواؤ۔!"

کیپٹن بگاسی بھی تھوڑی دیر بعد پہنچ گیا تھا۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ عمران نے اُسے کرسی پیش کی۔

"شکریہ جناب!" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ لیکن مجسم سوال بنا ہوا تھا۔

"اس پوری بھیڑ میں صرف تمہاری آنکھوں میں مجھے ذہانت کی جھلکیاں ملی ہیں۔!"

"اُوہ.... نہیں جناب....!" وہ گڑبڑا کر بولا "شش.... شکریہ....!"

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔ تم کبھی کوئی رائے نہیں دیتے۔ لیکن تمہاری آنکھیں غور و فکر میں ڈوبی رہتی ہیں۔!"

"اب میں کیا عرض کروں جناب" وہ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"شکاری بل جیروم سے پوچھ گچھ کرنے سے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔!"

"کوئی امکانی پتھر الٹے بغیر نہ چھوڑنا چاہئے۔ اُس کا کوئی نہ کوئی ساتھی ایسا ضرور ہوگا کہ ہمارے کام آسکے۔!"

"گڈ.... تو بس اَب صرف ہم چاروں ہی چلیں گے۔"!

"مم.... میں نہیں سمجھا جناب....!"

"سنو! فوجی خواہ سادہ لباس ہی میں کیوں نہ ہو۔ اپنی چال ڈھال سے فوراً پہچان لیا جاتا ہے....!"

"یہ بات تو ہے جناب....!"

"دو چار لوگوں پر نظر رکھنا آسان ہے۔ اُن کی عادات واطوار میں تبدیلی کرائی جا سکتی ہے لیکن پورے دستے پر اثر انداز ہونا ممکن نہیں۔!"

"میں سمجھ گیا جناب....! لیکن صرف چار افراد۔؟ دوسرے خطرات کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔"

"پیشہ ور مزدور.... میانڈا میں ایسے مزدور بہت مل جائیں گے۔!"

"مشکل ہے جناب.... میں نے سنا ہے کہ کی گوما کے آس پاس والے گاؤں بھی خالی ہوتے جارہے ہیں....!"

"میں کچھ عرض کروں جناب...." جوزف بول پڑا۔

"ضرور.... ضرور...." عمران نے کہا۔

"میانڈا سے کوئی بھی نہیں ہٹا.... مزدور فراہم کرنا میری ذمہ داری.... بل جیروم کو بھی بات چیت پر آمادہ کر سکوں گا....!"

کیپٹن بگاسی اُسے گھور کر رہ گیا۔ عمران نے اُس سے پوچھا۔ "اب کیا کہتے ہو۔"

"میں انکار تو نہیں کر سکتا جناب! صرف خطرات کا احساس دلانا چاہتا تھا۔!"

"اچھا تو بس تیار رہنا.... ہم چاروں کسی وقت بھی نکل چلیں گے۔ دوسروں کو ہماری اسکیم کا علم نہ ہونے پائے۔ ہم انہیں یہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور سنو یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم فوراً ہی جنگلوں میں گھس پڑیں۔ فی الحال سفر کا مقصد صرف بل جیروم سے ضروری معلومات حاصل کرنا ہے....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"ڈس مس....!"

کیپٹن بگاسی چلا گیا۔ عمران جوزف سے بولا۔ اب تم اُس پر نظر رکھ سکتے ہو۔ اگر یہ کسی اجنبی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے تو فوراً گردن دبا دینا۔"!

"او کے باس۔" جوزف نے کہا۔ پھر وہ بھی نکلا چلا گیا تھا۔!

"اب آپ فرمایئے جنابِ عالی۔" عمران نے جیمسن کو مخاطب کیا۔

"میں تو بے موت مارا گیا ہوں.... دوغلا سمجھ کر کوئی نیگرس بھی قابلِ اعتنا نہ سمجھے گی۔"

"اطلاع ملی ہے کہ آپ کے شہزادے صاحب سنگ ہی کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔!"

"کک.... کہاں۔؟"

"فی الحال موانزا میں ہے....!"

"لیکن یور میجسٹی.... یہ اس وقت کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"کون سی؟"

"جوزف کو بعد میں آپ نے جو ہدایات دی ہیں اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کیپٹن بگاسی پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں....!"

"تمہارا خیال درست ہے۔!"

"تو پھر اُس سے اِس قسم کی گفتگو کیوں کر ڈالی۔ پوری اسکیم ہی سے آگاہ کر دیا۔"

"شبہے کو یقین کی حد تک لے جانا چاہتا ہوں۔!"

"اور اگر یہ بات دوسروں تک پہنچ گئی تو....؟"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا بس دیکھتے جاؤ....!"

"مجھے کیوں طلب فرمایا ہے....!"

"تم اپنے لئے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"جو آپ چاہیں....!"

"تم اب میرے ہی ساتھ رہو گے....!"

"خوش نصیبی۔ لیکن آپ کو اتنا سیر لیس دیکھ کر گہرا صدمہ پہنچا ہے....!"

"کیا مجھے سیر لیس نہ ہونا چاہئے۔"

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ب.... بس.... وہ بگاسی....!"

"کیا ہوا بگاسی کو....!"

"وہ سچ مچ کسی اور کا آدمی ہے.... ابھی ابھی میں نے چیک کیا ہے....!"

"بیٹھ جا اور خود کو سنبھال۔!" عمران نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہاں سے وہ سیدھا جھاڑیوں کی طرف گیا تھا۔" جوزف بیٹھتا ہوا بولا۔

"غالباً رفع حاجت کے بہانے.... اُدھر ٹیلے کے قریب والی جھاڑیوں میں۔ میں بھی پہنچا ....اور متحیر رہ گیا....!"

"رفع حاجت کرتے دیکھ کر....!" جیمسن بول پڑا۔

"تم چپ رہو...." جوزف بھنا کر بولا۔ عمران نے بھی ہاتھ اٹھا کر جیمسن کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا! اور جانتے ہو ٹرانسمیٹر کیسا تھا" جوزف نے طویل سانس لی اور پھر بولا "فاؤنٹین پن جو اسکی جیب میں لگا رہتا ہے۔ ہم سب دیکھتے تھے۔ فونٹین پین کی کیپ ایئر فون بن گئی تھی اور نب والے حصے کو ہونٹوں کے قریب لا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔!"

"کیا بات کر رہا تھا۔!"

"کسی کو رپورٹ دے رہا تھا ہمارے متعلق اور کچھ دیر قبل کی ساری باتیں دہرائی تھیں۔!"

"ٹھیک ہے.... لیکن یہ تو بتا کہ آخر تجھے کس بناء پر اُس پر شبہ ہوا تھا۔"

"صرف وہی تمہاری ٹوہ میں رہتا ہے اور تمہارے سامنے پہنچ کر ایسا بن جاتا ہے جیسے ادب اور احترام کرنے کے علاوہ اور کچھ جانتا ہی نہ ہو۔ مشاورتی نشستوں میں گم سم بیٹھا رہتا ہے۔ نہ کبھی کچھ کہتا ہے اور نہ پوچھتا ہے۔!"

"ٹرانس میٹر پر کس کا نام لے کر مخاطب کیا گیا تھا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ نہیں بتا سکتا.... اُس کے قریب اُس وقت پہنچا تھا جب وہ آدھی بات کر چکا تھا۔!"

"خیر دیکھیں گے...." عمران اٹھتا ہوا بولا "اب تم دونوں اپنے ٹھکانے پر جاؤ۔!"

"میرا خیال ہے باس! اُس کے سلسلے میں جو کچھ بھی کرنا ہے.... جلد کر ڈالو" جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا!

"ٹھیک ہے! میں دیکھوں گا۔!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ دونوں باہر نکل گئے۔!

ظفر الملک نے تیراکی کے گھاٹ پر تہلکہ مچا دیا تھا۔ تیراکی کے ایسے ایسے کرتب دکھاتا کہ

اس کے گرد بھیڑ لگ جاتی۔ موانزا میں اُن کا تیسرا دن تھا۔ سنگ ہی سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مسوما کی تیز نظریں ہر وقت اُس کی تلاش میں رہتیں۔ یہاں اس وقت وکٹوریہ کے اُس ساحل پر بھی جہاں تیراکی ہوتی تھی اُسے سنگ ہی کی تلاش تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی اصلیت سے واقف نہ رہا ہو۔ لیکن ظفر کے نامعلوم ساتھی کی حیثیت سے وہ اس کے لئے اہم تھا۔ شائد وہ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ ظفر کا وہی نامعلوم ساتھی ہے جس کی اُسے تلاش تھی اور شائد وہ دور رہ کر اُن دونوں کی نگرانی کر رہا ہے۔

مسوما اب تنہا بھی نہیں تھا۔ اُس نے اپنے کئی آدمی طلب کر لئے تھے جو یہاں بھی اس کے آس پاس ہی موجود تھے۔ لیکن ظفر کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ تو لڑکیوں کو اپنے کرتب دکھانے میں مگن تھا۔ بالکل کسی ڈولفن مچھلی کی طرح پانی کی سطح سے اوپر اچھلتا۔ اور جسم کو چکر دیتا ہوا پھر پانی میں آرہتا۔ ایک لڑکی خصوصیت سے اُس کے گرد چکر لگا رہی تھی۔

"مجھے بھی سکھا دو.... کس طرح کرتے ہو۔!" وہ اُس سے بار بار کہتی۔ لہجے سے اطالوی معلوم ہوتی تھی۔!

"یہ سکھانے کی چیز نہیں ہے۔ عادت ہے! میں تو سمندر ہی میں پیدا ہوا تھا۔" ظفر نے کہا۔

"بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو.... سکھا دو۔!"

"بہت تھک گیا ہوں.... چلو کنارے چلیں....!"

وہ تیرتے ہوئے خشکی پر آئے اور لڑکی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی چھتری کی طرف لے جاتی ہوئی بولی "تم کہاں سے آئے ہو۔!"

"ترکی سے....!"

"تمہاری رنگت بہت صاف ہے....!"

"ترکوں کی ہوتی ہے۔ آدھے یوروپی ہیں نا-!"

"میں نے تمہیں اُس کالے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا! لڑکی نے مسوما کی طرف اشارہ کیا جو اُن سے بہت دور بیٹھا ہوا تھا اور کبھی کبھی اُن کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔

"ہاں وہ یہیں کا باشندہ اور میرا دوست ہے۔!"

اور ٹھیک اُسی وقت ظفر نے مسوما کو اٹھ کا ایک طرف دوڑتے دیکھا اور بوکھلا کر سیدھا

ہو بیٹھا۔

"یہ اسے کیا ہو گیا ہے۔؟" لڑکی نے حیرت سے کہا۔!

"خدا جانے...." ظفر کی تشویش بڑھ گئی۔ وہ بھی اٹھ گیا۔ البتہ مسوما کی طرح دوڑ نہیں لگائی تھی۔ کسی قدر تیز رفتاری سے اُسی جانب چل پڑا جدھر مسوما گیا تھا۔ لڑکی جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی۔ لیکن ظفر کی تگ ودو کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسوما نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا وہ تھکا ہارا پھر لڑکی کی طرف پلٹ آیا۔

"کیا قصہ تھا....؟" اُس نے سوال کیا۔

"پتہ نہیں....وہ مجھے نہیں مل سکا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ وہ اس طرح کیوں بھاگا تھا۔!"

"اگر مجھے تمہارے ساتھ نہ دیکھتا تو ہرگز نہ بھاگتا۔ بدذوق آدمی ہے۔!"

"میرا نام ایمیلیا ہے....!"

"اور میں غزن بغابوز ہوں۔!"

"بڑا مشکل نام ہے۔ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکے گا۔!"

"پھر تم جو نام چاہو مجھے دے سکتی ہو۔!"

"چھوڑو بھی۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ نام بھلا دیئے جاتے ہیں۔ کل تم کہیں اور ہو گے اور میں کہیں اور۔!"

ظفر بور ہو رہا تھا۔ اب اسے اس لڑکی سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ ذہن مسوما میں الجھ گیا تھا۔ جلد سے جلد ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا۔ لیکن لڑکی جان کو آگئی تھی۔! بدقت اُس سے پیچھا چھڑا کر ہوٹل پہنچا۔ مسوما یہاں بھی نہ ملا۔ کمرے کی کنجی کاؤنٹر کلرک ہی کی تحویل میں تھی۔ اُس سے کنجی لے کر کمرے میں آیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے اطلاع دی کہ اُس کی فون کال ہے وہ کمرے سے نکل کر کاؤنٹر پر آیا۔ یہاں کمروں میں فون سروس نہیں تھی۔"

"ظفر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں۔ ظفر ہی ہوں۔" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں سنگ بول رہا ہوں۔ تمہارے ساتھی نے اپنے آدمیوں سمیت مجھے گھیرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کب.... کہاں....!"

"تیراکی کے ساحل کے قریب...."

"پھر کیا ہوا....؟"

"اُس کے پانچوں ساتھیوں میں سے تین زخمی ہوئے اور دو مر گئے اور خود وہ اس وقت میری قید میں ہے۔!"

"خدا کی پناہ۔!"

"ہوٹل فوراً چھوڑ دو۔ اپنا اور اسکا سامان وہیں چھوڑ دو۔ صرف اپنے کاغذات لیکر نکل آؤ۔!"

"نکل کر جاؤں کہاں۔؟"

"میرے پاس آجاؤ....!"

"تم کہاں ہو۔!"

"مجھ تک پہنچنے کا طریقہ سنو! ساحل پر وہ لڑکی اب بھی اُسی چھتری کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہیں واپس جاؤ۔ لڑکی سے کہنا مجھے مسٹر ویسلی کے پاس لے چلو....!"

"بس اتنی سی بات۔!" ظفر چہک کر بولا۔

"بس اتنی سی بات! جلدی کرو....!"

"اوکے....!"

پھر اُس نے بڑی سعادت مندی سے سنگ ہی کے مشورے پر عمل کیا تھا۔ یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی تھی کہ ایمیلیا کا تعلق سنگ ہی سے ہے۔ گویا مزید کچھ وقت اُس کے ساتھ گذارنے کا موقع خود بخود مل گیا تھا۔

ساحل تک پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ ایمیلیا اسی چھتری کے نیچے نیم دراز سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی۔ اُسے دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔!

"میں جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔!" وہ ہنس کر بولی۔

"اُوہ.... ایمی.... مجھے مسٹر ویسلی کے پاس لے چلو۔!"

"مسٹر ویسلی.... اوہ.... اچھا.... چلو.... اُس نے کہا اور اٹھ کر اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ لیکن ظفر سوچ رہا تھا کہ کہیں مسوما کا کوئی آدمی خاص طور پر اُس کی نگرانی نہ کر رہا ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ صرف پانچ ہی رہے ہوں۔

لڑکی اسے ایک اسپورٹ کار تک لائی۔ ظفر نے اُس کے لئے اسٹیرنگ سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

"شکریہ....!" وہ سیٹ پر بیٹھتی ہوئی مسکرائی۔ ظفر دوسری طرف سے اسکے برابر بیٹھ گیا۔

"تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔!" لڑکی نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"نام.... نام.... او.... کچھ بتایا تو تھا.... اب یاد نہیں....!"

لڑکی زور سے ہنسی.... اور گاڑی حرکت میں آ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ظفر نے کہا۔!

"میں چلا تو گیا تھا۔ لیکن یقین کرو مجھے اپنے ساتھی سے متعلق تشویش تھی ورنہ تمہارا ساتھ چھوڑنا آسان نہیں ہے۔ تم بہت خوبصورت ہو ایمی....!"

"چاپلوسی کی باتیں نہیں...... تمہیں وہ کھیل مجھے سکھانا ہی پڑے گا...... میں نے آج تک کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا......"

"اور میں نے تم جیسی خوبصورت لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔!"

"اگر مجھ سے تم پر نظر رکھنے کو نہ کہا جاتا تب بھی تمہارا وہ کھیل مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور میں تم سے مل بیٹھتی۔!"

"تب تو میں بڑا خوش نصیب ہوں۔ اچھی بات.... ایمی.... میں تمہیں پانی کے کئی کھیل سکھاؤں گا۔"

"میں تمہارا نام بھول گئی۔!"

"میں بھی بھول گیا! صحیح نام نہیں بتایا تھا! میرا نام ظفر ہے۔!"

"ظفر.... ہاں یہ یاد رہے گا.... چھوٹا سا نام.... ظفر.... اچھا ہے۔!"

وہ آبادی سے دور نکل آئے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد اُن کی گاڑی ایک زرعی فارم کی حدود میں داخل ہوئی۔ کھیتوں کے وسط میں ایک بڑی سی عمارت تھی۔ اُس کے سامنے گاڑی روک کر ایمی نے کہا "یہ ہے ہمارا گھر.... مسٹر ویسلی میرے چچا ہیں۔!"

ظفر سوچ رہا تھا کہ اس کا چچا تو اطالوی ہی ہوگا۔ پھر یہ سنگ ہی! سوچ ہی رہا تھا کہ سنگ ہی

برآمدے میں کھڑا نظر آیا۔اس کے ساتھ ایک پستہ قد اور موٹا سا سفید فام آدمی بھی تھا۔ غالباً وہی ایمی کا چچا ویسلی تھا۔!

ظفر گاڑی سے اتر آیا لیکن ایمی بیٹھی رہی۔ ظفر نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ برآمدے سے سنگ کی آواز آئی۔"فی الحال اس کا وقت نہیں۔وہ پھر مل جائے گی۔!"

اُس نے یہ جملہ اردو میں ادا کیا تھا۔ ظفر جھینپ کر پھر اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ ایک بڑے کمرے میں آئے۔ سنگ نے ویسلی کا تعارف اپنے ایک دوست کی حیثیت سے کرایا تھا....ایمی وہاں نہیں آئی تھی۔

"اُس نے اعتراف کر لیا ہے۔" سنگ بولا۔

"کیا اعتراف کر لیا ہے....!"

"اُسے تمہارے اُس نامعلوم ساتھی کی تلاش ہے جو تم سے بھی پوشیدہ رہ کر کام کر رہا ہے۔!"

"مگر تم نے اُس سے یہ اعتراف کیسے کرا لیا۔"

"صاحب زادے تم شائد مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔"! سنگ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور اس میں کچھ ایسی ہی بات تھی کہ ظفر چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ عمران کہاں ہے۔؟"

"تو گویا تم دوست نہیں دشمن ہو۔" ظفر کا لہجہ بھی بدل گیا۔

"جو دل چاہے سمجھو اب مجھے بھی عمران کی تلاش ہے۔!"

"سنو مسٹر سنگ!اگر جانتا ہوتا تب بھی نہ بتاتا۔ تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔!"

اُن دونوں کے درمیان اُردو ہی میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنگ نے کہا"اگر تمہیں علم ہو گا تو یقینی طور پر اُگل دو گے۔"

"میں نہیں جانتا۔!"

"نہ بتانے پر مار بھی کھاؤ گے اور لڑکی بھی ہاتھ سے جائے گی۔!"

"اُوہ....لڑکی....مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔!"

"لڑکی کی پرواہ مردوں کو ہوتی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اگر تمہیں لڑکی کی پرواہ نہیں ہے تو میں تمہیں مرد ہی نہیں سمجھتا۔!"

"مت سمجھو....!"

"میرا خیال ہے کہ مسوما سے ملنے کے بعد تم اپنے رویئے میں لچک ضرور پیدا کرو گے.... اٹھو.... آؤ میرے ساتھ....!"

"نہیں.... میں اُس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔"

"کیوں.... اس میں کیا قباحت ہے۔!"

"میں مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ میرے ساتھ بہت مہربانی کا برتاؤ کرتا رہا ہے۔"

"تم اٹھتے ہو یا میں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کروں۔!"

ظفر نے سوچا۔ بُرے پھنسے۔ پتا نہیں یہ مردود کیا چاہتا ہے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سنگ کا رویہ اس طرح بدل جائے گا۔!

اُسے جلد ہی اُس کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا جہاں مسوما فرش پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اُس کے جسم پر صرف ایک انڈرویئر تھا۔ اور سر سے پیر تک لہولہان ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی درندے نے سارا جسم بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہو۔!

"تم نے دیکھا۔!" مسوما ہاتھ اٹھا کر کراہا۔

"یہ.... یہ.... کیسے ہوا؟"

"وہ.... وہ.... کوئی خبیث روح ہے.... چمٹ جاتا ہے تو ہڈیاں چٹخنے لگتی ہیں۔ میں جنبش میں نہیں کر سکتا! اور وہ مجھے کاٹتا اور بھنبھوڑتا رہتا ہے۔!"

"کک.... کون....!"

"وہی لمبا آدمی.... لل لیکن.... تم تو صحیح و سالم ہو۔!"

"کس وہم میں ہو دوست! میں بھی اُس کے ہاتھ لگ گیا ہوں۔ اور وہ بھی تمہاری طرح مجھ سے میرے کسی آفیسر کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو میرے علاوہ یہاں موجود ہے۔!"

"مجھ سے بھی پوچھتا تھا۔ لیکن مجھے کیا معلوم.... یہ تم جانو.... ویسے میں تمہیں بتاؤں کہ اگر تم نے اُسے نہ بتایا تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔ وہ آکٹوپس کی طرح جکڑتا ہے۔"

"کیا صرف میرے آفیسر ہی کے بارے میں پوچھا تھا....!"

"وہ تو ثانوی بات تھی اصل معاملہ کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔!"

"کیا معلوم ہوتا ہے۔!"

"حقیقتاً وہ مجھ سے اُس عورت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے تھے۔!"

"کیا اُس نے اُس کا نام لیا تھا۔" ظفر نے پوچھا۔

"نہیں بس یہ پوچھتا رہا تھا کہ اپنے محکمے کے ڈائریکٹر کے علاوہ اور کس سے احکامات حاصل کر رہا ہوں آجکل....!"

"اوہ....!" ظفر کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر چونک کر بولا "آخر تم اس طرح گھاٹ سے کیوں بھاگے تھے۔!"

"میرے آدمیوں نے اُسے ایک جگہ گھیرا تھا! مجھے اطلاع ملی تو دوڑا گیا اتنے میں اُس نے دو کو گرا دیا تھا۔ ایسا ماہر خنجر باز بھی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ ہم مسلح تھے لیکن فائر اس لئے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ساحل پر ہراس پھیل جائے گا۔ بس اسی کمزوری سے اُس نے فائدہ اٹھایا....!"

"وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ دو آدمی مر گئے اور تین زخمی ہیں۔" ظفر نے کہا۔

"مجھے کچھ ہوش نہیں کہ کیا ہوا۔ اُس نے مجھ پر چاقو سے حملہ کرنے کی بجائے کنپٹی پر گھونسہ مارا تھا۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ اُس کے بعد کیا ہوا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس کمرے میں تھا۔ اور اسی حال میں مردود نے میرے کپڑے تک اتروا دیئے۔ اور بھائی ظفر اب تم ایک تدبیر کرو۔!"

"تدبیر.... کیسی تدبیر....!"

"پتا نہیں اُس نے میرا سوٹ کہاں پھینکا ہوگا! کوٹ کی جیب میں فاؤنٹین پن ہے۔ کسی طرح اُسے حاصل کرو۔!"

"فاؤنٹین پن۔!" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔ "بھلا اُس سے کیا ہوگا۔!"

"یہ نہیں بتاؤں گا بس کوشش کرو کہ کسی طرح وہ ہاتھ آجائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ابھی تک صحیح و سالم ہو۔ اور تمہیں محض اسی لئے میرے پاس بھیجا گیا ہے کہ مجھے دیکھ کر عبرت

پکڑ واور جو کچھ وہ معلوم کرنا چاہتا ہے بوکھلا کر اُگل دو!"

"تمہارا اندازہ درست ہی معلوم ہوتا ہے۔!" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"بس تو پھر تم.... صحیح و سلامت ہی رہنے کی کوشش کرو۔ اور کسی طرح میرا فاؤنٹین پن حاصل کرلو ورنہ کتے کی موت مارے جائیں گے۔ دونوں....!"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو بات میرے علم میں نہیں ہے۔ اُسکے بارے میں اُسے کیا بتاؤں گا!"

"کچھ جھوٹ سچ.... یونہی کچھ ہانک دو....!"

"مائی ڈیئر مسوما تم فی الحال اپنے بارے میں سوچو نیچے سے اوپر تک زخمی ہو۔!"

"اس کی پرواہ مت کرو۔ مجھے زخموں کی پرواہ کبھی نہیں ہوئی۔ لیکن اُس خبیث کے ہاتھوں مارا جانا ہرگز پسند نہیں کروں گا۔!"

"کیا واقعی تم اُسے نہیں جانتے۔!"

"میں کیا جانوں.... پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اُس کی قومیت تک کا تو اندازہ لگا نہیں سکا۔!"

"وہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اُس کا ریکارڈ موجود نہ ہو۔!"

"مم.... میں بالکل نہیں سمجھا کہ تم کس کی بات کر رہے ہو۔!"

"وہ مشہور چینی سنگ ہی ہے۔!"

"نہیں....!" مسوما بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہلکے پھلکے میک اپ میں ہے۔ صرف گھنی مونچھوں کے اضافے کے ساتھ۔"

مسوما ہونقوں کی طرح منہ اور آنکھیں پھاڑے بیٹھا رہا۔!

"تت.... تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔!" مسوما بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اتنے قریب سے دیکھنے کا اتفاق کب ہوا تھا۔ یہ تو میں نے ذرا ہی دیر پہلے اُسے پہچانا ہے۔!"

"بہت برا ہوا.... بہت برا.... اُس کے لئے تو پوری بٹالین ناکافی ہوتی....!"

"اب میری بات سنو.... اُن پر ہرگز یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اُسے پہچانتے ہو۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"میں تمہارے لئے کیا کروں۔ تم بہت زیادہ زخمی نظر آرہے ہو....!"

"میری فکر نہ کرو۔ کسی طرح فاؤنٹین پن....!"

"دیکھو بھائی مسوما! میری حیثیت بھی ایک قیدی ہی کی ہے! مجھے کب وہ کوئی ایسا موقع دیں گے کہ میں تمہارا کوٹ تلاش کرتا پھروں۔!"

مسوما خاموش ہو گیا۔ اُس کی زبان بند تھی لیکن آنکھیں کراہ رہی تھیں اُن سے تکلیف کا احساس نمایاں تھا۔!

ظفر سوچ رہا تھا کہ آخر وہ خود سنگ کے جھانسے میں کیوں آگیا اور اَب اُس کا رویہ کیا ہونا چاہئے۔

دفعتاً دروازہ کھلا اور سنگ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا.... اُس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک فاؤنٹین پن تھا.... مسوما اُسے خوفزدہ نظروں سے دیکھتا رہا۔

"یہ رہا تمہارا فاؤنٹین پن۔ کیا اَب بھی تمہیں اس سے انکار ہے کہ تم زیرولینڈ کے ایجنٹ ہو!"

"مسوما تھوک نگل کر رہ گیا.... سنگ ظفر الملک کی طرف مڑا۔ چند لمحے اپنی تیز چمکیلی آنکھوں سے گھورتا رہا پھر بولا "تم نے بہت اچھا کیا کہ اسے میری شخصیت سے آگاہ کر دیا۔!"

"وہ.... دراصل.... مم.... میں....!"

"خاموش رہو...." کہہ کر وہ مسوما کی طرف گھوما۔

"اپنا کوڈ نمبر اور انٹروڈکٹری کوڈ بتاؤ۔"

مسوما سختی سے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

"نہ بتانے کی صورت میں مار ڈالوں گا اور اس سے میرا کوئی نقصان بھی نہ ہوگا۔!"

"بتادو.... کیوں جان دے رہے ہو۔!" ظفر بول پڑا۔

"میں نے کہا تھا کہ تم خاموش رہو۔" سنگ غرایا۔

ظفر نے دیکھا کہ مسوما آہستہ آہستہ اٹھ رہا ہے۔ پھر وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ اور عجیب سی آواز میں بولا۔ "تم مجھے مار ڈالو.... میں دوغلا نہیں ہوں تم مجھ سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکتے....!"

"کیا یہ دوغلا پن نہیں ہے کہ تم اپنی قوم کو دھوکے میں رکھ کر بین الاقوامی مجرموں سے تعاون کر رہے ہو....!"

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنی قوم کے مفاد میں کیا ہے۔ قوم کا مفاد اسی میں ہے کہ ہم بڑی طاقتوں کے کسی مخالف کا ساتھ دیں۔!"

سنگ ہی نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ ”یہ چوٹٹے.... بڑی طاقتوں کے مخالف۔“

”ہم اُن کی مدد سے سفید فاموں کو افریقہ سے نکال باہر کریں گے۔!“

”بس......بس......!“ سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”نکل گئے سفید فام......اپنا کوڈ نمبر بتاؤ......“

”ناممکن....!“

”نمک کے ڈھیر میں دفن کرادوں گا۔!“

ظفر کانپ کر رہ گیا۔ لیکن اس دھمکی نے بھی مسوما پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ وہ پہلے ہی کی طرح تنا کھڑا ہوا تھا۔!

”آدھے گھنٹے کی مزید مہلت دیتا ہوں.... اس کے بعد....!“ سنگ جملہ پورا کئے بغیر دروازے کی طرف مڑ گیا....!

وہ چاروں موانزا پہنچ چکے تھے اور جولیانافٹنر واٹر کی تلاش جاری تھی۔ کیپٹن بگاسی کے علاوہ اور کسی مقامی آدمی کو عمران نے ساتھ نہیں لیا تھا... وہ چاروں فوجی ہی وردی میں تھے۔!

جوزف خاص طور پر بگاسی کی نگرانی کرتا رہتا۔ جس فاؤنٹین پن کا ذکر اُس نے عمران سے کیا تھا۔ اَب بھی کیپٹن بگاسی کی جیب میں موجود تھا۔ لیکن جوزف نے اُسے استعمال کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ہر وقت اُس کے سر پر سوار رہتا۔!

عمران کبھی کبھی اُن سبھوں سے الگ ہو کر جیبی ٹرانسمیٹر کے ذریعے جولیا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

جیمسن جوزف کو چھیڑتا رہتا.... کبھی کبھی دونوں بُری طرح اُلجھ جاتے.... لیکن کیپٹن بگاسی خاموش تماشائی بنا رہتا۔ وہ ہمہ وقت کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا جیسے اُسے آس پاس کی چیزیں تک نہ دکھائی دیتی ہوں۔ اور کانوں میں کوئی آواز نہ پڑتی ہو۔

ویسے عمران اُس سے بات بات پر مشورہ کرتا رہتا تھا۔ لیکن اُس نے شائد ہی کبھی خود سے کسی کو مخاطب کیا ہو۔ اِس وقت عمران اُس سے پوچھ رہا تھا کہ مطلوبہ ایجنٹ کو تلاش کرنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔

"آپ کو یقین ہے کہ وہ موانزا ہی میں ہے۔!" بگاسی نے سوال کیا۔

"یقین کامل ہی سمجھو.....!"

"تو پھر ہوٹلوں کے رجسٹر چیک کئے لیتے ہیں۔!"

"نہیں کیپٹن! مجھے علم نہیں کہ اُس نے کس نام سے خود کو رجسٹر کرایا ہوگا۔"

"تب تو مشکل ہے جناب.....!"

پھر تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے ایک خبر سنی جو جنگل کی آگ کی طرح موانزا میں پھیل رہی تھی۔ کسی خنجر باز نے دو آدمیوں کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا تھا۔ اور قاتل پکڑا نہیں جا سکا! جلد انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ زخمیوں کو کہاں رکھا گیا ہے اُن سے کم از کم حملہ آور کا حلیہ تو معلوم ہی ہو سکتا۔ خبر سنتے ہی عمران کو سنگ ہی کا خیال آیا تھا۔ کیپٹن بگاسی اور جوزف کو زخمیوں سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے روانہ کر دینے کے بعد وہ جیمسن سے بولا۔ "ہو سکتا ہے..... اِن پانچوں میں تمہارا اسوما بھی شامل ہو.....!"

"یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا۔!"

"حملہ آور سنگ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تین انچ کے پھل والے چاقو سے بھی وہ مہلک وار کر سکتا ہے۔!"

"خدا جانے۔ مجھے تو اَب اُلجھن ہونے لگی ہے۔ اس معاملے سے۔!"

عمران کچھ بولا۔ دونوں خیمے سے باہر نکل آئے۔ کسی ہوٹل میں قیام کرنے کی بجائے اُس نے خیمے میں رہنا پسند کیا تھا۔

"تو اُس کے لئے کیا طے پایا یور میجسٹی۔!" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا "کیا ہم چار ہی کی گوما کی طرح جائیں گے۔!"

"دیکھتے رہو.....!" عمران نے کہا۔ وہ کسی قدر متفکر نظر آ رہا تھا!

دفعتاً ایک ٹیکسی قریب آ کر رکی..... وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اگلی سیٹ سے جوزف اُترا تھا اور پچھلی سیٹ سے جولیا اور بگاسی اُترے تھے..... عمران نے طویل سانس لی۔

"یہ مجھے..... اسپتال کے قریب ہی ملی تھیں....." جوزف عمران کو سلیوٹ کر کے بولا۔

"اندر جاؤ.....!" عمران نے خیمے کی طرف اشارہ کیا..... وہ چلی گئی۔

بگاسی نے کہا ”زخمی خواب آور دوا کے زیر اثر ہیں اس لئے کچھ بھی نہیں ہو سکا۔! لیکن اطلاع ملی ہے کہ اُن میں سے ایک کو اتنا ہوش تھا کہ پولیس کو بیان دے سکتا۔ اب میں دوسرے ذرائع سے اُس کے بیان کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔!“

”ٹھیک ہے.... تم دونوں جاؤ۔!“

دفعتاً خیمے کے دروازے سے جولیا کی آواز آئی۔ ”میرے پاس زخمیوں سے متعلق بھی اطلاع ہے۔!“

عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور اُن تینوں سے بولا۔ ”تم لوگ فی الحال اپنے خیموں میں جاؤ۔!“

جولیانا فٹنر واٹر کسی قدر بوکھلائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اُس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔ ”وہ مسوما کے آدمی ہیں۔ ایک زخمی کے بیان کے مطابق حملہ آور تنہا تھا۔ حلیہ دبلا پتلا اور غیر معمولی طور پر لمبا۔ ناک چپٹی۔ گھنی مونچھیں۔!“

”میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔!“ عمران طویل سانس لے کر بولا۔

”ظفر بھی اُسی عمارت میں پہنچا دیا گیا ہے جہاں میں نے سنگ کو دیکھا تھا۔ دراصل میں ظفر ہی کے پیچھے تھی۔ ایک لڑکی اُسے تیراکی کے گھاٹ سے اپنے ساتھ لے گئی۔ عمارت ایک زرعی فام کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے فاصلہ چار پانچ میل ہو گا۔!“

”اُسے کوئی لڑکی ہی لے جا سکتی ہے۔!“

”جھیل میں تیراکی کے کمالات دکھا رہا تھا۔ کئی لڑکیوں نے گھیر لیا اور اُن میں سے ایک اُسے لے گئی۔!“

”تم کیا چاہتی تھیں؟ سب لے جائیں۔!“

”فضول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو.... پتا نہیں وہ ظفر کا بھی کیا حشر کرے۔!“

”کیا تمہیں ظفر سے مل بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔!“

”میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔!“

”حالانکہ اُس سے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ سنگ نے اُس سے کس قسم کی باتیں کی تھیں۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔ چلو بتاؤ وہ عمارت کہاں ہے۔“

اُن کے پاس دو گاڑیاں تھیں۔ ایک میں جیمسن، جوزف اور کیپٹن بگاسی بیٹھے تھے.... اور دوسری میں یہ دونوں۔!

"جیمسن پر جو تجربہ تم نے کیا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا۔!" جولیا نے پوچھا۔

"گونگے فراہم کر کے ان کا بلڈ گروپ معلوم کیا جاتا ہے.... جیمسن اپنا خون تجزیئے کے لئے دے کر ہسپتال سے بھاگ نکلا تھا۔ اُس نے سُن لیا تھا کہ وہ بلڈ گروپ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔!"

"تو گویا.... یہ گونگے....!"

"ہاں.... یہاں گونگوں ہی پر تجربہ کیا جارہا ہے! اچھا.... تم وہ جگہ دکھا کر جیمسن کے ساتھ واپس چلی جاؤ گی۔!"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں.... بہت تھک گئی ہوں.... لیکن پہلے تم وعدہ کرو کہ سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے....!"

"میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔"

"کیا مطلب۔!"

"بسا اوقات کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔!"

"تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"اٹھا کر پٹخ دوں گا۔!"

"کچھ بھی کہو۔!" وہ سر جھٹک کر بولی۔ "ایکس ٹو نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ تمہیں حماقتوں میں پڑنے سے باز رکھوں۔!"

عمران نے طویل سانس لی.... اور سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ ٹھیک اُسی وقت جولیا بولی۔ "وہ دیکھو بائیں جانب جو کھیتوں کا سلسلہ ہے.... وہی ہے.... عمارت کچھ دور اندر جا کر اُس ٹیلے کے پیچھے ہے۔!"

عمران نے گاڑی سے باہر ہاتھ نکال کر پچھلی گاڑی کو رفتار کم کرنے کا اشارہ کیا تھا.... پھر اُس نے اپنی گاڑی روک دی! پچھلی گاڑی بھی قریب ہی آرکی۔

عمران نے اپنی گاڑی سے اُترتے ہوئے جیمسن سے کہا "تم انہیں واپس لے جاؤ اور وہیں ہماری واپسی کے منتظر رہنا۔!"

شائد جولیا نے بگاسی کی موجودگی میں بات بڑھانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔! ورنہ تیور تو بہت بُرے تھے۔ مجبوراً اُتر کر دوسری گاڑی میں جا بیٹھی! جیمسن کی آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک نظر آئی تھی۔ جیسے کسی اُکتا دینے والے کام سے نجات مل گئی ہو۔ جلدی سے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی موڑی تھی اور تیز رفتاری سے نکلا چلا گیا تھا۔

"کیپٹن بگاسی.....!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"لیس سر۔!"

"اب ہم جس آدمی سے دوچار ہونے والے ہیں! انتہائی خطرناک ہے! تم نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ وہ کون ہوگا۔!"

"میں کچھ نہیں سمجھا جناب.....!"

"میں اُس آدمی کی بات کر رہا ہوں جس نے دو آدمیوں کو ختم کر دیا اور تین اُس کے ہاتھوں زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔!"

"لل..... لیکن ہمیں اس سے کیا سروکار.....!"

"میرا ایک ایجنٹ بھی اُس کے قبضے میں ہے۔!"

"میں بے حد محتاط رہوں گا جناب.....!"

"تمہارے پاس خانہ تلاشیوں کا مخصوص اجازت نامہ موجود ہے۔!"

"لیس سر.....!"

"بس تو پھر بیٹھو گاڑی میں۔!"

جوزف کی بجائے عمران نے اسٹیئرنگ وہیل سنبھالا اور گاڑی کھیتوں کی طرف روانہ ہو گئی۔ جوزف پچھلی سیٹ پر چلا گیا تھا۔ بگاسی عمران کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے کنکھیوں سے دیکھا! فونٹین پن بگاسی کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اُسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتا تھا..... گاڑی کھیتوں کے درمیان والے کشادہ راستے پر مڑ گئی۔

"ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہو۔!" عمران نے کہا اور اُن دونوں کے ہولسٹروں سے اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور نکل آئے۔

ٹیلے کے قریب پھر ایک موڑ آیا اور عمارت سامنے ہی دکھائی دی..... عمران نے ایکسیلریٹر

پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا" ہم ریڈ کر رہے ہیں رسمی کارروائیوں کی ضرورت نہیں ہے۔!"

اور پھر وہ سچ مچ ریڈ ہی ثابت ہوا تھا.... عمارت کے مکیں بوکھلا گئے۔ ایمی بھی موجود تھی اور اُس کا چچا ویسلی لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔

وہ لمبا آدمی کہاں ہے۔!" عمران نے اُس سے سوال کیا۔!

"وہ... وہ.... تو کہیں گیا ہوا ہے....!"

"کب....؟"

"کچھ ہی دیر پہلے جناب! مگر میں نہیں سمجھ سکتا۔!"

"وہ کہاں ہے۔!" عمران نے ایمی سے پوچھا۔" جسے تم ساتھ لائی تھیں۔!"

"کب کا چلا گیا۔" ایمی نے لاپرواہی سے کہا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے!"

"پوری عمارت کی تلاشی لو۔!" عمران نے جوزف اور بگاسی سے کہا۔

"یہ زیادتی ہے جناب۔" موٹا ہکلایا۔ میں ایک ذی عزت شہری ہوں۔!"

کیپٹن بگاسی ہاتھ اٹھا کر بولا۔" ملک کے دفاع کے نام پر.....میرے پاس خصوصی اجازت نامہ ہے۔ چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔!"

موٹا آدمی تھوک نگل کر رہ گیا۔ عمران وہیں ٹھہرا رہا۔ موٹا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔ لیکن ایمی اُن دونوں کے پیچھے چل پڑی تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا" تم کہاں چلیں۔!"

"ہم اپنی چیزوں کے تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔ اجنبیوں پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ کوئی ہوں۔!" وہ پلٹ کر چنچنائی۔

عمران شانے سکوڑ کر رہ گیا۔!

"دیکھئے جناب! جو کچھ کیا ہے اُس نے کیا ہے! میں کچھ نہیں جانتا۔!" موٹے آدمی نے ہانپتے ہوئے کہا۔" دراصل ہم اُس کے مقروض ہیں۔ اس لئے جب چاہتا ہے دبا لیتا ہے۔!"

"میں سمجھتا ہوں....!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"اور اُسی نے اُس کو زخمی بھی کیا ہے۔!"

"کس کو....؟"

"کالے آدمی کو....!"

"اُوہ.... تو کوئی کالا آدمی بھی ہے! لیکن کالے سے کیا مراد ہے۔!"

"مقامی باشندہ جناب.... مسوما کہہ کر اُسے مخاطب کر رہا تھا۔"

"اور دوسرا جو لڑکی کے ساتھ آیا تھا۔!"

"وہ ٹھیک ہے۔ اُس پر اُس نے تشدد نہیں کیا۔ لیکن دھمکیاں دیتا رہا تھا۔"

دفعتاً کسی طرف سے ایک فائر ہوا۔ اور موٹا آدمی دھم سے فرش پر آ رہا۔ عمران نے پوزیشن لینے کے لئے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی۔ لیکن پھر کوئی فائر نہ ہوا۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔!

فائر کی آواز پر جوزف بھی دوڑ آیا تھا۔!

"کیا ہوا باس۔؟"

"فائر.... تم اُدھر اُس کھڑکی پر جاؤ۔"

لیکن باہر سناٹا تھا۔ اور دور تک مکئی کے کھیت لہلہا رہے تھے۔! موٹا آدمی مر چکا تھا اور لڑکی اُس پر گری ہوئی سسک رہی تھی۔ پھر سر اٹھا کر چیخی.... "اس نے کیا کیا تھا۔ تم نے اسے کیوں مار ڈالا۔"

"ہم نے نہیں مارا لڑکی۔ باہر سے کسی نے فائر کیا تھا۔!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

اتنے میں بگاسی ظفر کو ساتھ لئے ہوئے وہاں آ پہنچا۔

"دوسرا زخمی مر چکا ہے جناب۔!" اُس نے عمران کو اطلاع دی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر موٹے آدمی کو دیکھنے لگا جس کی داہنی کنپٹی پر سوراخ ہو گیا تھا۔

پورشیا سنگلٹن میز پر جھکی ہوئی ایک چھوٹے سے نقشے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ کبھی کبھی محدث شیشہ بھی استعمال کرتی۔

دفعتاً ایک سفید فام آدمی اجازت لے کر اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے۔؟" اس نے سر اٹھا کر پوچھا!

"دیر سے کوئی رہ رہ کر کال کر رہا ہے۔ لیکن کوڈ نمبر کا حوالہ دیئے بغیر۔"

"جب کوڈ نمبر نہیں بتا رہا تو تم نے کیسے سمجھ لیا کہ وہ کال تمہارے لئے ہے۔!"

"تنظیم کے بڑوں کو جس طرح مخاطب کیا جاتا ہے اُسی طرح کر رہا ہے مادام۔!"

"اُوہ....!" وہ سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی "اچھا چلو دیکھے لیتے ہیں۔" وہ اُس کے ساتھ اُس جھونپڑے میں پہنچی جو آپریشن روم بنا رکھا تھا۔!

ایک آدمی ٹرانس میٹر کا ہیڈ فون چڑھائے بیٹھا نظر آیا۔ پورشیا کے ساتھی نے اشارے سے کچھ پوچھا۔ جس کا جواب اثبات میں ملتے ہی پورشیا سے بولا۔ "کال ہو رہی ہے مادام....!"

پورشیا نے دوسرا ہیڈ فون کانوں پر فکس کرتے ہوئے دوسرے آدمی کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہیڈ فون اُتار دے....

وہ ہیڈ فون اتار کر مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو.... کون ہے....! پورشیا آواز دبا کر بولی۔

"تم کون ہو۔؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تمہیں اس سے کیا! کس کو کیا پیغام پہنچانا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔!"

"بگ ون کے لئے پیغام ہے۔!"

"تمہاری شناخت....!" پورشیا بھنا کر بولی۔

"جونک کہہ دینا.... کافی ہو گا....!"

"کہو کیا کہنا ہے۔!"

"ایک شرط پر سمجھوتہ کر سکتا ہوں! ورنہ کھیل بگاڑ دوں گا۔!"

"کون سا کھیل بگاڑ دو گے۔!" پورشیا نے اس بار آواز بدلنے کی کوشش بھی کی تھی اور لہجہ بھی پہلے سے مختلف تھا۔

"اُوہ.... تو تم خود ہو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بکواس بند کرو.... اصل موضوع کی طرف آؤ۔!"

"اصل موضوع یہ ہے کہ میں سچ مچ تمہارا کھیل بگاڑ دوں گا۔ ورنہ میرا بھی ایک کام کرو۔!"

"کام کی نوعیت بتاؤ۔!"

"میں کچھ اسلحہ اُسی طرف سے پڑوسی ملک میں پہنچانا چاہتا ہوں جہاں تم اپنا کام کر رہی ہو۔!"

"وہاں کی خانہ جنگی ہمارے مشن سے مطابقت نہیں رکھتی۔!"

"مجھے اس سے کیا سروکار کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا پسند نہیں ہے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سنو.... فوری طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک گھنٹے بعد پھر کال کرنا۔ کوڈ نمبر زیڈ ایل فائیو، نوٹ کرو....!"

"میں کیا کروں گا کوڈ نمبر نوٹ کر کے....!"

"تاکہ رابطہ قائم کرنے میں تمہیں دشواری نہ ہو۔ سنا ہے بہت دیر سے کال کرتے رہے تھے۔!"

"بہت مہربان ہو رہی ہو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا کہ تم سے خواہ مخواہ جھگڑا ہو گیا۔!" پورشیا نے کہا۔ اور قریب کھڑے ہوئے آپریٹر کو کسی قسم کا اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے ایک مشین کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔

"افسوس تو مجھے بھی ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔"

آپریٹر نے دوسری مشین کا ایک تار ٹرانسمیٹر سے منسلک کر دیا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔!" پورشیا بولی۔

"تنظیم مجھے رد کر چکی ہے۔!"

"لیکن مجھ سے اختلاف کرنے کی جرأت کسی میں بھی نہ ہو گی۔!"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن اب میں الگ ہی رہنا چاہتا ہوں۔!"

"خیر.... یہ دوسری بات ہے! لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ دشمنی بھی برقرار رہے۔"

"میں ایک گھنٹے بعد کال کروں گا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور پھر سناٹا چھا گیا۔

پورشیا نے ہیڈ فون اتار کر میز پر رکھ دیا اور اُس آپریٹر کو دیکھنے لگی جو دوسری مشین پر جھکا ہوا کچھ نوٹ کر رہا تھا۔

آپریٹر نے دوسرے ہی لمحے میں پیڈ اُس کے سامنے رکھ دیا۔ اُس نے اُس کے نوٹ پر نظر ڈالی اور وہ ورق پیڈ سے الگ کرتی ہوئی اٹھ گئی۔

"ایک گھنٹے بعد وہ زیڈ۔ ایل۔ فائیو کے حوالے سے کال کرے گا۔ مجھے اطلاع دینا۔" اس نے آپریٹر سے کہا اور باہر نکل آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت جلدی میں ہو۔ پھر ایک جھونپڑے کے سامنے رک کر دروازے کی زنجیر ہلائی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا تھا۔ ایک گٹھیلے اور توانا جسم والا سفید فام سامنے کھڑا نظر آیا۔ پورشیا کو دیکھ کر وہ احتراماً جھکا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جھونپڑے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "کوئی مقامی ایجنٹ مارا گیا ہے اور اس کی کلپ ڈیوائیس سنگ ہی کے ہاتھ لگ گئی ہے۔!"

"مجھے حیرت ہے مادام۔!"

"اُس سے جھگڑے کے بعد میں نے سارا سسٹم تبدیل کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی....!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گئی۔

"آپ تشریف رکھئے۔!" اُس نے کہا "اگر وہ یہاں ہے تو اُس سے نپٹ لیا جائے گا۔!"

پورشیا آپریٹر کے پیڈ سے الگ کئے ہوئے ورق پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "انڈیکیٹر کے مطابق تیس ڈگری جنوب مشرق.... فاصلہ ایک سو بیس میل۔!"

"اس کا مطلب ہوا کہ وہ موانزا میں کہیں ہے۔" مرد نے کہا۔

"تم سارے مقامی ایجنٹوں کو یکے بعد دیگرے چیک کرو۔ معلوم ہو جائے گا کہ کس کا ٹرانس میٹر اُس کے ہاتھ لگا ہے۔!"

"بہت بہتر مادام.... لیکن وہ کیا چاہتا ہے۔!"

"ٹنگانیکا جھیل کے اُس پار اسلحہ سمگل کرنا چاہتا ہے۔ دھمکی دی ہے کہ اگر ہم نے اپنے بنائے ہوئے راستوں سے اُس کی یہ مشکل آسان نہ کی تو وہ ہمارے مشن کو نقصان پہنچائے گا۔!"

"اچھی بات ہے میں ایک ایک کر کے سارے ایجنٹوں کو کال کرتا ہوں۔"

"ظفر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔!"

"مسوما کے علاوہ اور کسی نے بھی اُس سے ملنے کی کوشش نہیں کی! آج صبح کی رپورٹ ہے کہ وہ دونوں موانزا میں ہیں۔!"

"کون دونوں۔؟" پورشیا چونک کر بولی۔

"مسوما اور ظفر۔!"

"اُوہ.... احمق....!" پورشیا دانت پیس کر رہ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔

"مجھے یقین ہے کہ مسوما ہی مارا گیا ہے۔ اُسی کا ٹرانس میٹر سنگ کے قبضے میں ہے۔ سنگ بھی عمران کے ساتھیوں کو پہچانتا ہے۔ ظفر ہی کی وجہ سے مسوما کی طرف متوجہ ہوا ہو گا۔!"

"ہو سکتا ہے مادام۔!"

"اپنے آدمیوں سے کہو ظفر پر کڑی نظر رکھیں۔!"

"بہت بہتر مادام۔!"

"فوجی کیمپ کی کیا خبر ہے۔!"

"آخری خبر۔ چار دن پہلے آئی تھی....!"

"کرنل ڈونا بونارڈ۔ بل جیروم سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔!"

"ہاں مادام....!"

"خیر۔ اُن لوگوں کو تو دیکھ لیا جائے گا۔ لیکن ٹھہرو تم نے یہی تو بتایا تھا کہ کرنل سمیت چار آدمی فی الحال کی گوما کی طرف جانے والے ہیں۔ اُن میں سے دو آدمی کرنل ہی کے ہیں۔ اور چوتھا بگاسی۔!"

"ہاں مادام.... کیپٹن بگاسی نے یہی اطلاع دی تھی۔!"

"سوچنے کی بات ہے کہ کیپٹن بگاسی ہی کیوں۔ کوئی اور کیوں نہیں۔!"

"ہو سکتا ہے! بگاسی نے دیدہ و دانستہ اپنی بہت زیادہ باخبری کا ثبوت پیش کیا ہو اور اسی بناء پر منتخب کر لیا گیا ہو۔!"

"تمہاری یہ دلیل مجھے مطمئن نہیں کر سکی! اس کی وضاحت چاہتی ہوں۔"

"میں اُسے کال کر کے پوچھ لوں گا۔!"

"جتنی جلد ممکن ہو۔ مقامی ایجنٹوں کو کال کرنے کا سلسلہ اُسی سے شروع کرنا۔!"

"بہت بہتر مادام....!"

دفعتاً کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ اور سفید فام آدمی نے اونچی آواز میں کہا "آجاؤ!"۔

دروازہ کھول کر ایک آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اور اُسے ایک پرچہ تھما کر واپس چلا گیا۔

"اوہ...." وہ پرچے پر نظر ڈال کر بولا "یہ تو بگاسی ہی کا پیغام ہے۔ مائی گاڈ.... کہتا ہے ہم

موانزا میں ہیں۔ یہاں کرنل کا تیسرا ساتھی عجیب حالات میں ملا ہے۔ وہ ایک کمرے میں بند تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش موجود تھی۔ مرنے والے کا نام کرنل کے ساتھی نے مسوما بتایا ہے۔ کرنل کا یہ ساتھی ایشیائی معلوم ہوتا ہے نام ظفر ہے۔!"

"بڑی عمدہ خبر ہے۔" پورشیا پُر مسرت لہجے میں بولی "لیکن یہ بگاسی اول درجے کا گدھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ موانزا میں کہاں قیام ہے۔!"

"فکر نہ کیجئے مادام.... ہم تلاش کر لیں گے۔!"

"یہ کرنل ڈونا بونارڈ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اِس پر میں لاکھوں کی شرط لگانے کو تیار ہوں۔!"

"تو پھر ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔"

"کھیتوں پر دوائیں چھڑکنے والا ہیلی کوپٹر آرڈر میں ہے یا نہیں۔!"

"ابھی معلوم کرتا ہوں مادام....!"

"جلدی کرو میں اپنے ٹھکانے پر ملوں گی۔"

"اور سنگ والی کال کا کیا بنے گا جو ایک گھنٹے بعد ہونے والی تھی۔"

"اُسے جہنم میں جھونکو۔ عمران اُس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔!"

"جیسی آپ کی مرضی۔!"

جیسے ہی گفتگو ختم کر کے کیپٹن بگاسی نے فاؤنٹین پن جیب میں رکھا۔ جوزف نے اس پر چھلانگ لگادی اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔" بگاسی غرایا تھا۔

"غدار کے بچے.... یہ ٹرانسمیٹر میرے حوالے کر دو۔ ورنہ جان سے مار دوں گا۔"

"کک.... کیسا ٹرانس میٹر.... خیں.... خیں.... چھوڑو....!"

جوزف نے اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

جوزف نے فاؤنٹین پن اُس کی جیب سے نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔!

یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب وہ ویسلی کے فارم سے واپس ہو رہے تھے۔ ایک جگہ کیپٹن بگاسی نے اچانک پیٹ میں درد اٹھنے کا بہانہ کر کے گاڑی رکوائی تھی اور جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا تھا۔ جوزف بھی اتر گیا۔ اُس نے اُس کا وہ پیغام اچھی طرح سن لینے کے بعد ہی اُس پر حملہ کیا تھا۔

"اب اس کا کیا کریں باس۔" جوزف نے بے ہوش بگاسی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔!

"تم نے جلد بازی سے کام لے کر دشواریاں پیدا کر دیں۔!"

"وہ پیغام ایسا ہی تھا۔ باس! ہم بے خبری میں مار لئے جاتے۔ اُس نے اس وقت کے واقعے کی پوری رپورٹ دی تھی۔ مسٹر ظفر کا بھی نام لیا تھا۔!"

پھر اُس نے پورا پیغام لفظ بلفظ دہراتے ہوئے کہا "پھر میں کیا کرتا باس! میں نے سوچا اب اس سے ٹرانس میٹر چھین ہی لینا چاہئے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس نے فاؤنٹین پن جوزف سے لے کر اپنی جیب میں ڈالا تھا اور بیہوش بگاسی کو گاڑی کی طرف اٹھوالایا تھا۔

واپسی کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ ظفر اگلی سیٹ پر عمران کے ساتھ تھا۔ کیپٹن بگاسی کو پچھلی سیٹ پر جوزف کے ساتھ بٹھایا گیا تھا اور جوزف پوری طرح ہوشیار تھا۔ ظفر عمران کو پورشیا سنگلٹن سے اچانک ملاقات کے بارے میں بتانے لگا تھا۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا اور اُس کے خاموش ہونے پر طویل سانس لے کر بولا۔ "تم سے فوری طور پر رابطہ قائم نہ کر کے مین نے غلطی کی تھی۔"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"دارالسلام میں تمہاری نگرانی ہی کرا تارہ گیا تھا۔ ورنہ اگر پورشیا سنگلٹن کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہو جاتا تو۔"

"تو وہ ایکس ٹو کی ایجنٹ نہیں ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... اچھی طرح سوچ کر بتاؤ۔ کھانے کے بعد سے دارالسلام کے ہسپتال تک پہنچنے کے درمیان ہوش کا کوئی وقفہ بھی یادداشت کی سطح پر اُبھرتا ہے یا نہیں۔!"

"ہرگز نہیں.... میں پہلے ہی غور کر چکا ہوں۔!"

اُدھر بگاسی ہوش میں آچلا تھا۔ جوزف نے اپنا ریوالور اُس کے بائیں پہلو سے لگا دیا۔!

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!" بگاسی تھوڑی دیر بعد کراہا۔

"یہ تو تم ہی بتاؤ گے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔" عمران نے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن میرا قصور کرنل.... تمہارے آدمی نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔"

"اپنا کوڈ نمبر بتاؤ.... ورنہ بہت بُرا حشر کروں گا!" عمران بولا۔

"کوڈ نمبر.... کیسا کوڈ نمبر....!"

"فاؤنٹین پن سیریز والا.... تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے خصوصیت سے تمہارا ہی انتخاب کیوں کیا تھا....!"

بگاسی کچھ نہ بولا۔

"کیا سمجھ کر تم نے اپنے ملک سے غداری کی سوچی تھی۔!" عمران نے سوال کیا۔

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے ملک کے مفاد میں کیا ہے۔" بگاسی کراہا۔

"وہ کس طرح....؟"

"پورا براعظم بڑی طاقتوں کا اکھاڑا بننے والا ہے۔ لہذا میں بڑی طاقتوں کے دشمن کا ساتھ کیوں نہ دوں۔!"

"اگر تم مجھے قائل کر سکے تو میں بھی تمہارا ساتھی بن جاؤں گا۔ ذرا بتانا تو کہ اس دشمن کی بساط کیا ہے۔!"

"دنیا کے بہترین دماغ ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے حربوں کا کوئی توڑ نہ ہو گا۔"

"کب سے سرگرمِ عمل ہیں یہ لوگ اور انہوں نے اب تک بڑی طاقتوں کا کیا بگاڑ لیا ہے۔!"

"یہ میں نہیں جانتا.... لیکن میرا ایمان ہے اُس پر جو کچھ کہہ رہا ہوں۔!"

"کیا انہیں تمہارے ملک کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔؟"

"ہرگز نہیں.... بہتیروں نے تو نام تک نہ سنا ہو گا....!"

"وہ صرف بین الاقوامی ٹھگ ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں۔ عالمی حکومت کا تصور فراڈ ہے۔!"

"ہاں! عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔!"

"نہ سمجھو۔ مگر کوڈ نمبر تو بتانا ہی پڑے گا۔!"

بگاسی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور جوزف اُس کی پسلی پر ریوالور کا دباؤ ڈالتا ہوا بولا

"جلدی سے اُگل دو.... ورنہ فائر کر دوں گا۔!"

"میری زندگی افریقہ کی سلامتی سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ شوق سے گولی مار دو۔ میں مزاحمت نہیں کروں گا۔"! بگاسی آنکھیں بند کر کے بولا۔

"جلدی نہ کرو۔ اسے سوچنے کا موقع دو۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

گاڑی کی رفتار تیز نہیں تھی۔ عمران بگاسی کو وقت دے رہا تھا۔ خیموں تک پہنچنے سے قبل اُس کی زبان کھلوا لینا چاہتا تھا۔

بگاسی بدستور آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے بہت ہی خوش کن تصورات میں ڈوبا ہوا ہو۔

جوزف اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا "کیپٹن بگاسی اگر تم مجھے اپنا کوڈ نمبر بتا دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں نکل جانے کا موقع دے دوں گا۔ تمہارے حکام کے حوالے نہیں کروں گا۔"

"بیکار ہے کرنل.... تم مجھے اس پر کسی طرح آمادہ نہیں کر سکو گے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم مجھے میرے حکام کے حوالے کر دو تاکہ میری غداری کی پبلسٹی اس ریمارکس کے ساتھ ہو سکے کہ میں نے مر جانا قبول کر لیا لیکن زبان نہیں کھولی۔"

"اس سے کیا ہوگا۔!"

"مجھ جیسے دوسرے سرفروشوں کو آگے بڑھنے کا موقع ملے گا اور وہ بھی اس تنظیم سے منسلک ہو جائیں گے۔!"

"وہم ہے تمہارا کیپٹن بگاسی۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ یہ تنظیم ساری دنیا میں کس طرح بدنام ہے۔ یہ تنظیم حکومتوں کو بلیک میل کر کے اپنے مؤکل ملکوں سے بہت بڑی بڑی رقمیں وصول کرتی ہے اور انہیں مجرمانہ طور پر ضائع کر دیتی ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ عام تاثر یہی ہے۔!"

"تو پھر تم خود غور کرو۔!"

"افریقہ کو سفید فاموں کے پنجے سے رہائی دلانے کے لئے میں شیطان سے بھی ساز باز کر سکتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے تو تم گمنامی کی موت مر جاؤ گے۔ تمہارے اس کارنامے کی تشہیر نہیں ہو سکے گی۔!"

کیپٹن بگاسی قیدیوں ہی کی طرح خیموں تک لایا گیا تھا اور اُس نے گلو خلاصی کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ اُس کے چہرے سے ایسی ہی طمانیت کا اظہار ہو رہا تھا جیسے کسی نیک مقصد کے حصول میں ناکام ہو جانے کے بعد شہادت کا منتظر ہو۔

جوزف نے آہستہ سے کہا "باس! وہ کوڈ نمبر نہیں بتائے گا۔ مسٹر ظفر نے مسوما کے بارے میں بھی یہی بتایا تھا۔ اُسکے زخموں پر نمک چھڑکا گیا۔ تڑپ تڑپ کر مر گیا مگر کوڈ نمبر نہیں بتایا۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے! مجھے ہمدردی ہے ان لوگوں سے۔ بے حد مخلص لوگ ہیں۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا "لیکن غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سفید فاموں سے پیچھا چھڑانے کے لئے ٹھگوں کی گود میں جا بیٹھے ہیں۔!"

"تو پھر اب اس کا کیا کرو گے باس....!"

"سوچنا پڑے گا.... ہیڈ کوارٹر کے حوالے نہیں کرنا چاہتا!"

"میں بتاؤں باس! تمہارے پاس تو طرح طرح کے انجکشن بھی ہیں۔ ذہنی طور پر مفلوج کر کے کسی ہسپتال میں ڈلوا دو۔!"

"گڈ....!" عمران اس کا شانہ تھپک کر بولا "مجھے تم سے اتفاق ہے۔ فی الحال میں خواب آور دوا انجکٹ کروں گا۔!"

دفعتاً ایک ہیلی کوپٹر خیموں کے اوپر سے گذرتا ہوا چلا گیا! کچھ دور جا کر پھر پلٹا تھا۔ بگاسی جو گھٹنوں میں سر دیئے خاموش بیٹھا تھا چونک کر اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

"ذرا دیکھنا۔!" عمران نے جوزف سے کہا اور وہ خیمے سے نکل گیا۔ اس بار شائد ہیلی کوپٹر وہیں کہیں فضا میں معلق ہو گیا تھا اور اُسکی کان پھاڑ دینے والی آواز ایک جگہ جم کر رہ گئی تھی۔ جوزف واپس آ گیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا!" محکمہ زراعت کا ہے۔ شائد مچھر مار دوا چھڑک رہا ہے۔ ہر خیمے پر۔!"

پھر وہ کھڑے کھڑے دھم سے زمین پر چلا آیا۔ عمران اُسطرف جھپٹا بگاسی بھی بوکھلا کر اٹھ گیا۔!

"یہ تو بیہوش ہو گیا۔" عمران زور سے بولا۔

"مم.... میرا بھی سر چکرا رہا ہے۔" بگاسی نے کہا اور آنکھیں پھاڑنے لگا۔

پھر وہ بھی لڑکھڑا کر گرا تھا۔ یک بیک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے سانسوں کے ذریعے اُس کے سینے میں جہنم اُتر گیا ہو۔ ایسی سوزش سانس کی نالی میں محسوس ہوئی تھی اور پھر آنکھ کان، ناک ہر جگہ سے شعلے نکلنے لگے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے ہوئے بگاسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ذہن اندھیرے کی دلدل میں دھنستا چلا گیا تھا۔!

اور پھر اچانک ایک ہیجان آور خواب کی ابتداء ہوئی۔ اُس نے دیکھا جیسے وہ سیاہ فام وحشیوں کے ایک جھنڈ میں شامل ہو گیا ہے وہ سب نیم برہنہ تھے۔ اور اُن کے سیاہ جسموں پر گیرو اور کھریا سے خطوط اور دائرے بنائے گئے تھے۔ اُس نے دیکھا کہ خود اُس کا بھی وہی حلیہ ہے۔ اُس کی کمر کے گرد بھی باریک ریشوں والی گھاس کی جھالر سی لپٹی ہوئی ہے۔ رقص تیز ہوتا جا رہا ہے.... دوسروں کی طرح وہ بھی اپنا نیزہ ایک مخصوص انداز میں نچا رہا ہے۔ پھر ایک عجیب سی تیز آواز سنائی دیتی ہے.... رقص تھم جاتا ہے اور وہ سب خوفزدہ نظروں سے آواز کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ عمران نے دیکھا کہ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ دور سے ان ہی کی طرف دوڑا آرہا ہے۔ سارے جنگلی اُچھل اُچھل کر ایک جانب بھاگنے لگے۔ عمران نے بھی اُن کی تقلید کی.... پھر وہ سب ایک ٹیلے پر چڑھے.... اُوپر پہنچ کر رکتے ہیں۔ عمران نے مڑ کر دیکھا ہاتھیوں کا جھنڈ قریب پہنچ چکا ہے۔ ہاتھیوں کے پیچھے انسانی شکل میں کوئی شے تھی۔ ایک قوی ہیکل آدمی جس کے جسم پر زیبرا کی سی سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں۔ اور اب یہ بات عمران کی سمجھ میں آئی کہ وہ ہاتھی اُسی عجیب الخلقت آدمی سے ڈر کر بھاگ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ انہی ہاتھیوں میں سے کسی کو پکڑنا چاہتا ہو! اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے ایک کی سونڈ پکڑ لی۔ ادھر سارے وحشی سجدے میں گر گئے۔ لیکن عمران سے یہ نہ ہو سکا.... وہ بدستور کھڑا حیرت سے ہاتھی اور اُس آدمی کی کھینچا تانی دیکھتا رہا۔ ہاتھی اس سے اپنی سونڈ چھڑا لینے کے لئے پچھلی ٹانگوں پر جھکتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن سونڈ اُس کی گرفت سے نہیں نکل سکی تھی۔ اچانک اُس نے ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر ہاتھی کو ایک طرف الٹ دیا اور اُس کی گردن پر سوا ہو کر جبڑوں میں ہاتھ ڈال دیئے.... وہ اُس کا منہ چیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے ہاتھی شور مچاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ادھر اُس عجیب الخلقت آدمی نے ہاتھی کا دہانہ اس حد تک چیر دیا کہ جبڑوں کی ہڈیاں الگ ہو گئیں۔ اب اُس کے حلق سے بڑی بھیانک آوازیں نکل رہی تھیں۔ دھاریدار آدمی اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا اور اُسی

طرف دوڑ لگادی جدھر دوسرے ہاتھی گئے تھے جس ہاتھی کے جبڑے وہ چیر گیا تھا تشنجی کیفیت میں مبتلا ہو کر دم توڑ رہا تھا۔

جنگلی شور مچاتے ہوئے ٹیلے سے اُترنے لگے۔ لیکن عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا.... جنگلی نیچے پہنچ کر مرتے ہوئے ہاتھی پر ٹوٹ پڑے اور اُس کے جسم سے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹنے لگے۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ اُس کے قریب اور کوئی بھی موجود ہے۔ یہ ایک طویل قامت سیاہ فام جنگلی تھا۔ وہ بھی عمران کی طرح ہاتھی کی طرف نہیں گیا!

دونوں خاموش کھڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھے جارہے تھے۔ اور پھر اچانک عمران کو احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا سب کچھ حقیقت پر مبنی ہے۔

لمبے جنگلی نے انگلش میں کہا ''میں ان میں سے نہیں ہوں۔!''

''میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔!'' عمران بولا ''ان میں نہ کوئی تمہاری طرح دبلا پتلا ہے اور نہ اتنا لمبا۔ کسی کی ناک بھی چپٹی نہیں ہے....!''

''اُوہو.... تو یہ تم ہو....!'' لمبے جنگلی نے ہنس کر کہا۔

''مگر ہم کالے کیسے ہوگئے....!'' عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

''وہ بعد کی بات ہے۔ پہلے یہ سوچو کہ یہاں پہنچے کس طرح۔!''

''مجھے یاد نہیں۔!'' تھوڑی دیر پہلے تک ایسا محسوس ہوتا رہا تھا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔!''

''بڑی عجیب بات ہے.... میں بھی یہی سمجھتا رہا تھا۔ لیکن یہ خواب نہیں ہے بھتیجے۔!''

''لیکن ہماری رنگت....!'' عمران کراہا۔

''اصلی ہی لگتی ہے....!'' لمبے آدمی نے لاپرواہی سے کہا۔

دفعتاً قریب ہی کسی نے کھنکتا ہوا سا قہقہہ لگایا۔ نسوانی آواز تھی۔ دونوں چونک کر پتھروں کے اُس ڈھیر کی طرف متوجہ ہوگئے جس سے آواز آئی تھی۔

''خوش آمدید....!'' پتھروں کے ڈھیر سے وہی آواز آئی.... ''ٹی تھری بی تم دونوں کو خوش آمدید کہتی ہے۔!''

دونوں کچھ نہ بولے۔ آواز پھر آئی۔ ''تم دونوں بہت خوبصورت لگ رہے ہو۔ لیکن تھوڑی

دیر بعد جب تم ہاتھی کا گوشت کھانے سے انکار کرو گے تو یہ سب نیزوں کی انیوں سے تمہیں لہولہان کر دیں گے....!"

"اس طرح وار کرنا بزدلی ہے۔!" لمبے جنگلی نے کہا۔

"عورت بزدل ہی ہوتی ہے۔ تم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بہر حال اب میں کچھ دنوں تک تم دونوں کی بے بسی سے لطف اٹھاؤں گی.... نہ تم ان وحشیوں کی باتیں سمجھ سکو گے اور نہ یہ تمہاری سمجھیں گے۔!"

دفعتاً عمران نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا "کیوں خواہ مخواہ دھونس رہی ہو ان میں سے ایک بھی وانڈیری نہیں ہے.... یہ سب ویسے ہی جنگلی ہیں جیسے ہم آئے دن فلموں میں دیکھا کرتے ہیں۔ بہر حال اچھا خاصہ ڈرامہ ہے۔! پسند آیا۔ رہی رنگت بدلنے کی بات تو بقیہ زندگی یونہی سہی۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔!"

قہقہہ پھر سنائی دیا۔ لیکن کچھ کہا نہیں گیا تھا۔ پہلے ہی کی طرح سناٹا چھا گیا۔

"کتیا....!" لمبا جنگلی دانت پیس کر بولا۔

"ختم کرو....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"نہیں آؤ.... پتھروں کے اس ڈھیر کو اُلٹ پلٹ دیں۔!"

"اِس سے کیا فائدہ ہوگا....؟"

"دیکھیں کہ آواز کس طرح آئی تھی۔!"

"اُوہو.... سنگ بھی بچوں سی باتیں کرنے لگا ہے۔!"

"یہ کیا بکواس ہے۔!"

"اگر ایک خودکار ٹرانسمیٹر ہاتھ بھی لگ گیا تو اس سے کیا ہوگا.... اُوہ سنو کیا کوئی جیبی ٹرانسمیٹر فاؤنٹین پن کی شکل میں تمہارے پاس تھا....!"

"تھا تو...." سنگ ہی سر ہلا کر بولا۔

"اُسی کی وجہ سے دھر لئے گئے ہو۔ اُسی نے تمہاری بھی نشان دہی کی ہوگی!

سنگ کسی سوچ میں پڑ گیا۔ عمران اُسے بتانے لگا کہ کس طرح ایک ہیلی کوپٹر نے خیموں پر مچھر مار دوا اسپرے کی تھی۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بیہوش ہو گیا تھا۔!

"شائد یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا تھا۔ لیکن میں اُس وقت کسی چھت کے نیچے نہیں تھا۔ ہیلی کوپٹر میرے اوپر سے بھی گذرا تھا۔!"

"کچھ بھی ہوا ہو اب اس کے علاوہ اور کچھ نہ سوچو کہ کسی طرح اس طلسم سے نکل جانا ہے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران اُن جنگلیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے۔!

تھوڑی دیر بعد سنگ نے کہا "اس وقت میں خود کو بالکل بُغد محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم اس وقت محسوس کر رہے ہو۔ میں ہمیشہ سے یہی سمجھتا آیا ہوں۔" عمران چہک کر بولا۔!

"چپ بے.... مجھے غصہ نہ دلا۔!"

"تم تو اتنے چڑچڑے نہیں تھے چچا۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"بکواس بند کرو۔!"

"اَب کیا مجھ سے الجھو گے....!"

سنگ اُسے کوئی جواب دینے کی بجائے اُسی جانب اُترنے لگا۔ جدھر جنگلی تھے۔

عمران نے دیکھا کہ سنگ بھی انہی میں شامل ہو گیا ہے۔ جو ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے۔! عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ لیکن پھر خیال آگیا کہ وہ تو اُس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ جو گوشت کے نام پر چھپکلیاں اور چوہے بھی نہیں چھوڑتی۔ لیکن خود اُس کا کیا ہوگا۔ وہ کیا کھائے گا۔!

دفعتاً کسی نے عقب سے اُس کے شانے پکڑے اور جھنجھوڑ کر رکھ دیا لیکن گرفت اتنی مضبوط نہیں تھی کہ وہ مڑ نہ سکتا.... عمران بہت محتاط ہو کر گھوما.... وہ ایک جوان العمر جنگلی عورت تھی۔ اُس نے عمران کا ہاتھ تھاما اور بڑی تیزی سے ٹیلے کی دوسری جانب اترنے لگی۔ اگر اسی سمت لے جاتی جہاں ہاتھی کو گوشت کاٹا جا رہا تھا تو شائد عمران ہچکچاہٹ ظاہر کرتا۔ لیکن دوسرے جانب تو وہ اُسے بڑی آسانی سے کھینچے لئے جا رہی تھی۔

نیچے پہنچ کر وہ قد آدم جھاڑیوں میں گھسے تھے۔ لیکن یہ کوئی بنایا ہوا راستہ تھا! ورنہ اُن گھنی جھاڑیوں کے درمیان تو ایک قدم چلنا بھی دشوار ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد پھر ڈھلان میں اترنا پڑا۔ عورت بے تکان دوڑ رہی تھی۔ پھر وہ کیوں اپنے قدم روکتا یا یہ ظاہر کرتا کہ وہ اُس کے لئے کوئی

نئی بات ہے۔!

بالآخر وہ ایک جگہ رکی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہانپتے رہے۔ کچھ دیر بعد عورت انگلش میں بولی "تم سب سے الگ تھلگ نظر آئے تو خیال پیدا ہوا کہ کہیں میری ہی طرح کے نہ ہو۔!"

"درست خیال پیدا ہوا تھا۔ میرے لائق کوئی خدمت۔!"

"خدا کا شکر ہے۔!" وہ بیساختہ اچھل پڑی اور عمران سے بغل گیر ہو جانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی "اب میں تنہا نہیں ہوں....!"

"وہ تو ٹھیک ہے۔!" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔!"

وہ ٹھٹک گئی اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی "میں اصلاً سفید فام ہوں۔!"

"لیکن میں نسلاً نیگرو ہی ہوں.... امریکی نیگرو....!"

"کوئی بات نہیں.... ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ تو سکتے ہیں....!"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا تم بھی ہاتھی کا گوشت کھاتی ہو۔!"

"ہرگز نہیں....! اسی لئے تو اُن لوگوں سے دور دور رہتی ہوں....!"

"پھر کیا کھاتی ہو....!"

"آبی پرندوں کا گوشت اور پھل....!"

"یہ دونوں کہاں پائے جاتے ہیں....!"

"کیا تم بھوکے ہو....!"

"بہت زیادہ....!"

"آؤ میرے ساتھ۔!" وہ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگی۔

اِس بار کی دوڑ کا اختتام ایک غار کے دہانے پر ہوا تھا۔ وہ اُسے غار کے اندر لے آئی۔ تھوڑی دیر بعد جب آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو عمران نے دیکھا کہ اُس کے سامنے ایک بھنا ہوا بڑا سا پرندہ رکھا ہوا ہے۔ کچھ جنگلی پھل بھی تھے۔!

عمران پھل کھانے لگا۔!

"اسے بھی کھاؤ یہ قاز ہے....!" وہ پرندے کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"مُسلم نیگرو ہوں.... صرف ذبیحہ کھا سکتا ہوں....!"

"میں بھی ذبیحہ کھاتی ہوں۔ یہودی ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا.... لیکن میری طرح کالی کیوں ہو گئی ہو۔!"

"میں نہیں جانتی وہ کون لوگ ہیں۔ جنہوں نے لاتعداد سفید فاموں کو سیاہ فام بنا کر رکھ دیا ہے۔ مجھے بیہوش کر کے مجھ پر کوئی سائینسی تجربہ کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔!"

"تو وہ سب اصلاً سفید فام ہی تھے۔!"

"نہیں! اُن میں زیادہ تر چینی اور نیگرو ہیں۔ لیکن وہ انگلش نہیں بول سکتے۔"

"لیکن اس کا مقصد کیا ہے۔!"

"وہ تجربہ تم پر کہاں کیا گیا تھا۔!"

"کچھ خواب سا یاد ہے جیسے خلا بازی سے متعلق کوئی فلم رہی ہو۔ میں نے بھی اُس فلم میں ایک رول ادا کیا ہو.... تم نے ایسی فلمیں تو دیکھی ہی ہوں گی۔"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"عجیب وضع کی تجربہ گاہیں۔ خلائی اسٹیشن.... اور اڑنے والی عجیب و غریب مشین۔!"

"وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے.... اور کس طرف ہے....!"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے کیونکہ رنگت تبدیل ہو جانے کے بعد مجھے ایک بار پھر بیہوشی کے مرحلے سے گذرنا پڑا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس غار میں تھی۔!"

"تنہا....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"دراصل مجھے ان لوگوں کی نگرانی پر لگایا گیا ہے۔ میں ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتی ہوں.... اور کسی نامعلوم آدمی کو ٹرانس میٹر کے ذریعے مطلع کرتی رہتی ہوں....!"

"ذرا دیکھوں تو کیسا ٹرانس میٹر ہے۔!"

وہ کسی گوشے سے ویسا ہی فاؤنٹین پن اٹھا لائی۔ جیسا عمران نے بگاسی سے حاصل کیا تھا۔!

عمران صرف سر کو جنبش دے کر رہ گیا۔ ٹرانس میٹر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس پر عورت نے حیرت ظاہر کی تھی۔ عمران نے کہا کہ وہ اُسے پہلے بھی دیکھ چکا ہے پھر اُس نے اُس دھاریدار آدمی کے بارے میں پوچھا۔

"بس میں اتنا ہی جانتی ہوں کہ وہ مجسم دہشت اور سراپا طاقت ہے۔ بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اُکھاڑ پھینکتا ہے۔ بڑی بڑی چٹانیں دھکیل دیتا ہے اُس کے ڈر سے قدیم جنگلی یہاں سے نکل بھاگے ہیں۔ اُن کی جگہ ان مصنوعی جنگلیوں کو دی گئی ہے۔!"

"مقصد....!" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"مقصد سے لاعلم ہوں.... اَب اس پرندے کا گوشت کھاؤ.... بہت تگڑی قاز تھی۔!"

عمران خاموشی سے گوشت کے ٹکڑے کاٹنے لگا۔ عورت تھوڑی دیر بعد بولی "تو تم چینی نہیں ہو۔!"

"نہیں....! میں اسپین کا باشندہ ہوں۔ تنزانیہ آیا تھا۔ ایک رات اپنے ہوٹل کے کمرے میں سویا.... پھر یہاں اس حال میں آنکھ کھلی۔!"

"اُوہ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم تنزانیہ ہی میں ہیں۔!"

دفعتاً فاؤنٹین پن سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کسی جھینگر نے جھائیں جھائیں شروع کردی ہو۔ عورت نے اُس کی کیپ الگ کر کے کان سے لگائی اور نب والا حصہ ہونٹوں کے قریب لاکر بولی۔ "ہیلو! سی سی فور اسپیکنگ۔!"

تھوڑی دیر تک کچھ سنتی رہی پھر بولی "وہ میری ہی طرح ذبیحے کا گوشت کھاتا ہے۔ اس لئے اُن کی ٹولی میں شامل نہیں ہوا۔ میں نے اُسے کھانا کھلایا ہے ہاں۔ وہ اس وقت میرے ہی ساتھ ہے.... اُوہ.... کہاں؟۔ اچھا.... اچھا...."

گفتگو ختم ہوگئی۔ اُس نے ٹرانس میٹر جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دیا اور عمران سے بولی "اب کہا گیا ہے تمہیں دوسری جگہ پہنچا دیا جائے....!"

"تو چلو۔ میں تیار ہوں....!"

"مجھے حیرت ہے کہ تم ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہو۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ تم جیسے لوگ اپنی حالت کا احساس ہوتے ہی پاگلوں کی طرح چیخنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی پاگل ہی ہو جاتے ہیں۔! خود مجھ پر کئی دنوں تک دیوانگی طاری رہی تھی۔!"

"میرے لئے خاصی خوش گوار تبدیلی ہے میں اُن کا بے حد شکر گزار ہوتا اگر میرا ایک کان اُکھاڑ کر ناک کی جگہ لگا دیتے اور اُس کان کی جگہ ناک....!"

"تم مجھے بہت زیادہ حیرت زدہ کر رہے ہو۔!"

وہ غار سے باہر نکل آئے.... اور چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ عجیب طرح کا شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بے شمار مختلف النوع جانور آپس میں لڑ پڑے ہوں۔!"

"ٹھہر جاؤ....!" وہ عمران کا بازو پکڑ کر بولی۔ اور عمران اُسے جواب طلب نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔

"ٹی وی پر کوئی پروگرام آنے والا ہے.... دیکھ کر چلیں گے....!"

"ٹی وی..." عمران نے حیرت سے کہا "میں تو ان آوازوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔!"

"یہ اشارہ ہے کہ کوئی پروگرام آنے والا ہے۔ آؤ میرے ساتھ.... وہ اُسے کھینچتی ہوئی بولی .... اُسی جانب لے چلی تھی جدھر آوازیں آ رہی تھیں.... یہ بھی کسی غار کا دہانہ ہی ثابت ہوا۔ آوازیں اُسی سے بر آمد ہو کر فضا میں منتشر ہو رہی تھیں اور یہ دہانہ قدرتی بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اُسے تراشنے میں کسی انسانی ہاتھ نے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ٹی وی کے اسکرین کی سی بناوٹ تھی۔ دفعتاً ایک چمکیلا غبار سا اُس پر چھا گیا۔ اور ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی ٹی وی سیٹ کا اسکرین روشن ہو گیا ہو۔

پھر موٹے موٹے حروف میں یہ تحریر نظر آئی۔

"پروجیکٹ ہلاکت خیز"

ساتھ ہی کسی نامعلوم آدمی نے کمنٹری شروع کر دی "خواتین و حضرات! زیرولینڈ ٹیلی ویژن آپ کو پروجیکٹ ہلاکت خیز کی طرف لئے چلتا ہے۔ افریقہ میں نیا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ جس کی روشنی ساری دنیا میں پھیلے گی۔ سفید فام نسلیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی۔ رنگدار اقوام کا عروج ہو گا۔ یہ دیکھئے یہ رہا ہمارا بین براعظمی میزائل ہلاکو اول....!"

ایک بہت بڑا میزائل لانچنگ پیڈ پر دکھائی دیا۔ جس پر "ہلاکو اول برائے واشنگٹن" تحریر تھا۔ اب ملاحظہ فرمایئے .... ہلاکو دوئم.... ماسکو کے لئے.... یہ ہلاکو سوئم ہے پیرس کے لئے.... یہ ہلاکو چہارم ہے لندن کے لئے.... یہ ہلاکو پنجم ہے برلن کے لئے.... غرضیکہ ہم انہی جنگلوں میں چھپے رہ کر دنیا کے سارے بڑے ممالک کے بڑے شہروں کو کھنڈر بنا سکتے ہیں۔

ایک میزائل کم از کم پچاس میل کے رقبے کے لئے کافی ہوگا.... پروجیکٹ ہلاکت خیز ایسے ہی ڈیڑھ سو میزائیلوں پر مشتمل ہے۔ افریقہ میں نیا سورج ضرور طلوع ہوگا۔ سفید فام درندوں کے لہو کی ندیاں یہیں بہیں گی.... زیرو لینڈ پائندہ باد....!"

چمکیلا غبار دفعتاً غائب ہو گیا۔ اور غار کا تاریک دہانہ سنسان نظر آنے لگا۔

عمران کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا۔ اور چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ رہی تھیں۔

"آؤ چلیں۔!" عورت اُس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولی۔

عمران مڑ کر اُسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ کیا بکواس تھی۔"

"دن بھر ایسی چھوٹی موٹی خبریں ٹیلی کاسٹ ہوتی رہتی ہیں.... کل خرگوش اور کچھوے کی کہانی آئی تھی.... چلو چلیں....!"

"اور اگر میں چلنے سے انکار کردوں تو....!"

"تو پھر کہاں جاؤ گے۔"

"کہیں بھی نہیں.... تمہارا غار کیا بُرا ہے....!"

"میں وہاں تنہا رہتی ہوں.... کوئی میرے ساتھ رہ نہیں سکتا۔!"

"اس کے باوجود بھی کہیں اور جانے سے انکار کرتا ہوں....!"

"تمہاری مرضی.... لیکن تم میرے غار میں نہیں رہ سکو گے۔!"

دفعتاً پھر شور سنائی دیا لیکن یہ ٹیلی ویژن والے شور سے مختلف تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے لوگ اُسی طرف دوڑے آرہے ہوں۔

"غیر معمولی.... قطعی غیر معمولی....!" عورت چونکی ہو کر بولی۔ اور پھر اس نئے شور کے پس پردہ جو کچھ بھی تھا سامنے آگیا! دور سے جنگلی سنگ ہی کو دوڑاتے ہوئے ادھر ہی لارہے تھے.... یا شائد اُسے پکڑنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ کسی بندر کی طرح انہیں جھکائیاں دے رہا تھا۔!

"اوہ... بیچارہ لمبا آدمی...!" عمران بڑبڑایا... وہ تنہا ہے۔ ہمیں اُس کی مدد کرنی چاہئے۔!"

"کیا تم بھی مرنا چاہتے ہو....!"

"کیا مطلب....!"

"اگر جھگڑا ہو جائے تو وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑتے....!"

"میں اُسے اِس طرح نہیں مرنے دوں گا۔"

"ٹھہرو.... کہاں چلے....!" وہ اُس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی' تم میری ذمہ داری ہو! مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہارے جسم پر خراش تک نہ آنی چاہئے...."

"کس نے کہا ہے۔؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔!" اُس نے کہا۔

اُدھر اب اُن جنگلیوں نے سنگ کو گھیر لیا تھا... اور نیزوں سے اُسے چھید کر رکھ دینے کی کوشش کئے جا رہے تھے لیکن ابھی تک تو انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ عمران نے عورت سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھنا چاہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔!"

لیکن عمران کا ہاتھ اُس کی گرفت سے نکل گیا! عمران اردو میں چیختا ہوا اُن کی جانب جھپٹا۔

"گھبرانا مت میں آرہا ہوں۔!"

نیزہ تول کر وہ اُن جنگلیوں پر ٹوٹ پڑا جنہوں نے سنگ ہی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔! اُن میں سے کچھ عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور پھر عمران کو اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی تھی کہ وہ نیزہ بازی کے معاملے میں بالکل اناڑی ہیں۔ لہٰذا اُس نے انہیں نیزے کی اَنی سے زخمی کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے نیزے کو الٹا اور لٹھ کی طرح گھمانا شروع کر دیا۔ پھر تو بھگدڑ مچ گئی۔ ٹھیک اُسی وقت کہیں قریب ہی سے شیر کی دھاڑ سنائی دی.... اور سارے جنگلی مشینی طور پر ٹھٹک گئے۔ جو جس پوزیشن میں تھا اُسی میں رہ گیا۔ دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ اچھل اچھل کر بھاگے۔ جدھر جس کے سینگ سمائے نکل گیا۔

سنگ کھڑا جھوم رہا تھا۔ جسم پر کئی جگہ خراشیں آئی تھیں جن سے لہو رس رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔

"میں ٹھیک ہوں.... الگ ہٹ جاؤ...." سنگ غرایا۔

"پھر کسی دشواری میں پڑو گے۔ چلو میرے ساتھ۔!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا! شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی۔ لیکن عمران نے محسوس کیا کہ آواز کے فاصلے میں کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ نہ پہلے سے قریب کی معلوم ہوتی تھی اور نہ دور کی....!

وہ سنگ کو عورت والے غار کی طرف لے چلا۔

"وہاں ایک عورت بھی ہے۔ اس لئے ہم اردو میں گفتگو کریں گے۔!" عمران نے کہا۔

"عورت....!" سنگ نے سسکاری لی "کیا کوئی عورت بھی ہے....!"

"سیاہ فام....!" عمران بھنا کر بولا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔!"

"اُمے قبر کے کنارے لگے ہو۔ کچھ شرم کرو چچا جان....!"

"وہ قبر بھی عورت ہی ہوگی بھتیجے۔ لیکن ہم آخر کہاں آ پھنسے۔ بڑا بھیانک انتقام لیا ہے تھریسیا نے اپنی شکست کا۔!"

"بھول جاؤ.... دیکھیں گے...."

وہ اُسے غار میں لایا۔ لیکن اُس عورت کا کہیں پتا نہ تھا....!" سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا "کہاں گئی۔!"

"جہنم میں جائے۔ تم ادھر لیٹ جاؤ....!"

"وہ سارے جنگلی چینی بول رہے تھے۔!" سنگ نے کہا۔

"ہانگ کانگ کے لفنگے ہوں گے۔!"

"میں وانڈیری سمجھا تھا۔!"

"بنائے ہوئے وانڈیری ہیں.... مقصد خدا ہی جانے....!"

"میں بہت بھوکا ہوں....!" سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ پھلوں پر نظر پڑی اور وہ اُن کی طرف جھپٹا۔!

"ہاتھی کا گوشت نہیں کھایا.... تم بھی تو کاٹ رہے تھے۔!"

"نوبت ہی نہیں آنے پائی تھی کہ ہنگامہ شروع ہو گیا....!" سنگ جنگلی پھلوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا۔ "اُن میں دو چار عورتیں بھی تھیں۔ ایک پسند آ گئی۔ اسی کے حسن کی تعریف کر ہی رہا تھا کہ وہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے۔"

"تمہارا تیل نکالا جائے تو کم از کم پانچ سو روپے فی تولہ کے حساب سے ضرور فروخت ہو جائے گا....!"

ٹھیک اُسی وقت وہ عورت غار میں داخل ہوئی۔ اور عمران سے بولی۔ ”کیا یہ انگلش سمجھ سکتا ہے....!“

سنگ منہ چلاتے رک کر اُس کو بغور دیکھنے لگا.... اور وہ اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

”اس بار میں نے بچالیا آئندہ ایسی حرکت کی تو زندہ نہیں بچو گے....!“

سنگ کچھ نہ بولا۔ دوسرا پھل اٹھا کر کھانے لگا۔ عمران نے عورت سے پوچھا۔ ”تم نے کیسے بچالیا۔!“

”شیر کی دھاڑ کا انتظام میں نے ہی تو کیا تھا۔!“ وہ ہنس کر بولی۔

”لیکن.... اس کا قصور کیا تھا۔!“ عمران نے پوچھا۔

”اس نے ان کی عورتوں کو چھیڑا تھا۔“

”تم تو کسی کی عورت نہیں ہو۔!“ سنگ نے ہنس کر پوچھا۔

”میں اس کی عورت ہوں۔“ عورت نے بڑے پیار سے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”جل تو جلال تو....“ عمران کراہ کر رہ گیا۔

”یہ ٹھاٹ ہیں بیٹے۔!“ سنگ نے بڑے پھٹیچر پن کے ساتھ قہقہہ لگایا۔

”بس.... بس....!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”زیادہ بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ مجھے اپنا مرد سمجھتی ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں اب اور کسی کے لائق کہاں رہ گیا ہوں۔!“

”کیوں.... کیا تم بہت خوبصورت تھے۔“ عورت نے چہک کر پوچھا۔

”ارے جواب نہیں تھا میرا.... اطالوی اداکارائیں آگے پیچھے پھرتی تھیں۔ الحمرا کا گلاب کہلاتا تھا۔!“

”اور عنقریب سیخ کباب کہلاؤ گے....“ سنگ نے اردو میں کہا۔

”یہ کیا کہہ رہا ہے۔!“ عورت نے پوچھا۔

”اپنی لمبائی پر اظہار ندامت کررہا ہے....!“

وہ زور سے ہنس کر بولی ”اتنا دبلا اور اتنا لمبا آدمی نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ کس قوم سے تعلق ہے اس کا۔!“

''کہہ دو حرامیوں کی قوم کا سردار ہے۔!'' سنگ نے اردو میں کہا۔
لیکن عمران بولا۔ ''ابھی اس کی قومیت پر ریسرچ ہو رہی ہے۔!''
''تم اسکے سرپرست بننے کی کوشش نہیں کرو گے بھتیجے۔''! سنگ نے زہریلے لہجے میں کہا۔
''ہوش کی دوا کرو۔ ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔! عمران بولا۔
''اگر ان عورتوں نے مجھے قبول نہ کیا تو نکلنے ہی کی کوشش کرنی پڑے گی۔ لیکن میں اتنی جلدی ناامید ہو جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔!''
عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مختلف قسم کے جانوروں کا شور پھر سنائی دیا۔ اور سنگ چونک کر بولا۔ ''کیا یہاں کوئی ٹیلی نیوز کاسٹر بھی موجود ہے۔!''
عورت عمران کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دہانے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی ''چلو شائد اب کوئی کہانی آئے گی۔!''
عمران اُس کے ساتھ نکلا چلا گیا۔ سنگ بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ تینوں ساتھ ہی وہاں پہنچے۔!
شور ذرا دیر جاری رہا۔ پھر اسکرین پر چمکیلا غبار طاری ہو گیا.... اور اُس کے بعد ایک چہرہ اس غبار سے اُبھرا تھا۔ اُس نے عمران جیسے آدمی کے ذہن کو بھی اپنے نازک ترین گوشوں کے وجود کا احساس دیا۔ بے حد خوبصورت چہرہ تھا۔ اُس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور مترنم سی آواز فضا میں گونجی ''سنگ ہی! اسلحے کا وہ ذخیرہ کہاں ہے جسے تم ٹنگانیکا کے پار لے جانا چاہتے ہو۔ جواب دو۔ تمہاری آواز مجھ تک پہنچ جائے گی۔!''
''خدا کی پناہ.... یہ تم ہو تھریسیا....!'' سنگ آہستہ سے بولا۔
''ہاں.... میں ہی ہوں....!''
''میں نے تمہیں اِس روپ میں کبھی نہیں دیکھا....!''
''وقت نہ ضائع کرو۔ بتاؤ وہ ذخیرہ کہاں ہے۔!''
''اگر تم مجھے قریب آنے دو تو سارے بزنس سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ اگر خود ہی سارا ذخیرہ تمہارے حوالے نہ کر دوں تو گولی مار دینا....!''
''میں کہتی ہوں سنجیدگی اختیار کرو ورنہ کیڑے مکوڑے بھی تمہارے احوال پر رو پڑیں گے!''
''تم مجھے محبت سے زیر کر سکتی ہو دھمکی سے نہیں۔!''

"اچھا تو پھر سسک سسک کر مرنے کے لئے تیار رہنا....!"

"ٹھہرو.... ٹھہرو...." عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔"

"تم.... وہ مغموم لہجے میں بولی۔ "تم کیا کہو گے....!"

"یہی کہ اس کالی بیماری کا علاج تو بتاتی جاؤ۔!"

"لیکویڈ ہائیڈروجن پیرا کسائیڈ....!ایک پونڈ کافی ہوگا۔!"

"کب بھجوا رہی ہو....!" عمران نے چہک کر پوچھا۔

"کس وہم میں مبتلا ہو! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے تمہیں متحیر کر دینے کے لئے تمہارا یہ حلیہ بنایا ہے۔!"

"پھر کیا سمجھوں....!"

"اس کالے کوٹ کے بغیر تم یہاں ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے! مچھر ہی تمہیں ختم کر دیں گے۔ یہ ایک خاص قسم کا پینٹ ہے جو حشرات الارض کو تم سے دور رکھے گا۔ اسے مقامی باشندوں کی رنگت کے مماثل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔!"

"بات سمجھ میں آئی۔ لیکن آخر اس طرح یہاں کیوں لایا گیا ہوں۔ میرے تو فرشتے بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتے۔!"

"اس لئے لائے گئے ہو کہ تم دنیا کو ہمارے پروجیکٹ ہلاکت خیز کے بارے میں آگاہ کر سکو۔ بہت جلد واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔ صرف تم.... سنگ ہی کو یہیں ایڑیاں رگڑ کر مرنا ہے۔!"

"تمہیں اس شکل میں دیکھ لینے کے بعد اب زندہ رہنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!" سنگ ہی دانت پر دانت جما کر بولا۔

لیکن اچانک چمکیلا غبار اُس چہرے سمیت غائب ہو گیا۔

وہ خاموش کھڑے رہے۔ پھر سنگ ٹھنڈی سانس لے کر بولا "شائد یہی اُس کی اصل شکل تھی۔!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ تم کوئی اہم آدمی ہو گے۔" عورت نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ ٹی تھری بی ہے۔!"

"میں کیا جانوں.... کتنے ہی چہرے دیکھتی رہتی ہوں.... یہ تو گفتگو کے انداز سے محسوس کیا ہے کہ کوئی اہم شخصیت ہو....!"

سنگ نے زور دار قہقہہ لگایا اور سینہ ٹھونک کر بولا۔ "اہم ترین شخصیت میں ہوں۔ جسے وہ اذیت دے کر مارنا چاہتی ہے۔!"

"پوہ....!" وہ برا سا منہ بنا کر بولی "تم جیسے کتنے ہی آتے ہیں اور بڑوں سے متفق نہ ہونے کی بناء پر چیونٹیوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!" عمران جلدی سے بول پڑا....

"گوشت خور چیونٹیاں.... ذرا ہی سی دیر میں ہڈیوں کے پنجر کے علاوہ اور کچھ باقی نہیں بچتا....!"

سنگ نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے اور پھر ڈھیلے چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گیا۔

"تم نے اس شخص کو بچا کر اچھا نہیں کیا۔!" عورت آہستہ سے بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ ہی کو پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر اُس نے اُسے آواز دی اور سنگ رک کر اس کی طرف مڑا۔

"کہاں بھاگے جا رہے ہو....!"

"کہیں بھی نہیں.... سوچ رہا ہوں کہ کہیں تمہیں قتل ہی نہ کر دینا پڑے۔!"

"وہ کس خوشی میں....؟"

"اس عورت کے معاملے میں دخل اندازی مت کرنا۔" سنگ نتھنے پھلا کر بولا۔!

"تم بھول رہے ہو کہ یہ میری عورت ہے۔!" عمران بولا۔

"خیر.... خیر.... اسکا بھی فیصلہ ہو جائے گا....!" سنگ نے کہا اور غار کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھو.... دیکھو.... وہ غار ہی کی طرف جا رہا ہے۔ عورت بولی۔

"فکر نہ کرو۔ میں اُسے دیکھ لوں گا۔!" عمران نے کہا۔

"ٹھہرو....! مجھے اُس کی آواز سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔ عورت بولی۔ "میں اس کے ساتھ پل بھر کے لئے غار میں نہیں رہ سکوں گی۔!"

"تو پھر.....؟"

"کہیں اور چلیں گے.....!"

"کیا تم اُس جگہ کی نشاندہی کر سکو گی جہاں یہ سارے میزائل نصب ہیں۔"

"مجھے کیا معلوم۔ اور تمہیں اس کی فکر کیوں ہے تم تو واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ مسلسل سوچے جا رہا تھا۔ آخر چکر کیا ہے۔ کیا وہ کسی اور ذریعے سے دنیا کو اپنے اس خوفناک منصوبے سے آگاہ نہیں کر سکتی تھی۔ آخر اُسے کیوں ذریعہ بنایا جا رہا ہے.....! اور پھر کسے اُس کی باتوں پر یقین آئے گا یہ تو کہہ ہی نہیں سکے گا کسی سے کہ خود تھریسیا ہی اُسے اپنے اس اسٹیشن تک لے گئی تھی۔ اور پھر واپس بھی کر دیا۔ کون یقین کرے گا۔ اُسے اُس سے یہ سوال ضرور کرنا چاہئے تھا۔ عورت اُسے ٹہوکا دے کر بولی۔ "چلو.....!"

وہ چونک پڑا اور آہستہ سے بولا۔ "نہیں میں اُسے اپنی نظروں ہی میں رکھنا چاہتا ہوں..... تم نہیں جانتیں بے حد خطرناک آدمی ہے۔!"

"تو پھر تم نے اُسے اُن لوگوں سے بچانے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ اگر کسی ایک آدمی کو کئی لوگ گھیر لیں تو مجھے بے حد تاؤ آتا ہے۔ اگر اس کا مدِ مقابل ایک ہی ہوتا تو کبھی دخل اندازی نہ کرتا۔!"

"اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو پھر اسی غار میں چلتے ہیں۔!"

"یہی مناسب ہے۔!"

لیکن جیسے ہی وہ غار میں داخل ہوئے۔ سنگ ہی عمران پر ٹوٹ پڑا۔ عمران بھی غافل نہیں تھا۔ جھکائی دے کر دور جا کھڑا ہوا۔

"کیا واقعی دماغ چل گیا ہے۔!"

"میں تمہیں باندھ کر ڈال دوں گا..... اور پھر.....! اور پھر.....!" کہتے ہوئے اُس نے پھر عمران پر چھلانگ لگائی۔ اور اَب شائد دونوں ہی اُس عورت کی طرف سے غافل ہو گئے تھے! وہ گھاتیں لگا رہے تھے، پینترے بدل رہے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی کسی کی گرفت میں نہیں آ سکا تھا۔!

دوسری طرف وہ عورت ایک گوشے میں پہنچی۔ چہرے پر گیس ماسک چڑھایا اور کسی قسم کی گیس کے سلنڈر کا جیٹ کھول دیا۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ گیس منتشر ہونے لگی تھی۔

عمران اور سنگ دونوں ہی کے ذہن اِس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ سنگ نے غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن زمین پر آتے ہی پھر نہ اٹھ سکا۔ عمران کا سر بھی چکرا کر رہ گیا۔ اُس نے بھی غار سے نکل جانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا.... اندھیرے کی چادر ذہن پر مسلط ہوتی چلی گئی۔

اس بار اُس نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ بس بیدار ہو گیا تھا کسی طرح اور فوری طور پر احساس ہوا تھا کہ وہ سوتے سے جاگا ہے طبیعت بھی کسلمند نہیں تھی۔ بس ایسا ہی لگتا تھا جیسے نیند پوری کر لینے کے بعد تروتازہ ہو گیا ہو۔!

لیکن تھا کہاں؟.... بوکھلا کر چاروں طرف نظر دوڑائی اور اٹھ بیٹھا! بائیں جانب ملبوسات کی الماری تھی۔ آئینے پر نظر پڑی۔ ہائیں پھر وہی کرنل ڈونا بونارڈ۔

اُچھل کر بستر سے نیچے آیا۔ اور آئینے کے سامنے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنا جائزہ لینے لگا.... بدستور کرنل ڈونا بونارڈ کے میک اَپ میں تھا.... اور جسم پر کہیں سیاہی کا دھبہ بھی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ کیا سچ مچ اُس نے کوئی خواب ہی دیکھا تھا۔ لیکن .... لیکن یہ موانزا والا خیمہ تو نہیں ہے۔! کوئی عمدہ سی خوابگاہ ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... اور عمران نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا۔

"مسٹر عمران....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"رانگ نمبر.... اِٹ اِز کرنل ڈونا بونارڈ....!"

"اُوہ.... میں جنرل کیو بول رہا ہوں....!"

"مارننگ سر....!"

"کیا تم بالکل ٹھیک ہو....!"

"یس سر.... لیکن میں یہاں کیسے۔"

"میں فوراً پہنچ رہا ہوں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

عمران نے بہت تیزی سے خود کو خوابگاہ سے باہر نکلنے کے قابل بنایا تھا۔ زیادہ بڑی عمارت نہیں تھی۔ ایک سیاہ فام ملازم نے اُسے ڈائننگ روم تک پہنچایا جہاں ناشتہ میز پر موجود تھا۔ اور پھر

ناشتے کے دوران میں جنرل کیو وہاں پہنچ گیا۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ تھا اور جنرل کیو کہلاتا تھا۔ اصل نام جو کچھ بھی رہا ہو۔

"تم نے کمال کر دیا۔ مسٹر عمران۔" وہ گرم جوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ عمران نے متحیرانہ نظروں سے اُسے دیکھا۔ لیکن زبان بند رکھی۔ جنرل کہتا رہا۔ "چونکہ معاملہ بے حد اہم تھا مسٹر عمران لہٰذا تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے کیمرے سے رول نکال کر ڈیولپ کر لیا گیا ہے.... میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم تنہا یہ کارنامہ انجام دے ڈالو گے....!"

عمران دل ہی دل میں ہکا بکا رہ گیا۔ لیکن صورت سے "ہکیت" یا "بکیت" ظاہر نہ ہونے دی۔ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں تھریسیا اَب کیا چکر چلا گئی ہے....!

"میں نے جناب سے پوچھا تھا۔ کہ میں یہاں کیسے....!" اُس نے بہت احتیاط سے سوال کیا۔

"موانزا سے تمہارے آدمی جوزف مگونڈا نے اطلاع دی تھی کہ تم اچانک غائب ہو گئے ہو۔ وہاں جو افتاد تم لوگوں پر پڑی تھی۔ اُس سے بھی آگاہ کیا۔ کیپٹن بگاسی کے بارے میں بتایا۔ وہ حراست میں ہے۔

بہر حال جوزف مگونڈا کی قیادت میں ایک ٹیم گوما کی طرف روانہ کر دی گئی۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اُس ٹیم میں خود میں بھی شامل تھا۔ ایک معمولی فوجی بن کر گیا تھا۔ کی گوما سے میانڈا کی طرف روانہ ہوئے اور پھر ہم نے راستے ہی میں تمہیں بیہوش پڑا پایا۔ تمہارا تھیلا محفوظ تھا جس میں کیمرہ مل گیا۔ زبردست کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن وہ رول جو میرے کیمرے سے برآمد ہوا ہے۔!"

"اُسی کی طرف آ رہا ہوں.... حیرت انگیز تصویریں ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی اُوور ایکسپوز نہیں ہوئی۔ سب بے حد واضح ہیں مسٹر عمران۔ تم نے ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ لیکن افسوس ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ تم ہی اُن کے سلسلے میں ہماری مدد کرو گے۔!"

"کیا تصویریں اس وقت موجود ہیں آپ کے پاس....!"

"کیوں نہیں....!" جنرل اپنا بریف کیس کھولتا ہوا بولا۔ اُس میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

یہ متعدد تصویریں تھیں۔ اس میں وہ منظر بھی تھا جب دھاریدار آدمی ہاتھی کو گرا دینے کی

کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے کارڈ میں وہ اُسے گرا کر اُس کے جبڑے چیر رہا تھا۔ تیسرے کارڈ میں جنگلی گرے ہوئے ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے.... پھر ہلاکت خیز بین براعظمی میزائیلوں کے نظام کی تصاویر کا سلسلہ تھا.... کچھ دشوار گذار راستوں کی تصویریں تھیں۔ عمران آنکھیں مل مل کرا نہیں دیکھتا رہا۔ جنرل کھنکار کر بولا "یہ ہلاکت خیز منصوبہ کیا بلا ہے۔!"

"بین براعظمی میزائلوں کا نظام.... یہ میزائل ہلاکو کہلاتے ہیں۔ پورا منصوبہ ڈیڑھ سو میزائیلوں پر مشتمل ہے اور دنیا کے ملکوں کے سارے اہم شہر اس نظام کی زد پر ہیں۔ یعنی آپ کے ملک کے ایک حصے سے ساری دنیا کے خلاف جارحیت کا ارتکاب ہو سکتا ہے....!"

"خدا کی پناہ.... تب تو جلدی کرو....!"

"مم.... میں جلدی کروں...." عمران نے ہکلا کر پوچھا۔

"ہاں! تمہارے علاوہ اور کون ہمیں وہاں تک پہنچا سکے گا! پہلے ہم اس معاملے کو محض معمولی سی شر پسندی کا مظاہرہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب تو.... اب تو....!"

"جناب عالی۔ میرے فرشتے بھی آپ کو وہاں تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ بلاشبہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ لیکن قسم کھانے کو تیار ہوں کہ اُس وقت میرے پاس کوئی کیمرہ نہیں تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ کیوں نہ کچھ دن ہسپتال میں قیام کرو۔!"

"جی نہیں! اس کی ضرورت نہیں! میں پورے ہوش و حواس کیساتھ آپ سے مخاطب ہوں۔!"

"پھر اس طرزِ گفتگو کا مطلب....!"

"میں خود نہیں گیا تھا.... لے جایا گیا تھا۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ اور اپنی کہانی شروع کر دی۔ جنرل کیو حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا۔ عمران کے خاموش ہو جانے پر بھی دیر تک اُس کے منہ سے آواز نہیں نکلی تھی۔

"اب کیا خیال ہے....!" بالآخر عمران ہی نے دوبارہ گفتگو شروع کی۔

"اس کا مقصد مسٹر عمران.... اس کا مقصد....؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں خود بھی حیران ہوں کہ انہوں نے خود ہی یہ تصاویر کیوں فراہم کر دیں۔" عمران نے کہا۔ "آخر وہ کیا چاہتے ہیں۔ چوروں کی طرح کام کر کے اُس کی پبلسٹی کیوں کرانا چاہتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ انہوں نے مجھے آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے....!"

پھر عمران نے سنگ ہی کی کہانی بھی شروع کر دی تھی۔

"تو وہ وہیں پھنسا رہ گیا۔" جنرل نے پوچھا۔

"اس کا معاملہ بھی عجیب ہے! شائد وہ اسلحے کا بڑا ذخیرہ کسی پڑوسی ملک میں اسمگل کرنا چاہتا تھا۔ جس کی اطلاع تھریسیا کو ہو گئی۔ وہ اُس سے اُسی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی۔ ذخیرہ غالباً تنزانیہ ہی میں کہیں پوشیدہ ہے۔!"

"تم نے یہ دوسری بُری خبر سنائی۔!"

عمران کو سنگ کا دوست ویسلی یاد آیا جو شائد اُسی کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ لیکن اُس کی بھتیجی تو زندہ تھی۔ ہو سکتا تھا کہ وہ بھی اُس میں ملوث رہی ہو اور اُس ذخیرے کی نشان دہی کر سکے۔ لہذا اس نے جنرل کیو کو اُس کے بارے میں بھی بتاتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے لڑکی سے معلومات حاصل ہو سکیں اُس ذخیرے سے متعلق۔"

"میں دیکھوں گا.... میں دیکھوں گا۔" جنرل نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

پھر عمران نے اُسے وارننگ دی تھی کہ اگر اُس نے تھریسیا کے سلسلے میں کوئی کارروائی اس کے علم میں لائے بغیر کی تو نتیجے کا خود ذمہ دار ہو گا۔!"

"نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ تم مطمئن رہو۔" جنرل نے کہا۔

"بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میرے ایک ساتھی کو بھی ایک حیرت انگیز تجربہ ہوا تھا۔ وہ بھی بحالت بیہوشی دارالسلام کے کلیمنجارو ہوٹل سے ایک ویرانے میں جا پہنچا تھا! لیکن اب بیچارہ اُس جگہ کی نشان دہی نہیں کر سکتا۔!"

اُس نے ظفرالملک کی آپ بیتی دہرائی تھی اور جنرل نے کہا تھا کہ زرعی پروجیکٹ تو کئی چل رہے ہیں۔

"خیر.... اس معاملے کو بھی دیکھوں گا۔" جنرل اٹھتا ہوا بولا۔ "تمہیں بہر حال آرام کی ضرورت ہے۔ تمہارے ساتھی یہیں موجود ہیں۔ تھوڑی دیر بعد پہنچ جائیں گے۔!"

"لیکن میں ہوں کہاں۔!" عمران نے پوچھا۔

"کی گوما میں....!"

جنرل چلا گیا.... لیکن عمران کا ذہن الجھا رہا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اس کے ماتحت جلد از

جلد اُس تک پہنچ جائیں۔

جنرل کی یقین دہانی کے مطابق وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔!

جولیا کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھیں متورم تھیں۔ جیمسن بدستور امریکی نیگرو بنا ہوا تھا۔!

"کہاں غائب ہو گئے تھے باس۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

پہلے تم بتاؤ کہ مجھے غائب ہوئے کتنا عرصہ گذر چکا ہے۔!"

"کوئی ایک ہفتے کی بات ہے۔!"

"اور ملا کب ہوں....!"

"پچھلی شام کی بات ہے۔!"

"اچھا اب سنو میری کہانی۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا اور ایک بار پھر اپنی بپتا سنانے لگا۔ جولیا اس دوران میں کچھ بھی نہیں بولی تھی۔ صرف شکل تکتی رہی تھی عمران کی۔ عمران خاموش ہوا تو تڑ سے بولی "یہ تو صرف ایک دن کی کہانی ہے۔ تم ہفتے بھر سے غائب تھے۔!"

"میں نہیں جانتا کہ بقیہ چھ دن کہاں اور کیسے گذرے۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔!"

عمران سنی ان سنی کر کے جوزف سے بولا۔ "اب تم بتاؤ کہ تم لوگوں کو ہوش کس طرح آیا تھا۔!"

"ارے باس! اکیلے ہم ہی نہیں تھے۔ وہاں تو سینکڑوں آدمی بیہوش ہوئے تھے۔ کم از کم خیموں کے سارے ہی باشندوں پر یہی گذری تھی۔ اور ہوش میں آنے کے بعد سبھی اُن لوگوں کو گالیاں دے رہے تھے۔ جنہوں نے اطلاع دیئے بغیر مچھر مار دوا چھڑکی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم ہم سے پہلے ہی ہوش میں آ کر کسی طرف نکل کھڑے ہوئے ہو۔!"

"بعد میں تو حکام نے معلوم ہی کر لیا ہو گا کہ یہ کس کی حرکت تھی۔!" عمران نے کہا۔!

"نہیں باس آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔ موانزا کی انتظامیہ نے سرے ہی سے انکار کر دیا تھا کہ وہ اسکی ذمہ دار ہے۔!"

عمران نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی اور ظفر الملک سے پوچھا کہ اس کی جیب میں چیونگم کا کوئی پیکٹ تو نہیں پڑا ہوا ہے۔ چیونگم اُسے مل گئی تھی۔

"لیکن یہ تصویروں کا قصہ باس۔!"

"اس نے تو الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر تھریسیا کیا چاہتی ہے۔!"

"تھریسیا وہی چاہتی ہے جو تم چاہتے ہو۔!" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا محترمہ۔!"

"ایک ہفتہ عیش کر آئے ہو۔ وقفے وقفے سے .... آئندہ بھی یہی ہوتا رہے گا اور تم عش عش کرتے پھرو گے....!"

"یعنی پھر غائب ہو جاؤں گا اور واپسی پر عش عش کرتا پھروں گا۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"مجھے کس کا ڈر پڑا ہے محترمہ....!" عمران پھر بولا۔

"مجھ سے بات مت کرو....!"

"اور ہے کوئی بات کرنے والا۔" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ایک بات یور میجسٹی۔!" جیمسن نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کہیں تھریسیا یہ تو نہیں چاہتی کہ ادھر سے کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت ہو جائے۔!"

"ہیئر یو آر....!" عمران اچھل پڑا اور اُسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم روز بروز ترقی کر رہے ہو۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ مجھے آلہ کار بنا کر متعلقہ لوگوں سے کوئی بے تکی حرکت کرانا چاہتی ہے یعنی وہ بوکھلا کر کوئی بھی حرکت کر بیٹھیں۔ اَب سوچنے کی بات ہے کہ وہ حرکت کیا ہو سکتی ہے۔!"

"جنگل کے مشتبہ حصوں پر بمباری....!" جیمسن بولا۔

"اب تو یہی دل چاہتا ہے کہ تمہیں متبنیٰ کر لوں جیمو جھینگے۔!"

"لینگو یج پلیز.... یور میجسٹی....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ تھریسیا بمباری ہی کی خواہش مند ہے۔!"

"بکواس....!" جولیا بولی۔

"بکواس ہی سہی۔ اَب تم اپنی پُر درد نظم سنا سکتی ہو۔!"

"میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے! اگر کوئی بم کسی میزائل پر پڑ گیا تو جانتے ہو کتنی تباہی پھیلے گی....!"

"میں نے محض تصویریں کھینچی تھیں۔ مختلف نمبروں کے ہلاکو محض کھوکھے ہو سکتے ہیں میزائلوں کے۔ اگر واقعی ایسے میزائل اُن لوگوں کے پاس ہوتے تو کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دیتے اُن کی۔"

"واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔!" ظفرالملک سر ہلا کر بولا۔

پھر وہ سوچتے ہی رہ گئے تھے اور کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔

شام کو جنرل پھر آیا۔ بہت زیادہ پریشان نظر آرہا تھا۔

"خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔!" اُس نے کہا۔ "تم پر جو کچھ بھی گذری ہے مضحکہ خیز ہے۔ کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے طور پر کچھ کر لینے سے پہلے ہم اُن ممالک سے رجوع نہیں کر سکتے جن کے ناموں کے بین براعظمی میزائل اُن تصاویر میں موجود ہیں....!"

"درست فرمارہے ہیں آپ....!"

"تو پھر کیا کریں....!" جنرل بولا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آرہا....!" عمران نے کہا۔

"جنگل کے بعض حصے ایسے ہیں جن سے گذر کر جھیل کے کنارے تک پہنچنا ناممکن ہے۔ آج تک مہذب دنیا کے کسی فرد کا گذر ادھر سے نہیں ہوا.... لہذا میں ردعمل دیکھنے کے لئے جنگل کے مشکوک حصوں پر بمباری کراؤں گا۔!"

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ پھر جنرل نے اپنے اس خیال کے بارے میں اُس کی رائے طلب کی تھی۔!

"میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ شائد مجرم بھی یہی چاہتے ہیں۔ کیا دانڈیری قبائل کی کہانی سُن کر آپ نے کوئی جہاز جنگلوں کی طرف بھیجا تھا....!"

"نہیں! اب تک تو ایسا نہیں ہوا۔!"

"میری دانست میں اُس ہنگامے کا مقصد یہی تھا کہ حالات کا اندازہ لگانے کے لئے آپ کے جہاز جنگل پر پرواز کریں۔ لیکن آپ لوگوں نے اس حد تک اُس کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ لہذا مجھے آلہ کار بنایا گیا....!"

"میں تو کم از کم دس بمبار بھیج کر بمباری کراؤں گا....!"

"میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اب آپ جانیں۔!"

"کیا تم کسی جہاز میں اپنی موجودگی پسند کرو گے....!"

"ہرگز نہیں جناب والا! میں اپنے چیف کی ہدایت کے بغیر ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔!"

جنرل واپس چلا گیا.... دوسرے دن سچ مچ دس بمبار چنگھاڑتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے تھے اور جنرل کیو عمران کے پاس آیا تھا۔

"میں یہیں بیٹھ کر انتظار کروں گا۔" اُس نے عمران سے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"جلد ہی کوئی امید افزاء اطلاع ملے گی۔!" جنرل نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔!

قریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ ریسیور عمران ہی نے اٹھایا تھا۔ اور کان سے لگانے کے بعد اُسے جنرل کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"ہیلو....!" جنرل نے ماؤتھ پیس میں کہا "جنرل کیو!.... کیا.... نہیں.... یہ کیا کہہ رہے ہو.... ہواباز کہاں ہے.... اچھا اچھا.... میں آرہا ہوں....!"

"کیا بات ہے جنرل....!" عمران بوکھلا کر بولا۔

"صرف ایک بمبار واپس آیا ہے اور اُس کے ہواباز کی حالت بہت خراب ہے....!"

"کیوں؟ کیا ہوا....!"

"تم چلنا چاہو تو چلو میرے ساتھ.... ہواباز ہی بتائے گا کہ کیا ہوا.... وہ میرا منتظر ہے.... اور کسی کو کچھ نہیں بتایا۔!"

"میں چل رہا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

وہ فوجی کیمپ میں پہنچے تھے اور جنرل سیدھا ایک خیمے کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔!

وہاں کئی آدمی تھے۔ دو باوردی پائلٹ بھی تھے۔ ایک بیہوش پڑا تھا اور دوسرا بیٹھا بری طرح ہانپ رہا تھا۔

جنرل نے بقیہ لوگوں کو خیمے سے چلے جانے کو کہا۔!

"مم.... میرے حواس بجا نہیں ہیں.... جناب۔!" پائلٹ ہانپتا ہوا بولا۔ "ایسا نہ کبھی دیکھا نہ کبھی سنا۔!"

"بتاؤ بھی تو.... آخر ہوا کیا....؟" جنرل جھنجھلا گیا۔!

”نو بمبار طیارے میرے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔!“

”وضاحت کرو.... میں بالکل نہیں سمجھا۔!“

”کس طرح بتاؤں.... میری سمجھ ہی میں کچھ نہیں آتا.... بس ایسا لگا تھا جیسے ایک ایک کر کے سارے طیارے ہوا میں تحلیل ہو گئے ہوں.... نہ کسی قسم کی آواز ہوئی اور نہ اُن کے ٹکڑے فضاء میں بکھر کر زمین تک پہنچے۔!“

”میرے کچھ پلے نہیں پڑ رہا....!“

”بس جناب! وہ نو عدد طیارے اسی طرح غائب ہو گئے....!“

جنرل نے عمران کی طرف دیکھا اور عمران سر ہلا کر بولا ”میں آپ سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ اِس قسم کا کوئی خطرہ مول نہ لیجئے.... وہ لوگ بے حد چالاک ہیں۔ اُن کے پاس ضائع کرنے کے لئے جہاز نہ ہوں گے۔ اس لئے اپنا کوئی جدید ترین حربہ آپ کے جہازوں پر آزمایا ہے۔ گویا اُس حربے کے سلسلے میں اُن کا تجربہ کامیاب رہا۔ وہ کوئی بے حد تباہ کن شعاع بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ایسی شعاع جو ہر ٹھوس چیز کو ذرات میں تبدیل کر دیتی ہے نہ دھماکا ہوتا ہے اور نہ اُس چیز کے ٹکڑے زمین پر گرتے ہیں۔ یہ ہوا اصلی پروجیکٹ ہلاکت خیز....! اب ہوائی جہاز اور میزائل اسی طرح اوپر ہی اوپر تباہ کر دیئے جایا کریں گے.... انکا ملبہ زمین پر نہیں گرا کرے گا!“

”مگر میں اب کیا کروں۔!“ جنرل میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

”بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی میٹنگ طلب کر کے اِس معاملے کو اُن کے سامنے رکھئے۔! اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم ہرگز نہ اٹھایئے۔!“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کاش میں پہلے ہی تمہارا مشورہ قبول کر لیتا۔ اُوہ.... میرے خدا.... میری وجہ سے اٹھارہ جانیں ضائع ہوئی ہیں.... نو طیارے تباہ ہوئے ہیں۔!“

عمران کچھ نہ بولا.... جیب میں چیونگم کا پیکٹ ٹٹول رہا تھا....!